الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

دسمبر 2024

GOLDEN JUBLEE 50Th جشن زریں

حضرت عزیز ملت کے عادات و خصائل

حضرت عزیز ملت کے عادات و خصائل کا بیان کرنا اتباع سنت اور اطاعت رسول کی جیتی جاگتی تصویر کھینچتا ہے، اپنے تو اپنے بیگانے بھی یہ تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے کہ ”حضرت عزیز ملت سادگی و پاکیزگی اور ورع و تقویٰ کا سچا نمونہ ہیں“۔ آپ کے مزاج میں بے حد خودداری اور بے نیازی ہے، امراء و رؤسا میں اگر تمکنت کا شائبہ پاتے ہیں، تو ان سے ملاقات کے وقت استغنا اور بے نیازی کا اظہار فرماتے ہیں لیکن جب عوام سے ملتے ہیں تو بڑی انکساری و بشاشت سے ملتے ہیں۔ بزرگوں سے نیازمندانہ احباب سے نہایت مخلصانہ، چھوٹوں سے انتہائی مشفقانہ، طلبہ اور شاگردوں سے بڑے ہی ہمدردانہ طور پر ملتے ہیں۔ علما و مشائخ، خصوصاً سادات کرام کی بے پایاں عزت و تکریم کرتے ہیں، اہل علم کے حضور نہایت خندہ روئی سے پیش آتے ہیں۔ اپنی لیاقت اور واقفیتِ علوم خواہ مخواہ کسی پر نہیں جتاتے، غیر ضروری بحث و تمحیص سے ہمیشہ اجتناب فرماتے ہیں، سب و شتم کے جواب میں خاموش رہتے ہیں، کبھی مناسب موقع پاتے ہیں تو نہایت مہذب ادبی و علمی اور نصیحت آمیز لطائف بھی بیان فرماتے ہیں۔

مُبارک حُسین مِصباحی

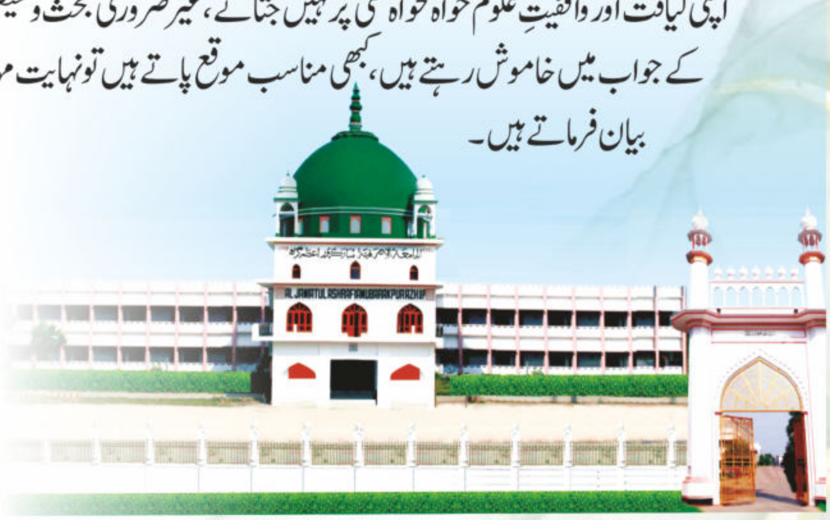

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبد الحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 49 شمارہ 12

دسمبر 2024ء

جمادی الآخرہ 1446ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

فہرست

نگارشات

اداریہ	عزیز ملت کی سربراہی کا گولڈن جبلی	مبارک حسین مصباحی	5
	مطالعۂ قرآن		
تفہیمِ قرآن	بعث بعد الموت، قرآنی آیات کی روشنی میں (4)	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	8
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	11
	نظریات		
سفرنامہ	حضور سربراہِ اعلیٰ صاحب قبلہ کا سفر برطانیہ	محمد محسن آدم حویلی والا	13
فکر امروز	بھارت میں مسلم خواتین اور مذہبی امتیاز	مہتاب پیامی	14
	اسلامیات		
شعائر	وقت پر نماز پڑھنے کی اہمیت	حافظ افتخار احمد قادری	19
	شخصیات		
انوار حیات	مفتی رحیم بخش مظفرپوری	مفتی محمد اسلم آزاد مصباحی	21
	مبلغ اسلام علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری	محمد ضیاء نعمانی	23
	علامہ فضل رحماں مجددی نقشبندی گنج مرادآبادی	شیخ غلام ربانی	25
	عزیزیات		
ذکر حافظ ملت	باتیں حافظ ملت کی	مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری	30
	حافظ ملت قوم وملت کے عظیم معمار	محمد مدثر حسین اشرفی پورنوی	32
	حافظ ملت کی حدیثی خدمات	عمران رضا عطاری مدنی	33
	اساطین تصوف		
ذکر جمیل	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما	مفتی محمد اعظم مصباحی	38
	بزم خواتین		
چراغ خانہ	سوشل میڈیا استعمال کرتے وقت شعور و قار اور عقل کا بھی استعمال کریں	کلثوم اسلم	40
	بزم دانش		
فکر ونظر	لفظ امی کی توضیح وتشریح	مولانا سید سعادت علی قادری/مولانا محسن رضا ضیائی	41
	ادبیات		
نقد ونظر	سیف وسمن پر ایک طائرانہ نظر	مبارک حسین مصباحی	49
	مکتوبات		
صداے بازگشت	جاوید اختر بھارتی/روزنامہ انقلاب/خالد ایوب شیرانی		50
	سرگرمیاں		
عالمی خبریں	اسرائیلی فوج ذہنی امراض کا شکار/کیلیفورنیا میں مسلم طلبہ کو اسلاموفوبیا کا سامنا/اسرائیلی ریاست کے اعتراضات مسترد		53
خیر وخبر	مالیگاؤں میں لنگر رسول/علی گڑھ میں تعلیم اسلام کانفرنس/مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کا تعین		55
	منظومات		
خیابان حرم	مناقب حافظ ملت علیہ الرحمہ	ارشاد مبارک پوری/بلال مبارک پوری/امیر اشرف مبارکپوری	58

عزیز ملت کی سربراہی کا گولڈن جبلی

مبارک حسین مصباحی

انتہائی مسرت و شادمانی کا موقع ہے کہ امسال یکم جمادی الاخریٰ 1446ھ/3دسمبر 2024 کو جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی جامعہ اشرفیہ کا گولڈن جبلی عرس ہے، یہ پچاس برس بحسن و خوبی پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ حضور حافظ ملت قدس سرہ کی تدفین سے قبل آپ کے لخت جگر جانشین حافظ ملت عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی کو جامعہ اشرفیہ کا سربراہِ اعلیٰ منتخب کر دیا گیا تھا۔ آپ ہی کی امامت میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی، ایصال ثواب کے بعد آپ قدس سرہ کو زیر زمین دفن کر دیا گیا۔ حاضرین کا تاثر ہے کہ مبارک پور کی سر زمین پر وہ ایک یادگار منظر تھا۔

حضور عزیز ملت کا خاندانی پس منظر:

حضرت عزیز ملت کی ولادت باسعادت آبائی وطن قصبہ بھوجپور ضلع مرادآباد میں ایک علمی و روحانی گھرانے میں 2 جمادی الاولی 1363ھ /1944ء، بروز بدھ کو ہوئی۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے سر پر دست کرم رکھا اور عبد الحفیظ نام عنایت فرمایا:

حضرت عزیز ملت کا خاندان علم و حکمت اور روحانیت کا سرچشمہ اور شروع ہی سے دین اسلام کی خدمت و آبیاری میں مشہور زمانہ رہا۔ شرافت، دیانت داری، خودداری، پاک بازی، مہمان نوازی اور علم دوستی میں دور دور تک شہرت یافتہ رہا۔

آپ کی والدہ محترمہ نیک دین دار اور دردمند تھیں، بلند اخلاق، پابند نماز، یہاں تک کہ تہجد بھی پابندی سے ادا کرتی تھیں۔ آپ کے عم مکرم حافظ عبد الرشید اور مولانا حافظ حکیم عبد الغفور علیہما الرحمہ نہایت اچھے حافظ قرآن تھے، تقوی شعار، انتہائی متقی و پرہیز گار تھے، آپ کے جد امجد عارف باللہ استاذ الحفاظ حضرت حافظ غلام محمد نور علیہ الرحمہ بھی اپنے زمانے کے ولی صفت کامل بزرگ تھے۔ علاقہ بھر کے اکثر و بیشتر حفاظ اساتذہ آپ ہی کے خرمن فیض کے خوشہ چیں تھے۔

ابتدائی تربیت:

آپ کی پرورش آپ کے والدین کریمین کے زیر سایہ ہوئی۔ ظاہر ہے جب ماں دین دار ہوگی تو اپنی گود میں پلنے والے بچے کو بھی دین دار دیکھنا چاہے گی۔ آپ کا ابتدائی زمانہ ایک ایسے پاکیزہ ماحول میں گزرا جہاں قال اللہ و قال الرسول کے جاں فزا کلمات آویزۂ گوش بنتے۔ گھر میں اہل اللہ کی آمد آمد کے اس روحانی ماحول نے آپ کے ذہن و فکر میں علم کا نہ صرف یہ کہ ذوق سلیم بخشا تھا بلکہ اس کی تحصیل کا وافر جذبہ بھی پیدا کر دیا تھا۔

آپ کے بچپن کا زمانہ زیادہ تر مبارکپور میں گزرا اور یہیں نشو و نما ہوئی۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو رسم بسم اللہ ادا کرائی۔

تحصیل علم:

پرائمری کے بعد فارسی شروع کی اور فارسی کی مشہور کتابیں گلستاں، بوستاں، وغیرہ حضرت مولانا شمس الحق علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ موصوف فارسی کے ماہر، بلند اخلاق تھے، آپ کی مجلس میں آدمی بیگانہ پن محسوس نہیں کرتا تھا۔ آپ نے فارسی کتابوں کے ساتھ عربی گرامر کی ابتدائی کتاب میزان الصرف بھی شروع کر دی تھی، اس طرح عربی تعلیم کا سلسلہ بھی چل پڑا۔

مبارک پور ایم پی اسکول سے آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد شبلی ہائی اسکول اعظم گڑھ میں نویں جماعت (1959ء) میں داخلہ لیا۔ بارہویں جماعت (1963ء) تک شبلی انٹر کالج اعظم گڑھ میں قیام رہا، اتوار کی چھٹی اور دیگر چھٹیوں میں مبارک پور تشریف لاتے ہر چھٹی میں حافظ ملت علیہ الرحمہ درس نظامی کی کتابیں بالالتزام صبح و شام پڑھاتے تھے۔ مبارک پور و اعظم گڑھ کے قیام میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے جلالین، مشکوٰۃ شریف تک تعلیم دی۔ انٹرمیڈیٹ شبلی انٹر کالج سے پاس کیا۔

انجینئرنگ اور درس نظامی:

اعظم گڑھ کے بعد آپ کا رجحان مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جانے کا ہوا۔ وہاں ضابطہ کی کارروائی مکمل کی، مگر ایک سال عمر کم ہونے کی وجہ سے داخلہ نہ ہو سکا تو 1964 میں ایک سال کے لیے مراد آباد ہندو کالج میں داخلہ لے لیا۔ اس دوران قیام مراد آباد شہر میں بھی رہتا اور وطن میں بھی۔ دوسرے سال علی گڑھ کے لیے کوشش کی اور بی ایس سی میں داخلہ لیا۔ اس دوران آپ کا قیام ایم. ایم. ہال کے سیفی ہاسٹل میں رہا۔ بی. ایس سی. (B.Sc.) فائنل کرنے کے بعد شعبۂ انجینئرنگ میں داخلہ لیا اور انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کی۔ علی گڑھ پانچ سال رہ کر 70-1969ء میں سیشن ختم ہونے پر مکان واپس ہوئے۔

حضرت عزیز ملت 1974ء میں اشرفیہ تشریف لائے، درس نظامی کی جو کتابیں باقی رہ گئی تھیں، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سے انفرادی طور پر اور جماعت کے ساتھ مکمل کیا اور حضور حافظ ملت کے چہلم کے موقع پر 1976ء میں فراغت حاصل کی۔ اس وقت آپ کے اساتذہ حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ اور حضرت شمس العلما مولانا شمس الدین جون پوری تھے۔

عادات وخصائل:

حضرت عزیز ملت کے عادات وخصائل کا بیان کرنا اتباع سنت اور اطاعت رسول کی جیتی جاگتی تصویر کھینچنا ہے، اپنے تو اپنے بیگانے بھی یہ تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے کہ ”حضرت عزیز ملت سادگی و پاکیزگی اور ورع وتقوی کا سچا نمونہ ہیں“۔ آپ کے مزاج میں بے حد خود داری اور بے نیازی ہے، امراء ورؤسا میں اگر تمکنت کا شائبہ پاتے ہیں، تو ان سے ملاقات کے وقت استغنا اور بے نیازی کا اظہار فرماتے ہیں لیکن جب عوام سے ملتے ہیں تو بڑی انکساری وبشاشت سے ملتے ہیں۔ بزرگوں سے نیاز مندانہ، احباب سے نہایت مخلصانہ، چھوٹوں سے انتہائی مشفقانہ، طلبہ اور شاگردوں سے بڑے ہی ہمدردانہ طور پر ملتے ہیں۔ علما و مشائخ، خصوصاً سادات کرام کی بے پایاں عزت وتکریم کرتے ہیں، اہل علم کے حضور نہایت خندہ روئی سے پیش آتے ہیں۔ اپنی لیاقت اور واقفیتِ علوم خواہ مخواہ کسی پر نہیں جتاتے، غیر ضروری بحث وتمحیص سے ہمیشہ اجتناب فرماتے ہیں، سب وشتم کے جواب میں خاموش رہتے ہیں، کبھی مناسب موقع پاتے ہیں تو نہایت مہذب ادبی وعلمی اور نصیحت آمیز لطائف بھی بیان فرماتے ہیں۔

حضرت علامہ عبد الشکور علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ آپ کے اخلاق کے متعلق فرماتے ہیں:

سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا آپ کا شیوہ اور طریقہ ہے اس لیے ہر ایک کے ساتھ شیریں لب ولہجہ میں گفتگو فرماتے ہیں کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، دیکھا گیا ہے کہ بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو دور سمجھتے ہیں اگر آپ کا ان سے بھی سامنا ہو گیا تو ان کے ساتھ بھی اس طرح گفتگو فرماتے ہیں کہ اسے دوری کا اندازہ نہیں ہوتا۔ یہ خوبی بھی آپ کی موروثی ہے کہ اپنوں کی طرح غیر سے بھی سلوک رکھتے ہیں۔

وعظ وخطابت:

آپ کی تقریر عام فہم اور آسان ہوتی ہے، آپ اکثر و بیشتر ملک وبیرون ملک کا سفر کرتے رہتے ہیں۔ جس کا مقصد ایک طرف تو دین اسلام کی نشر واشاعت اور قوم مسلم کی اصلاح ورہنمائی ہوتی ہے، دوسری طرف الجامعۃ الاشرفیہ کے عروج وارتقا اور اس کا استحکام بھی محل نظر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ حضور حافظ ملت کے حلقۂ ارادت کی توسیع بھی مد نظر ہوتی ہے۔

آپ کے بیرون ملک کے اسفار۔ آپ نے امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے، ماریشس لیتھوسو، پاکستان، انگلینڈ اور نیپال کا سفر کیا ہے۔

آپ نے اپنی زندگی میں سیکڑوں کانفرنسوں میں شرکت کی، آپ کی صدارت میں مسلم پرسنل لا کانفرنس سیوان میں منعقد ہوئی تھی، جس میں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور دوسرے بہت سے علما کرام تھے۔

شیخ طریقت، جانشین حضور حافظ ملت، عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ دامت برکاتہم القدسیہ سربراہ اعلی ”الجامعۃ الاشرفیہ“ مبارک پور، انڈیا چند دنوں کے لیے انگلینڈ کے تبلیغی دورے پر تشریف لائے۔ یہ میری خوش بختی ہے کہ قریب سے مجھے حضرت کے شب وروز دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ ان یادگار لمحات سے قلب وجگر پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں تا حیات باقی رہیں گے۔ اور آپ کی شفقتیں، محبتیں بار بار یاد آئیں گی۔

حضرت کی تشریف آوری کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ آپ کی زندگی سے متعلق کچھ ضروری سوالات کر کے جواب حاصل کر لیا جائے تو بہتر ہوگا، میں نے اپنے دل کی بات حضرت کے سامنے رکھی۔

حضرت کی عنایت ہے کہ میرے عریضہ کو قبول فرمایا اور ہمیں اپنے قیمتی کلمات سے نوازا، میں نے دو نشستوں میں یہ تمام سوالات وقفہ وقفہ سے حضرت کے سامنے رکھے اور آپ نے ان سب کا جواب عنایت فرمایا۔ پہلی نشست الحاج شفیق بھائی بولٹن کے دولت خانہ پر تھی، اس وقت ہمارے ساتھ حضرت کے کلمات سننے کے لیے درج ذیل علمائے کرام تشریف فرما تھے:

1- حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی 2- حضرت مولانا محمد محسن صاحب 3- حضرت مولانا محمد خالد صاحب

4- حضرت مولانا خیر الدین صاحب ۵- حضرت مولانا محمد سلیم صاحب 6- حضرت مولانا محمد شفیع صاحب

7- حضرت مولانا حافظ محمد یونس صاحب بولٹن 8- حضرت مولانا حافظ محمد حنیف صاحب

اور دوسری نشست حضرت مولانا حافظ محمد داؤد صاحب ڈیوزبری کے دولت خانہ پر ہوئی اس وقت وہاں درج ذیل علمائے کرام موجود تھے:

1- حضرت مولانا مفتی شمس الہدی مصباحی صاحب

2- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب

3- حضرت مولانا محمد خالد صاحب

4- مولانا فیض الرحمٰن صاحب

۵- حافظ عبد الرحمٰن صاحب

6- حافظ احمد سعید صاحب

7،8- برادران حضرت مولانا محمد خالد، جناب حامد و زاہد صاحبان

میں نے اس پوری گفتگو کو حضرت کی اجازت سے ریکارڈ کر لیا تھا۔

ایک عظیم شخصیت:

حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ انتہائی جفاکش، مرد مجاہد، مخلص اور مردم شناس شخصیت سے عبارت ہیں جن کی سادگی میں کافی کشش موجود ہے تکلفات سے بالاتر ایک لمبے عرصہ تک اپنی قیام گاہ سے برابر جامعہ اشرفیہ تک پیدل چل کر آنا۔ سردی اور گرمی کی شدت میں بھی جامعہ اشرفیہ کے لیے تگ و دو اور جہد مسلسل میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا، اس کی ترقی کی راہ میں شب و روز ایک کر دینا، آپ کا نہایت اہم اور نمایاں کارنامہ ہے۔ آپ حضور حافظ ملت کے سچے جانشین اور نہایت متقی و پرہیز گار ہیں۔ آپ کی صدارت و سربراہی میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے بے پناہ ترقیاں کیں۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ دینی خدمات میں عظیم خدمت دینی ادارے کا چلانا ہے۔ حضرت عزیز ملت اس پر فتن دور میں ہندوستان کا سب سے عظیم اور مشہور و معروف دینی ادارہ الجامعۃ الاشرفیہ کو بحسن و خوبی چلا رہے ہیں جو لحہ بہ لحہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، بلکہ فی زمانہ ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ بیرون ملک میں بھی اشرفیہ کے فارغین دین کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں، جن کا اعتراف اپنے اور غیر بھی کرتے ہیں۔ آپ تمام دینی کاموں کے انجام دینے میں مخلص ہیں، یہی وجہ ہے کہ شب و روز چاہے آپ مبارک پور میں ہوں یا مبارکپور سے باہر رہیں، ادارے کا تصور آپ کے دل و دماغ سے دور نہیں ہوتا ہے۔ ادارے کی خیر خواہی میں کام کرتے رہتے ہیں، لیکن آج تک نہ کوئی تنخواہ آپ کو دی جاتی ہے نہ آپ نے کبھی اس کا مطالبہ کیا اور نہ کسی طرح خواہش ظاہر کی، اسی قوت اخلاص کی بنا پر ادارہ کے چلانے میں آپ کو سہولت حاصل ہے۔

▫▫▫

چوتھی قسط

بعث بعد الموت

قرآنی آیات کی روشنی میں

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

تیسری دلیل: انسان کا وجود اس کے بعث پر دلیل ہے، ارشاد باری ہے:

اَلَمۡ یَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی 0038 فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّكَرَ وَ الۡاُنۡثٰی 0039 اَلَیۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ﴿۴۰﴾ [سورۂ قیامہ:40-37]

انسان بہائی جانے والی منی کا ایک قطرہ تھا، پھر خون کا لوتھڑا بنا، اللہ نے اس کے لیے اعضا بنائے اور ان کو موزوں کیا، اسی قطرۂ آب سے مرد و عورت بنائے، جس نے یہ کچھ بنایا کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ بلاشبہ قادر ہے اور سب کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیۡرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمۡ ؕ وَ نُقِرُّ فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ ۚ وَ مِنۡكُمۡ مَّنۡ یُّتَوَفّٰی وَ مِنۡكُمۡ مَّنۡ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَیۡلَا یَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَیۡـًٔا۔ [سورۂ حج:5]

اے لوگو! اگر تمھیں بعث کے بارے میں شک ہو تو اس بات پر غور کرو کہ ہم نے تم کو پہلے مٹی سے بنایا، پھر نطفے سے، پھر بستہ خون سے، پھر تمام اور ناتمام پارۂ گوشت سے بنایا؛ تاکہ تم پر ہم اپنی قدرت ظاہر کردیں، اور جسے چاہیں ایک مقررہ مدت تک رحم میں رکھتے ہیں، پھر تمھیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں، پھر تمھیں زندگی دیتے ہیں؛ تاکہ جوانی کو پہنچو، تم میں بعض جوانی سے پہلے چلے جاتے ہیں اور بعض ایسی عمر کو پہنچ جاتے ہیں کہ جاننے کے بعد بھی کچھ نہیں جانتے۔

ان آیات مبارکہ کے مطابق ایک انسان شروع میں نطفہ ہوتا ہے، پھر نطفے سے بستہ خون، بستہ خون سے پارۂ گوشت، پارۂ گوشت سے مکمل انسان بنتا ہے، پھر جب پیدا ہوتا ہے تو پہلے بچہ ہوتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا ہوتا ہے، بعد ازاں ایسے بڑھاپے میں پہنچ جاتا ہے جہاں پہنچنے کے بعد کوئی بھی بات یاد نہیں رہتی، جو رب ایک انسان کو پیدائش سے پہلے اور بعد میں اتنے مراحل سے گزار سکتا ہے وہ رب اس بات پر بھی قادر ہے کہ چند بوسیدہ ہڈیوں میں مغز پیدا کردے، پھر ان پر گوشت چڑھائے اور اس میں رطوبت پیدا کرے، پھر اس پر پوست چڑھائے اور اس میں تروتازگی پیدا کرے اور اس میں روح پھونک کر دوبارہ زندہ کردے، جو انسان اپنی اصل تخلیق اور اس پر گزرنے والے مختلف مراحل پر غور کرلے اسے اس بات پر کامل یقین ہوجائے گا کہ بعث حق ہے، ثابت ہے اور اللہ بعث پر قادر ہے۔

چوتھی دلیل: انسان کی پہلی تخلیق اس کی دوسری تخلیق پر دلیل ہے، کیوں کہ کوئی بھی کام پہلی دفعہ کرنا مشکل ہوتا ہے، جب کہ دوسری دفعہ کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے، اسی طرح کسی بھی چیز کو پہلی دفعہ بنانا مشکل ہوتا ہے اور اگر وہی چیز بگڑ جائے تو اس کی مرمت نسبتاً آسان ہوتی ہے، اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جو پہلی دفعہ کوئی کام کرلے وہ دوسری دفعہ بھی کرسکتا ہے، کیوں کہ اس نے مشکل سے مشکل ترین کام کرلیا تو آسان سے آسان تر کام کیوں نہیں کرسکتا؟

انھیں تجربات کی روشنی میں اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

وَ هُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ وَ هُوَ اَهۡوَنُ عَلَیۡهِ ؕ وَ لَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۲۷﴾

[سورۂ روم:27]

وہی مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ بنائے گا اور یہ اس کے لیے زیادہ آسان ہے، آسمان وزمین میں اس کی شان بہت بلند ہے اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

یعنی جو بغیر کسی نمونے اور مادے کے تمھیں پہلی بار بنا سکتا ہے وہ تمھاری بوسیدہ ہڈیوں کو اور ضائع شدہ اجزا کو اکٹھا کرکے دوبارہ

کیوں نہیں بنا سکتا، تمھارے تجربات کی روشنی میں یہ اعادہ اور بعث ،اول تخلیق کے مقابلے میں نسبتاً آسان ہونا چاہیے، جب تم اصل وجود اور اول تخلیق پر اعتراض نہیں کرتے تو بعث بعد الموت پر بھی مت کرو، کیوں کہ بعث بھی پہلی تخلیق کی طرح ہے؛ لہذا جیسے اپنی موجودہ زندگی پر یقین کرتے ہو ویسے ہی اگلی زندگی پر کرو۔

پانچویں دلیل: آسمان وزمین کی تخلیق بعث بعد الموت پر روشن دلیل ہے، کیوں کہ آسمان بہت بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی مضبوط ومستحکم ہے، اسی طرح زمین بھی بہت بڑی ہے اور کافی وسیع ہے، ان کے بالمقابل انسان بہت ہی چھوٹا اور معمولی ہے، ارشاد باری ہے:

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ [سورۂ غافر:57]

بے شک آسمان وزمین کی تخلیق لوگوں کی تخلیق سے بہت زیادہ بڑی ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

جب اللہ اتنے اتنے بڑے آسمان وزمین کی تخلیق پر قادر ہے تو کیا پانچ چھ قدم کے انسان کو دوبارہ بنانے پر قادر نہیں؟ یقیناً قادر ہے، بلاشبہ قادر ہے، قرآن مجید میں اس مضمون کی آیات متعدّد مقامات پر وارد ہوئیں ہیں، مثلاً سورۂ اسرا میں ہے:

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ [سورۂ اسراء:99]

اسی طرح سورۂ یٰس میں ہے:

اَوَ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ [سورۂ یٰس:81]

یعنی جس رب نے آسمان وزمین بنائے، کیا وہ انھیں دوبارہ بنانے پر قادر نہیں؟ کیوں نہیں، بلاشبہ قادر ہے، وہی خلاق اکبر ہے اور وہی ہر شے کا جاننے والا ہے۔

واضح رہے کہ قرآن، عربی اسلوب میں نازل ہوا اور بندوں کے لیے نازل ہوا، اسی لیے بہت سے مضامین بندوں کے فکر ومزاج اور ان کے نجی تجربات کی روشنی میں بیان کیے گئے، مثلاً فرمایا کہ ہم نے تم سے زیادہ طاقت ور قوموں کو ہلاک کر دیا، جب ان کو ہلاک کر سکتے ہیں تو تمھیں کیوں نہیں ہلاک کر سکتے؟ فرمایا: ہم نے تم سے بڑی مخلوق آسمان وزمین کو بنایا، جب ان کو بنا دیا تو تم کو دوبارہ کیوں نہیں بنا سکتے؟ ہم نے تمھیں پہلی دفعہ بنایا حالانکہ پہلی تخلیق مشکل ہوتی ہے تو تمھیں دوبارہ کیوں نہیں بنا سکتے جب کہ دوبارہ بنانا آسان ہوتا ہے؟

اس قسم کی آیات میں بندوں کے اعتبار سے کسی کو بڑا اور کسی کو چھوٹا، کسی کو آسان اور کسی کو مشکل، کسی کو طاقت ور اور کسی کو کمزور قرار دیا گیا ہے، ورنہ اس خلاق اکبر کے آگے کیا بڑا کیا چھوٹا، کیا آسان کیا مشکل، کیا ضعیف کیا کمزور، سب ایک جیسے اور ایک حکم کن کے محتاج ہیں، اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا حال یہ ہے کہ:

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝001 وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ [سورۂ فاطر:16-17]

اگر چاہے تو ابھی تمھیں فنا کر دے اور تمھاری جگہ دوسروں کو پیدا کر دے اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں۔

چھٹی دلیل: بعث پر ایک خوب صورت دلیل ویران زمین کی شادابی ہے، عموماً ایام قحط میں اور کبھی موسم گرما میں زمین خشک ہو جاتی ہے، ہر کھیت بے گیاہ، ہر شاخ بے ثمر، ہر باغ بے رونق، ہر زمین بنجر اور ہر سمت مایوسی نظر آتی ہے، لوگ دو بوند کو ترس جاتے ہیں، انسان دعا کرتے ہیں، چوپائے فریاد کرتے ہیں، پرندے مناجات کرتے ہیں کہ مولیٰ چند قطرے برسا دے، بالآخر رحمت الٰہی کو جوش آہی جاتا ہے، ہوائیں چلتی ہیں، بادل گرجتے ہیں، بجلیاں چمکتی ہیں، گھٹائیں چھا جاتی ہیں، اور دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش برسنے لگتی ہے، سوکھی زمینیں سیراب ہو جاتی ہیں، خشک زمین سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے، ہر زمین لالہ زار، ہر شاخ ثمر بار اور ہر درخت بار آور ہو جاتا ہے اور اپنی زبان حال سے یہی پیغام دیتا ہے کہ جس نے خشک زمین کو سبزہ زار بنایا، جس نے اجڑے دیار کو رشک گلستاں بنایا وہ ایک دن ضرور مردوں کو زندہ کرے گا اور ان سے محاسبہ فرمائے گا، فرمایا:

وَ اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ [سورۂ فاطر:9]

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ۔[سورۂ روم:50]

اسی کے مثل ایک دوسری آیت میں ہے:

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ [سورۂ فصلت:39]

مزید وضاحت کے دوسری آیت میں فرمایا:

وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ [سورۂ حج:5-7]

ان تمام آیات کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ وہی ہے جو ہوائیں چلاتا ہے، بادلوں کو یکجا فرماتا ہے اور انھیں بنجر زمینوں میں اور خشک علاقوں میں پہنچاتا ہے، پھر وہ بادل برستے ہیں تو زمین لہلہا اٹھتی ہے اور ہر قسم کے خوش نما پودے اگاتی ہے، جس رب نے دانوں سے سبزے اگائے اور خشک زمین کو گلزار بنایا، وہ ایک دن قبروں سے مردوں کو اٹھائے گا اور انھیں آخرت میں ایسی ہی زندگی عطا فرمائے گا جیسے اس نے دنیا میں بنجر زمینوں کو اور سوکھے پتوں کو نئی زندگی عطا فرمائی۔

ساتویں دلیل: کفار کہا کرتے تھے کہ بوسیدہ ہڈیوں میں مغز کہاں سے آئے گا؟ گوشت، پوست میں ترو تازگی کیسے بحال ہوگی؟ رگوں میں خون کیوں کر گردش کرے گا؟ اللہ فرماتا ہے:

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ [سورۂ یٰس:79-80]

یعنی کفار کہتے ہیں کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ فرمادو، جس نے پہلی دفعہ پیدا کیا وہی دوبارہ بنائے گا، اسے ہر مخلوق کا علم ہے، وہی دوبارہ پیدا کرے گا جس نے ہرے بھرے درخت سے آگ نکالی، جس سے تم سلگاتے ہو۔

عرب میں دو درخت پائے جاتے تھے، ایک کا نام مرخ تھا اور دوسرے کا عفار، یہ دونوں درخت اس قدر تر ہوتے تھے کہ ان کی ٹہنیوں کو توڑتے ہی پانی ٹپکنے لگتا تھا، اس کے باوجود ان دونوں درختوں کی خصوصیت یہ تھی کہ اگر ان میں سے ایک کی تر شاخ لے کر دوسرے کی تر شاخ پہ رگڑ لگائی جائے تو ان سے آگ نکلتی تھی اور اس آگ سے ضرورتیں پوری کی جاتی تھیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ جو رب ہرے بھرے درخت کی تر شاخوں سے آگ پیدا کرنے پر قادر ہے وہ بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے، جو رب ہری شاخوں سے آگ نکالنے پر قادر ہے وہ مردہ رگوں میں گرم لہو دوڑانے پر بھی قادر ہے، جو رب ہری شاخوں سے آگ نکالنے پر قادر ہے وہ بوسیدہ ہڈیوں میں زندگی کی حرارتیں بحال کرنے پر بھی قادر ہے

آٹھویں دلیل: کسی بھی کام کے دشوار گزار، مستبعد یا محال ہونے کی متعدّد وجوہات ہو سکتی ہیں، ان میں ایک اہم وجہ تھکاوٹ ہے، جو ایک بار کام کر کے تھک جائے وہ دوبارہ کام کرنے کی ہمت نہیں کر پاتا، اللہ منکرین بعث سے فرماتا ہے کیا تم اس زعم فاسد میں ہو کہ ہم آسمان و زمین بنا کر تھک گئے اور آگے سلسلۂ تخلیق موقوف کر دیں گے، نہیں، ہرگز نہیں، اس لیے کہ تھکاوٹ اور عدم استطاعت ہمارے شایان شان نہیں، فرمایا:

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ [سورۂ ق:15]

کیا ہم پہلی دفعہ بنا کر تھک گئے کہ دوبارہ نہیں بنائیں گے، بلکہ یہ لوگ بعث اور تخلیق جدید کے بارے میں تردد کا شکار ہیں۔

معاندین پر نکیر قائم کرتے ہوئے فرمایا:

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ [سورۂ احقاف:33]

کیا انھیں نہیں معلوم کہ جس نے آسمان و زمین بنائے اور ان کے بنانے میں اسے تکان نہیں ہوئی وہ دوبارہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ جب اللہ کے لیے تھکاوٹ یا سستی نہیں تو وہ جب چاہے مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔

نویں دلیل: اللہ رب العزت نے ہر انسان کو آزاد پیدا کیا، اسے اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا اختیار دیا اور اسے اپنے مال و جائداد میں ہر طرح تصرف کرنے کی اجازت دی، لیکن بہت ہی کم لوگ ہیں جو اس آزادی کی نعمت سے محظوظ ہوتے ہیں، کیوں کہ اس پر اسرار دنیا میں ایسے افراد کی کمی نہیں جو دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں، دھوکہ دیتے ہیں، غبن کرتے ہیں، ظلم و ستم کے بازار گرم کرتے ہیں، فتنے کھڑے کرتے ہیں، فساد مچاتے ہیں، قتل و غارت گری پر اتر آتے ہیں۔

(باقی ص:34 پر)

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

مسلم لڑکے کی غیر مسلم لڑکی سے شادی

سوال: ایک مسلمان لڑکا، غیر مسلم لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شادی کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ پہلے مسلمان ہو جائے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوئی تو حالت کفر میں کسی بھی غیر مسلم لڑکی سے مسلمان لڑکے کا نکاح نہیں ہو سکتا اور نہ کسی مسلم لڑکی سے غیر مسلم لڑکے کا نکاح ہو سکتا ہے۔ اگر ایسے لڑکے ولڑکی باہم نکاح کرتے ہیں تو شرعاً وہ نکاح نہ ہو گا، وہ دونوں ایک دوسرے کے حق میں اجنبی رہیں گے، میاں بیوی نہ ہوں گے اور اللہ کی پناہ ہم بستری زنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اہلِ سنت وجماعت میں داخل ہونے کے بعد دوبارہ نکاح

سوال: ایک شخص بد عقیدہ تھا اور اب خوش عقیدہ ہو چکا ہے تو کیا اس کو دوبارہ نکاح کرنا ہو گا؟

جواب: اگر آدمی بد عقیدہ تھا اور اس کی بد عقیدگی حد کفر تک پہنچی ہوئی تھی اور اسی بد عقیدگی میں اس کا نکاح ہوا تھا تو اس کا نکاح نہیں ہوا، لہٰذا جیسے ہی اس نے کلمہ پڑھا اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوا اس پر فرض ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو فوراً شرعی طریقے کے مطابق اپنا نکاح کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شادی اور منگنی کے لیے ستارہ دیکھنا اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

سوال: بچوں کی شادی اور منگنی کے لیے ستارہ دیکھنا کیسا ہے اور قمر در عقرب آجائے تو کیا شادی اور منگنی اس وقت تک ملتوی کر دیں؟

جواب: اسلام میں "قمر در عقرب" کوئی چیز نہیں اور سعد و نحس بھی کوئی چیز نہیں۔ ہمارے لیے ہر دن اور ہر گھڑی جو سنت کی پیروی میں گزرے مبارک ہے۔ اس وجہ سے ہر دن شادی ہو سکتی ہے اور جس گھڑی میں چاہیں اس گھڑی میں ہو سکتی ہے، نہ اس میں جنتری کا سعد و نحس دیکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی ستارہ دیکھنے کی حاجت ہے۔ ہاں یہ لحاظ رہے کہ سنت کے مطابق ہو اور شرعی خرابیوں سے پاک ہو، اور کام بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے، مسلمانوں کو اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق کرنا چاہیے، اور شادی بیاہ بھی سنت کی ادائیگی کی نیت سے کرنا چاہیے، پھر تو مسلمان کی ہر گھڑی اور ہر دن مبارک ہے اور سعد ہی سعد ہے۔ ہاں عام دنوں میں بدھ، جمعرات، جمعہ یا دوشنبہ کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے، لیکن ساتوں دنوں میں جو بھی دن ہو یا جس ٹائم میں ہو، نکاح جائز اور بالکل درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کلمۂ کفر بک دینے کے بعد کیا نکاح باقی رہے گا؟

سوال: کلمہ کفر بک دینے کے بعد نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اس کے بعد زوجین ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، یا نہیں؟ اور اگر ساتھ رہتے ہیں تو کون سا گناہ ہو گا؟ مطلع فرمائیں۔

جواب: کلمۂ کفر بک دینے سے آدمی کافر و مرتد ہو جاتا ہے اور اس کے باعث نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے یعنی فسخ کے لیے قضائے قاضی کی حاجت نہیں۔ فقہ کا یہ جزیہ ہے:

ارتداد أحدهما فسخ عاجل. (رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ج:10، ص:321، دار الفكر)

اس کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی کلمۂ کفر بک دے، اور کافر یا مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا۔ اور اس نکاح کے فسخ ہونے کے لیے قاضی کے یہاں دعویٰ

کرنے پھر اس کے فسخ کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ بہت سی ایسی صورتیں ہوتی ہیں جن میں نکاح فسخ ہوتا ہے مگر فسخ کا نفاذ اس وقت ہوتا ہے جب مقدمہ قاضی کے وہاں جائے، قاضی سماعت کر کے فیصلہ کرے تب جا کر وہ فسخ ہوگا یعنی نکاح ختم ہوگا۔ مگر یہاں تو کلمۂ کفر بکا اور نکاح سے خارج ہو گیا، اب نہ یہ میاں میاں رہے اور نہ بیوی بیوی رہی۔ تو ایسی صورت میں دونوں کا ایک ساتھ رہنا حرام و گناہ ہے۔ کیوں کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہو گئے۔ اگر اس کے باوجود وہ ایک ساتھ رہتے ہیں تو جماع حلال نہ ہوگا، بلکہ حرام ہوگا۔ حرام بھی ایسا حرام کہ اس کو زنا کہیں گے اور اولاد حرامی ہوگی۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے کو بہت سخت سزا دیتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بڑھتی عمر کی شادی کے مسائل

سوال: کچھ بچیوں نے عرض کیا ہے کہ ہمارے رشتے نہیں لگتے ہیں اور عمر بڑھتی جا رہی ہے وہ کافی پریشان ہیں کہ کہیں بات بنتی ہے تو پھر ٹوٹ جاتی ہے وہ دعا کی بھی درخواست کرتی ہیں اور کوئی ایسا وظیفہ بھی چاہتی ہیں جس کو پڑھ سکیں تاکہ اچھے رشتے مل جائیں۔ سوال یہ ہے کہ لوگوں نے اسلام کے اندر طبقے بنا لیے ہیں کوئی سید ہے، تو کوئی صدیقی، یا خان ہے۔ سب کی اپنی اپنی جماعت ہے اور وہ آپس میں رشتہ نبھاتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسری جماعت میں وہ رشتہ نہیں کرتے ہیں، نہ کرنے دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کافی بچیاں گھر بیٹھی ہیں۔

جواب: اسلام میں طبقاتیت کا کوئی مسئلہ نہیں، یعنی اونچ نیچ کا کوئی مسئلہ نہیں اور چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ لیکن نکاح والے مسئلے میں عرف ناس کے باعث اس کا کچھ لحاظ ہے، اس میں براوری اور پیشے کا لحاظ رکھا گیا ہے، لیکن لڑکیوں کے تعلق سے تو کوئی لحاظ نہیں ہے، جو کچھ کفاءت کا یا پیشے کا لحاظ ہے وہ لڑکوں کی طرف سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا اگر خان گھر کا ہے اور لڑکی انصاری برادری کی ہے اور لڑکی اس کے ساتھ نکاح پر راضی ہے تو نکاح ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر لڑکی انصاری ہے اور لڑکا عرف ناس میں اس سے نیچی ذات کا ہے تو بھی اس کے والد کی رضامندی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ نیز لڑکی اگر راضی ہے کسی بھی مسلم لڑکے سے نکاح کرنے پر تو نکاح ہو جائے گا اس شرط پر کہ لڑکی کے گھر والے اس پر راضی ہوں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر شریعت کے اندر بالکل طے شدہ ہے اور تسلیم شدہ ہے اس پر کوئی کلام نہیں۔

رہ گیا وظیفہ تو آپ روزانہ 100 مرتبہ پڑھیں: **استغفر الله ربي من كل ذنب وأتوب اليه** یہ پندرہ دن تک پڑھیں، پھر پندرہ دن کے بعد دو سو مرتبہ کر لیں، پھر اگلے پندرہ دن کے بعد تین سو مرتبہ کر لیں، جب تین سو مرتبہ ہو جائے تو رک جائیں۔ اس کے بعد جب تک مقصد پورا نہ ہو جائے، اس وقت تک روزانہ تین سو مرتبہ استغفار پڑھتی رہیں اور اول آخر 3، 3 مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں، تا حصول مراد یہ وظیفہ جاری رکھیں، اور اللہ کی ذات پر بھروسا رکھیں کہ ان شاء اللہ مراد پوری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا باپ کے جسم کی صفائی بیٹا کر سکتا ہے؟

سوال: ایک صاحب نہایت ہی ضعیف ہیں اپنے جسم کی صفائی نہیں کر سکتے اور اس وقت دنیا میں ان کی بیوی بھی نہیں ہے تو کیا ان کے جسم کی صفائی ان کا بیٹا کر سکتا ہے؟

جواب: یہ مسئلہ بہر سال دشوار ہے اگر ان کی اہلیہ نہیں ہیں تو سب سے پہلے ان کو یہ حکم ہے کہ وہ کسی عورت سے نکاح کریں جو ان کی خدمت کر سکے بہت سی عورتیں ضرورت مند ہوتی ہیں کہ کوئی بھی نوکری مل جائے تاکہ ان کی گزر بسر صحیح سے ہو سکے۔ ایسی حاجت مند عورت سے وہ نکاح کر لیں اور خدمت لیتے رہیں اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ لیکن فرض سمجھیے کہ ایسا کوئی انتظام نہیں ہے اور کسی مصنوعی طریقے سے بھی وہ اپنی صفائی نہیں کر سکتے ہیں تو ایسی مجبوری میں بیٹے کو یہ اجازت ہوگی کہ اپنے بائیں ہاتھ پر چمڑا یا پلاسٹک وغیرہ کا دستانہ نصف ہاتھ تک نہیں لے، دستانہ پہننے کے بعد وہ ان کو استنجا کرا سکتا ہے۔ وہ بھی اس طور پر کہ ادھر آنکھ نہ جائے، منہ پھیرے رہے اور صفائی کر دے، لیکن یہ انتہائی مجبوری کی صورت میں حکم ہے، اگر ایسی مجبوری نہ ہو تو اس کو اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ■■■

سفرنامہ

حضور سربراہِ اعلیٰ صاحب قبلہ
کاسفر برطانیہ

محمد محسن آدم حویلی والا

عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دامت برکاتہ عمرہ کی ادائیگی کرتے ہوئے 18 فروری بروز منگل 2020 کو برطانیہ تشریف لے آئے ، استاذ العلما مفتی اعظم برطانیہ حضرت علامہ شمس الہدی صاحب قبلہ مصباحی بھی تھامانچسٹر ایئرپورٹ پر کثیر تعداد میں علماو احباب اہل سنت حضرت کے استقبال کے لیے پہنچ چکے تھے راقم الحروف کے علاوہ حضرت مولانا حافظ محمد صاحب مالیگاؤں والے، حضرت علامہ اقبال مصباحی، حضرت علامہ قاری اسماعیل مصباحی، حضرت علامہ نظام الدین مصباحی، حضرت علامہ ارشد مصباحی، حضرت علامہ ابراہیم مصباحی، حضرت مولانا مقصود مصباحی، حضرت علامہ ابوزہرہ رضوی، حضرت مولانا داؤد نقشبندی، حضرت مولانا کلیم قادری، مولانا فیض الرحمٰن ، حافظ مشتاق و دیگر اسلامی بھائیوں نے حضرت عزیز ملت دام ظلہ العالی کاوالہانہ استقبال کیا۔

حضرت علامہ مفتی شمس الہدیٰ صاحب قبلہ نے جملہ احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عزیز ملت حضور حافظ ملت کی سچی اور حقیقی یادگار ہیں ۔ حضرت علامہ ارشد مصباحی نے اپنے استقبالیہ کلمات میں برطانیہ کے مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ حضرت کی مجالس میں شریک ہوکر خوب علمی وروحانی استفادہ کریں۔

بولٹن میں الحاج شفیق بھائی اسوریہ والا کے گھر آپ کا قیام تھا۔ شفیق بھائی اوران کی پوری فیملی کواللہ پاک جزائے خیر عطافرمائے ان کا گھر ہمیشہ علماو مشائخ اور مدارس اسلامیہ کی خدمت کے لیے کھلا رہتا ہے۔

پورے ملک میں آپ کے پروگرام ہوئے مفتی شمس الہدی صاحب نے جملہ پروگرام ترتیب دیے تھے اور پورے سفر میں مفتی صاحب قبلہ، مفتی نظام الدین صاحب اور راقم الحروف ساتھ ساتھ رہے۔سب سے پہلا اجلاس 18 فروری 2020 کو غوثیہ مسجد بولٹن میں منعقد ہوا، کثیر تعداد میں علما، قرا، حفاظ اور عوام اہل سنت نے شرکت کی۔ حضرت عزیز ملت نے شاندار ایمان افروز بیان فرمایا۔ سامعین کو دین وایمان کی حفاظت اور عمل صالح کی تلقین کی۔اسی جلسہ میں حضرت علامہ اقبال مصباحی صاحب کو حضرت عزیز ملت کے مبارک ہاتھوں حافظ ملت ایوارڈ پیش کیا گیا۔ صلوٰۃ وسلام اور دعا کے ساتھ مجلس ختم ہوئی۔

اس کے علاوہ جن مساجد اور اداروں میں حضرت محافل ہوئیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1- مسجد رضا بلیک برن -2- مسجد غوثیہ بلیک برن -3- مسجد غوثیہ کیتھلی، جملہ خطاب -4- انوار الحرمین مانچسٹر -5- مسجد نور پریسٹن -6- نور الاسلام بولٹن -7- مرکز سنی دعوت اسلامی بولٹن -8- نورانی مسجد ہیلی فاکس -9- اردو سینٹر علامہ قاری اسماعیل صاحب مصباحی قبلہ کے ادارہ -10- غوثیہ مسجد ڈیوزبری -11- محدث اعظم مشن بولٹن -12- محدث اعظم مشن ڈیوزبری -13- مسجد کنزالایمان ہیک منڈوائک -14- عثمانی مسجد لیسٹر جملہ خطاب -15- مدنی مسجد اسلامک ایجوکیشن سینٹر بولٹن -16- جامع مسجد تاجدار مدینہ ڈنڈی -17- عباسیہ لندن -18- جامع مسجد ہنزلو لندن -19- جامع مسجد غوثیہ جی،ایم،ٹی لندن -20- جامعۃ المدینہ بریڈفورڈ -21- کنزالہدی برنگھم -22- نورٹی،وی، بانی پیر علاءالدین صدیقی صاحب علیہ الرحمہ۔

ہر محفل میں آپ نے وعظ ونصیحت کی، آپ کی گفتگو جامع اور موثر ہوتی ہے ناصحانہ انداز ہوتا ہے۔ سامعین کو اللہ و رسول کی اطاعت واتباع کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

حضرت عزیز ملت دام ظلہ کی پوری زندگی خدمت دین میں گزری الحمد للہ۔ پچھلے 50 سال سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پوری کی سرپرستی وسربراہی فرمارہے ہیں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد اشرفیہ کی تعلیمی وتعمیری ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے برطانیہ میں

بھی جہاں تشریف لے گئے اشرفیہ مبارک پور کی افادیت و خدمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی آپ کے تشریف لانے سے ادارے کو خوب فائدہ پہنچا۔

آپ شیخ طریقت بھی ہیں خود سنت کی پیروی کے ساتھ لوگوں کو بھی سنت رسول کے ساتھ منسلک ہونے کی تعلیم و تلقین فرماتے ہیں۔ راقم الحروف کو کم و بیش دو ہفتے آپ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا، چند اوصاف حسنہ جو میں نے آپ کی ذات گرامی میں محسوس کیے قارئین کی خدمت پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلی چیز جو دیکھی یہ کہ اللہ پاک نے آپ کو غنا کی دولت عطا کی ہے، غنا کا مطلب جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید ہونا۔ یہ محمود وصف ہے اور عند اللہ مطلوب ہے۔

حضرت عزیز ملت قناعت کی نعمت سے مالا مال ہیں۔ لوگوں سے بے نیاز ہو کر زاہدانہ اور درویشانہ زندگی گزار رہے ہیں نہ کسی سے مال کا لالچ نہ شہرت کی تمنا، اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں۔

اس کے علاوہ آپ میں سادگی بہت ہے یہ ایک ایسی خصلت ہے جو ہمارے دین میں مطلوب اور پسندیدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین نے سادگی کو اختیار فرمایا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔

حضرت عزیز ملت کی زندگی کے معاملات مثال کے طور پر کھانے پینے، لباس اور رہن سہن وغیرہا میں بے جا تکلفات اور اسراف سے کوسوں دور ہیں۔ آپ میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کم گو اور خاموش طبع ہیں، کام کی بات کرتے ہیں یا سنتے ہیں۔ حسن خاتمہ کے بارے میں ہر وقت فکر مند رہتے ہیں۔

حضرت عزیز ملت بلاشبہہ یادگار اسلاف میں ناچیز کو بلا مطالبہ خلافت و اجازت عطا کی اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔

حضرت علامہ نظام الدین مصباحی، علامہ مقصود مصباحی، علامہ ابراہیم مصباحی، مولانا داؤد صاحب کو بھی خلافت دی۔

7 مارچ 2020 کو حضرت مولانا داؤد صاحب قبلہ ڈیوزبری کے گھر سے ہندوستان کے لیے روانہ ہوئے۔

اللہ پاک حضرت عزیز ملت کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے آپ کے فیوض و برکات سے عالم اسلام کو مستفیض فرمائے۔ آمین۔

▪▪▪

(ص:24 کا بقیہ) پہلے ہمیشہ اپنے کرایہ سے جاتے اب ضعف و نقاہت کی وجہ سے تنہا سفر نہیں کرتے اور کرایہ بھی بڑھ گیا ہے، اس لیے زیادہ تر داعی حضرات سے صرف ٹکٹ کی طلب ہوتی ہے، اب بھی کئی اسفار بغیر کرایہ طلب کیے چلے جاتے ہیں اور نذرانے کے مانگنے کا کوئی سوال ہی نہیں، آپ کی ذات سے رشد و ہدایت کا سلسلہ بھی جاری ہے، ملک کے متعدد خطوں میں آپ کے ارادت مندوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔

حضور مبلغ اسلام اور رضویات:

حضور مبلغ اسلام کی پوری زندگی رضویات کی خدمت سے عبارت ہے۔ ملک بھر میں امام احمد رضا پر متعدد سیمیناروں میں شریک ہو کر مقالات پیش کر چکے ہیں۔ آپ نے اپنے رفقا کے ساتھ مل کر فروغ اہل سنت اور رضویات کے لیے ایک اشاعتی ادارہ "المجمع الاسلامی" قائم کیا، جہاں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی اہم کتابوں کی اشاعت ہوئی، جس میں جد الممتار اول دوم کی اشاعت قابل ذکر ہے۔ اسی طرح آپ نے درجنوں کتب و رسائل اعلیٰ حضرت کو ترتیب دے کر شائع کیا۔ آپ نے فتاویٰ رضویہ دسویں جلد کی تصحیح و ترتیب اور فہرست سازی کی، حیات اعلیٰ حضرت کی ترتیب و تدوین اور تصحیح میں حصہ لیا، بالخصوص آپ نے کنز الایمان کی مخطوطے سے تصحیح کر کے اشاعت کرا کے دین و سنیت اور رضویات کی اہم خدمت انجام دی۔

تصنیف و تالیف: آپ کی پچاس سے زیادہ کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں، ان میں بہت ساری کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ان میں چند مشہور یہ ہیں: پنج سورہ رضویہ، تعلیمات امام احمد رضا، ارشادات اعلی حضرت، انتخاب کلام اعلیٰ حضرت اور مسنون دعائیں وغیرہ۔ دیگر کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں:

(1) ارشادات اعلیٰ حضرت (2) انتخاب کلام اعلیٰ حضرت (3) امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات (4) المصنفات الرضویۃ (5) ارکان اسلام (6) احوال قبر (7) انوار فضائل قرآن (8) نذر حبیب (حیات مجاہد ملت) (9) عورت اور ہمارا معاشرہ (10) چالیس حدیثیں (11) اسلام میں رزق حلال کی اہمیت (12) لاٹری کیا ہے (13) اصلاح معاشرہ (14) فضائل شعبان وہ شب برات (15) رمضان کے فضائل وہ مسائل (16) شیخ الحدیث مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان (17) بیماری اور موت (18) شادی اور اسلام (19) برکات خواجہ غریب نواز (20) اختیارات مصطفی۔ ▪▪▪

فکرامروز

بھارت میں مسلم خواتین اور مذہبی امتیاز

مہتاب پیامی

جنوری 2022 میں، مغربی بنگال کے بردوان سے تعلق رکھنے والی 23 سالہ مسلم لڑکی دہلی آئی تاکہ کانٹینٹ رائٹر کے طور پر ملازمت حاصل کر سکے۔ وہ ایک آزاد خاتون کے طور پر دارالحکومت میں اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنے کے لیے پرعزم تھی۔ اس کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کی والدہ نے اس کے دہلی جاکر کام کرنے کے فیصلے کی حمایت کی۔ لیکن اس کے نئے دفتر میں معاملات اس کی توقعات کے بالکل برعکس نکلے۔ وہ بتاتی ہے کہ شروع میں مجھ سے عام جنس پرستی کے متعلق سوالات کیے جاتے تھے، جیسے کہ؛ کیا میں مردوں میں دلچسپی رکھتی ہوں یا کس خاص قسم کے لوگ مجھے پسند ہیں، میں کیا پہنتی ہوں وغیرہ وغیرہ۔ مگر بعد میں یہ رویہ آہستہ آہستہ اسلاموفوبیا میں بدل گیا۔

وہ بتاتی ہے کہ کمپنی کا سی ای او اکثر و بیشتر مسلمانوں کے عدم برداشت پر نازیبا تبصرہ کرتا اور ساتھ ہی مجھ سے یہ بھی کہتا کہ: تم ان مسلمانوں سے الگ ہو۔ ملازمت حاصل کرنے کے تین ماہ بعد مجھے تنبیہ کی گئی کہ میں اپنے مذہب کو ظاہر نہ کروں۔ ایک میٹنگ کے دوران، سی ای او نے اس سے پوچھا کہ اگر وہ کسی بزنس میٹنگ کی بعد پارٹی میں ہوتی اور کوئی اسے شراب کا گلاس پیش کرتا تو کیا وہ اسے قبول کرتی، کیونکہ انکار کرنا بدتمیزی ہوتا؟ ایک بار پاکستان کے متعلق بھی اس سے سوال جواب کیا گیا۔ 7 ماہ کی ملازمت میں اس لڑکی کو اس قدر ذہنی ٹارچر کیا گیا کہ اس نے بالآخر اپنی ملازمت سے استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ کہتی ہے کہ تلاش روزگار کے لیے میں نے بوجہ مجبوری گھر سے نکلنے کا فیصلہ کیا، یہ میری زندگی کا پہلا موقع بھی تھا جب میں نے سماج میں اسلاموفوبیا کو براہ راست محسوس کیا۔

نجی کمپنیوں میں مذہبی امتیاز:

ہندوستانی آئین کا آرٹیکل 16 عوامی ملازمتوں میں مساوی مواقع کو یقینی بناتا ہے۔ قانون کے مطابق کسی ممکنہ ملازم کے ساتھ جنس، نسل، مذہب، یا جنسی رجحان کی بنیاد پر امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن نجی شعبے کے ملازمین کے لیے ایسا کوئی قانونی تحفظ موجود نہیں ہے۔ آرٹیکل 16 کا اطلاق صرف ریاست کے خلاف ہوتا ہے، نجی ملازمین کے خلاف نہیں، لیکن مزدوروں کے حقوق کے کچھ بنیادی اصول، جیسے کہ منصفانہ اجرت، جنسی ہراسانی سے تحفظ، گریجویٹی، پروویڈنٹ فنڈ اور دیگر شقیں، نجی شعبے پر بھی یکساں طور پر لاگو ہوتی ہیں۔

آکس فیم انڈیا کی جانب سے نئی دہلی میں جاری کردہ ”انڈیا ڈسکریمینیشن رپورٹ 2022“ کے مطابق شہری مسلمانوں میں کم روزگار کی شرح کا 68.3 فیصد 20-2019 میں امتیازی سلوک کی وجہ سے تھا۔ رپورٹ بتاتی ہے کہ 05-2004 میں کل روزگار کے فرق کا 59 فیصد امتیازی سلوک کی وجہ سے تھا، جو نو فیصد پوائنٹس کے اضافے کے ساتھ نمایاں طور پر بڑھ گیا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں غیر مسلم باقاعدہ ملازمت میں 49 فیصد زیادہ کماتے ہیں۔ نجی روزگار میں غیر مسلم اوسطاً 15,878 روپے کماتے ہیں، جب کہ مسلمان 11,421 روپے، حالانکہ شہری علاقوں میں مسلمانوں کی نجی روزگار میں زیادہ نمائندگی ہے۔ 2015 میں، ایک اکنامک ٹائمز انٹیلی جنس گروپ نے بتایا کہ بی ایس ای 500 کمپنیوں میں صرف 2.67 فیصد ایگزیکیٹیوز مسلمان تھے۔

ہاورڈ یونیورسٹی کے لیڈ بائی فاؤنڈیشن نے بھی، جو بھارتی مسلم خواتین کے لیے ایک لیڈرشپ انکیوبیٹر ہے، انٹری لیول پوزیشنز پر مسلم خواتین کے خلاف ملازمت میں تعصب کو اجاگر کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، ہر بار جب ایک مسلم خاتون کو کال بیک ملتا ہے، ایک ہندو خاتون کو دو کال بیک ملتی ہیں۔

جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے سنٹر فار دی اسٹڈی آف لاء اینڈ

گورننس کی اسسٹنٹ پروفیسر اور 2022 میں شائع ہونے والی کتاب "مسلم وومین اسپیک" کی مصنفہ غزالہ جمیل نے کہا، کہ "مسلم خواتین کو عام طور پر پردے کے ذریعے گھروں میں قید سمجھا جاتا ہے، اس لیے پیشہ ورانہ طور پر نااہل قرار دیا جاتا ہے۔ یہ تصور آجروں کے ذہن میں موجود ہوتا ہے، جو اکثر مسلم خواتین امیدواروں سے انٹرویو اور انتخاب کے عمل میں معاندانہ سوالات کرتے ہیں۔"

مسلمان، جو بھارت کی سب سے بڑی اقلیت ہیں اور 1.4 ارب کی آبادی میں 14 فیصد حصہ رکھتے ہیں، بھارتی ورک فورس کے سب سے زیادہ سماجی اور معاشی طور پر محروم طبقات میں شامل ہیں۔ مسلمان خواتین بھارت میں تعلیمی طور پر سب سے زیادہ محروم، معاشی طور پر کمزور، اور سیاسی طور پر حاشیے پر دھکیلے گئے گروہوں میں شامل ہیں۔

بھارت میں 2014 سے حکمران بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے دور میں بڑھتی ہوئی ہندو اکثریتی سوچ کے درمیان ریاستی اور غیر ریاستی عناصر نے مسلم خواتین کو نشانہ بنایا ہے۔ مثال کے طور پر، کرناٹک کی بی جے پی حکومت (جولائی 2019 سے مئی 2023 تک) نے اسکولوں میں حجاب پہننے پر پابندی لگا دی، اور ہندو انتہا پسندوں نے مسلم خواتین کی آن لائن نیلامی کا اہتمام کیا۔

او پی جندل گلوبل یونیورسٹی میں سیاسیات کی اسسٹنٹ پروفیسر عنبرین آغا کہتی ہیں کہ: یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آج مسلمان خوف کے ماحول میں جی رہے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا: اس خوف کا پہلا شکار کمیونٹی کی خواتین ہوتی ہیں، جو ایسے فرقہ وارانہ سیاسی ماحول میں دوہری مشکلات کا سامنا کرتی ہیں۔ ایک طرف کھلا امتیاز، اور دوسری طرف، مسلم خواتین ہونے کے ناطے اپنے حقوق کے تحفظ کی جدوجہد۔

کام کی جگہ پر اسلاموفوبیا:

مذکورہ لڑکی جس کا ہم نے ابتدا میں ذکر کیا، وہ کہتی ہے کہ نپور شرما تنازع کے دوران، جب بی جے پی کی ترجمان نے پیغمبر محمد ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے، کمپنی کے سی ای او نے انھیں اپنے دفتر میں بلا کر پوچھا کہ وہ اس معاملے کے بارے میں کیا سوچتی ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ کسی کو اس طرح بات کرنا غلط ہے۔ اس پر سی ای او نے کہا کہ تم تو مسلمانوں کے ساتھ ہی ہو کیوں کہ تم خود ایک مسلمان ہو۔ اسی طرح عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے جانوروں کے بارے میں بھی اس سے اوٹ پٹانگ سوالات کیے گئے، سی ای او نے پوچھا: کیا جانوروں کو مارنا ظالمانہ فعل نہیں ہے؟ اور مسلمان اس تہوار کو مختلف انداز میں کیوں نہیں مناتے اور اتنے جانوروں کا قتل کیوں نہیں روکتے؟

جب مذکورہ لڑکی نے، جو کافی عرصے سے حجاب پہننے کے بارے میں سوچ رہی تھیں، ایک دن حجاب پہن کر دفتر آئی تو حالات اس کے لیے مزید خراب ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد، انتظامیہ کا رویہ اس کے ساتھ انتہائی سرد ہو گیا۔ اسے میٹنگز میں نہیں بلایا جاتا اور کام بھی نہیں دیا جاتا تھا۔

اس نے بتایا کہ ایچ آر نمائندہ سے شکایت کی، لیکن تیس کی دہائی میں موجود خاتون (ایچ آر) نے اس کی کوئی بات نہیں سنی۔ جب پاکستان سے متعلق تبصرہ کیا گیا تو وہ ایچ آر خاتون بھی وہاں بیٹھی ہنس رہی تھیں۔

اس وقت تمام مشکلات سے نبرد آزما رہتے ہوئے مذکورہ لڑکی پی ایچ ڈی کے امتحان کی تیاری کر رہی ہے۔

صنفی امتیاز بھی موجود ہے:

ورلڈ بینک کے اپریل 2023 میں شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق، بھارت میں خواتین کی لیبر فورس میں شمولیت کی شرح (FLPR)، جو تاریخی طور پر کم رہی ہے، 2021 میں 31 فیصد سے کم ہو کر 23 فیصد ہو گئی ہے۔

2011 کی آل انڈیا سینسس رپورٹ کے مطابق، مسلم خواتین میں صرف 15 فیصد خواتین نوکری کے بازار میں شریک ہیں، جو ہندو، بدھ مت، اور عیسائی خواتین کے مقابلے میں سب سے کم ہے۔

حیدرآباد کی ایک ملٹی نیشنل سافٹ ویئر کمپنی کی ہیومن ریسورسز ڈائریکٹر نوشین خان نے کہا کہ انہیں اپنے مذہبی تشخص کی وجہ سے امتیاز کا سامنا نہیں کرنا پڑا، لیکن انہوں نے بہت کم مسلم پیشہ ور افراد کے ساتھ کام کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے کیریئر کو 15 سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ میں نے کبھی کسی مسلم خاتون کو قیادت کی پوزیشن پر کام کرتے نہیں دیکھا۔ انھوں نے مزید یہ بھی کہا کہ میں نے مسلمان خواتین امیدواروں کی بہت کم درخواستیں دیکھی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: سماجی اور ثقافتی عوامل کی وجہ سے مسلم گریجویٹس کی شرح بھی کافی کم ہے، یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔

زاہدہ، جو نئی دہلی میں ایک عالمی آئی ٹی خدمات اور مشاورتی کمپنی میں تجزیہ کار ہیں، نے نوشین خان جیسا تجربہ بیان کیا، جہاں انہیں اسلاموفوبیا کا سامنا نہیں کرنا پڑا، لیکن دیگر مسلم خواتین کی موجودگی بہت کم محسوس ہوئی۔ ان کا کہنا ہے کہ میں 70 لوگوں کی ٹیم میں واحد مسلم خاتون ہوں۔ میرے خیال میں پورے دفتر میں دو سے زیادہ مسلم خواتین نہیں ہوں گی۔

زاہدہ نے کہا: مجھے مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی امتیاز کا سامنا نہیں کرنا پڑا، لیکن خاتون ہونے کی وجہ سے ضرور امتیازی سلوک کا شکار ہوئی ہوں۔ عموماً میرے ساتھی اور منیجر یہ فرض کر لیتے ہیں کہ میں ذمہ داری کا کوئی عہدہ نہیں سنبھال سکتی کیونکہ میں ایک عورت ہوں۔ حالاں کہ یہ بات واضح الفاظ میں کوئی نہیں کہتا مگر ان کے اشاروں کنایوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم تک رسائی اور اندرونی عوامل:

2020 میں نیشنل اسٹیٹیکل آفس (NSO) کی شائع کردہ رپورٹ کے مطابق، مسلم خواتین تمام مذہبی گروہوں میں سب سے کم شرح خواندگی رکھتی ہیں۔ صرف 1.90 فیصد مسلم خواتین یونیورسٹی تک پہنچتی ہیں، اور صرف 0.14 فیصد تکنیکی تعلیم حاصل کرتی ہیں۔

حالاں کہ مسلم لڑکیوں میں تعلیم اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی زبردست خواہش اور لگن پائی جاتی ہے، لیکن موجودہ معاشی حالات اور سماجی حقیقتوں کے باعث ان میں سے کتنی اپنی تعلیم کے خواب کو پورا کر پاتی ہیں، یہ ایک بڑا سوال ہے۔

تعلیمی مواقع کی کمی:

سچر کمیٹی کی 2005 کی رپورٹ کے مطابق، ہر 100 مسلمانوں میں سے صرف 4 گریجویٹ ہو پاتے ہیں۔ ان 4 میں سے خواتین کی تعداد کتنی ہے، یہ معلوم ہی نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ مسلم خواتین کے لیے تقریباً ہر جگہ بہتر تعلیمی اداروں کی کمی ہے۔

معیشت اور غربت کا اثر:

بھارت کے تیز ترین ترقی پذیر بڑی معیشت ہونے کے باوجود مسلمانوں کی معاشی ترقی جمود کا شکار ہے۔ صبیحہ حسین، جامعہ ملیہ اسلامیہ کی سروجنی نائیڈو سینٹر فار ویمنز اسٹڈیز کی سابق ڈائریکٹر نے کہا کہ غربت تعلیم حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، نجی تعلیمی ادارے تیزی سے بڑھ رہے ہیں لیکن ان تک رسائی صرف دولت مند طبقے تک محدود ہے۔

انہوں نے مزید کہا: تعلیمی اداروں، رسمی اور غیر رسمی شعبوں میں خواتین کی تعداد جیسے ڈیٹا کو اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک ڈیٹا موجود نہیں ہوگا، ہم پالیسی سازی میں مداخلت نہیں کر سکتے۔

مسائل کا حل:

- **میعادی اور ساختی اقدامات**: صبیحہ حسین نے تجویز دی کہ مسئلے کو مائیکرو اور میکرو سطح پر دیکھنے کی ضرورت ہے۔
    - میکرو سطح پر: مسلمانوں کے لیے اسکالرشپ اور پروگرامز کی تعداد بڑھائی جائے۔
    - مائیکرو سطح پر: مسلم کمیونٹی کو داخلی مسائل پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، جیسے مذہب کی غلط تشریح اور پدرانہ نظام۔

مسلم خواتین کے لیے تعلیمی مواقع میں اضافہ صرف تب ممکن ہوگا جب غربت اور پدرانہ نظام جیسے بنیادی مسائل پر قابو پایا جائے۔ اسکالرشپ اور سرکاری امداد میں اضافے کے ساتھ سماجی شعور اجاگر کرنا بھی ضروری ہے تاکہ مسلم خواتین کو ترقی کے بہتر مواقع مل سکیں۔

دہلی میں انٹرویو:

دسمبر 2022 میں، اتر پردیش کے لکھنؤ سے تعلق رکھنے والی 21 سالہ فاریہ، جو کسٹمر ریلیشن شپ مینجمنٹ کے شعبے میں کام کرتی ہیں، دہلی آئیں، جب انہیں ایک عالمی کمپنی کے فائنل انٹرویو راؤنڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔ فاریہ نے بتایا کہ کمپنی کے ایچ آر نے ان سے "ویسٹرن فارمل کپڑے" پہننے کے بارے میں اصرار سے پوچھا۔ جیسے ہی میں انٹرویو کے کمرے میں داخل ہوئی، ایچ آر نے سب سے پہلے میرے اسکارف [حجاب] پر توجہ دی۔ ایک چالیس سالہ خاتون اور تیس سالہ مرد انٹرویو لے رہے تھے، انٹرویو کے دوران گفتگو کام سے ہٹ کر فاریہ کے مذہب پر مرکوز ہو گئی۔

- انہوں نے پوچھا کہ چونکہ مسلم خاندان "روایت پسند" ہوتے ہیں، کیا ان کا خاندان انہیں دہلی آنے کی اجازت دے گا، اور وہ اس کا کیسے سامنا کریں گی؟
- انہوں نے فاریہ سے کہا کہ حجاب "استحصال کی علامت"

ہے اور ایک مسلم خاتون کی مثال دی جو پہلے پردہ کرتی تھیں، لیکن اب مغربی لباس پہنتی ہیں۔ اس خاتون کو بلا کر ان کا لباس دکھایا گیا۔

- فاریہ سے یہ بھی پوچھا گیا: کیا آپ اس پابندی سے باہر آنے کے لیے پُراعتماد ہیں؟

ایمان کا امتحان:

فاریہ کہتی ہیں کہ میں نے سوچا کہ سوالوں کا سامنا کرنا زیادہ بہتر ہے بجائے فیصلہ کن نظروں کے برداشت کرنے کے۔ انٹرویو کے آخر میں انھوں نے فاریہ سے کہا کہ انہیں حجاب اتارنا پڑے گا۔ جب فاریہ نے انکار کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر وہ ایسا کریں گی تو ان کی تنخواہ 20 فیصد بڑھا دی جائے گی، جو ایک بڑی رقم ہے۔ جب فاریہ نے اس پر بھی معذرت کے ساتھ انکار کیا اور کمرے سے نکلنے کی تیاری کی، تو ایچ آر نے کہا: **"حجاب لپیٹ کر نوکری ڈھونڈنے کے لیے گڈ لک"**۔

تاثرات اور نتائج:

فاریہ کو آج بھی یقین ہے کہ تنخواہ بڑھانے کی پرکشش پیشکش سنجیدہ نہیں تھی بلکہ ان کے عقیدے کا امتحان تھا۔ انھوں نے کہا: میری پریشانی یہ ہے کہ لوگ فرض کر لیتے ہیں کہ چوں کہ میں اپنے عقیدے کی علامت پہنتی ہوں، میں خود مختار عورت کی طرح کام کرنے کے قابل نہیں ہوں یا غیر مسلم خواتین کے مقابلے میں کم موثر ہوں گی۔ یہ بات فاریہ نے اپنے والد کو بتائی، کیونکہ وہ اس بات پر شرمندہ تھیں، خاص طور پر حجاب کے متعلق تبصرے پر۔

حجاب اور کمیونٹی پر تنقید:

فاریہ نے فروری 2023 میں، گڑگاؤں کے ایک ہوم ایکسیسریز اسٹور میں کام شروع کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ اسٹور میں جب ان کے ساتھی ملازمین تنخواہوں اور اخراجات پر مذاق کر رہے تھے، تو انھوں نے کہا کہ اگر سبھی اضافے کی بات کر رہے ہیں، تو وہ بھی مانگ سکتی ہیں۔ اس پر ایک ساتھی نے طنز کیا کہ انہیں اپنی کمیونٹی کے لیے دی جانے والی تنخواہ پر شکر گزار ہونا چاہیے اور مزید کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے۔ ان کے اس رویے کی شکایت مینیجنگ ڈائریکٹر سے کی، لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی

دہلی میں انٹرن شپ کے تجربات:

22 سالہ ہما، نومبر 2022 میں دہلی کی ایک عالمی ایڈ-ٹیک کمپنی میں مارکیٹنگ انٹرن کے طور پر شامل ہوئیں۔ تقریباً ایک ماہ بعد، کھانے کے دوران، ہما کے ساتھیوں نے ان سے مسلم شادیوں کی رسومات کے بارے میں پوچھا۔ ہما نے وضاحت کی، لیکن ایک ساتھی نے مذاقاً کہا کہ "مسلمان شادی کے وقت تین بار قبول ہے کہتے ہیں اور طلاق کے وقت تین بار طلاق کہتے ہیں۔" جب ہما نے اس تبصرے کو توہین آمیز کہا، تو تینوں خواتین ہنسنے لگیں۔

ہما کے مطابق، ان کے ساتھی پاکستانی ڈراموں اور لباس کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرض کر لیتے تھے کہ وہ پاکستانی پسند کریں گی یا جانتی ہوں گی۔ وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے پاکستانی شوز اور سماجی میڈیا کی باتوں پر ایسے جوڑ دیا جیسے میں وہاں کی معلومات رکھتی ہوں۔

جب **فلم دی کیرالا اسٹوری** زیر بحث آئی، تو ایک ساتھی نے ہما کے ارد گرد رہتے ہوئے فلم کی کہانی کے بارے میں بار بار بات کی، جس میں لڑکیوں کے اسلام قبول کرنے اور داعش میں شامل ہونے کی داستان دکھائی گئی ہے۔ ہما نے محسوس کیا کہ ساتھی انہیں قصداً شرمندہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ فلم کے بارے میں سپریم کورٹ نے ہدایت دی کہ یہ ایک افسانوی کہانی ہے، اور اس میں دکھائے گئے اعداد و شمار کی تصدیق نہیں کی گئی ہے۔

ہما کا کہنا ہے کہ کمپنی کا ماحول عمومی طور پر اچھا تھا، لیکن چند افراد کی "مائیکرو ایگریشنز" انہیں متاثر کرتی تھیں۔ انھوں نے ایچ آر سے شکایت کرنے کی ہمت نہیں کی کیونکہ انہیں خوف تھا کہ ان کی بات نہیں سنی جائے گی یا بات بڑھ جائے گی۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے محسوس کیا کہ کوئی میرا ساتھ نہیں دے گا، اس لیے خاموشی اختیار کی۔ ہما نے اس کے باوجود اپنی مجموعی انٹرن شپ کے تجربے کو مثبت کہا لیکن ملک کی نسوں میں زہر بن کر دوڑنے والے اسلاموفوبیا نے انھیں واقعی خوف زدہ کر دیا تھا۔

ہم نے یہ تین خواتین کی سچی کہانیاں شیئر کیں، انھوں نے کن مشکل حالات کا سامنا کیا یہ واقعی فکر مندی کا مقام ہے۔ ہندوستان اپنی مشترکہ تہذیب کو ترک کر کے کس طرف جا رہا ہے یہ بھی سوچنے کا مقام ہے۔ برادرانِ وطن سے التماس ہے کہ وہ تعصب اور زہریلی سیاست کے خونی پنجوں سے باہر نکل کر ہندوستانی تاریخ و ثقافت کا گہرائی اور گیرائی سے مطالعہ کریں تاکہ جو کچھ انھیں مفاد پرست سیاست داں دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کے پس پردہ کی حقیقت تک پہنچ سکیں اور ہندوستانی سماج کو اس کی پرانی ڈگر پر واپس لاسکیں۔ ■■■

شعاعیں

وقت پر نماز پڑھنے کی اہمیت

(حافظ)افتخار احمد قادری

پروردگار عالم نے اس کارگاہِ ہستی میں اشیاے کائنات کی تخلیق، ان کی نمود و بقا اور عروج و زوال کے لیے کوئی نہ کوئی وقت ضرور متعیّن فرمایا ہے۔ جس میں تمام چیزیں اسی کے اعتبار سے اپنی حدودِ مخصوصہ اور اوقاتِ مخصوصہ ہی میں انجام پاتی ہیں۔ مثلاً آفتاب و ماہتاب کے لیے طلوع و غروب کے اوقات و مقامات متعیّن و مخصوص ہیں جو اپنے حدود و دائرہ کے اندر اوقاتِ متعیّنہ ہی میں عالم کو اپنی چمکتی دمکتی نور بار کرنوں اور شعاعوں سے منور و تابناک کرتے ہیں۔ گردشِ لیل و نہار، شمس و قمر ہی کے دم قدم سے وقوع پذیر ہیں۔ انسان کے کھانے، پینے، سونے، جاگنے اور کام کاج کرنے کے اوقات متعیّن اور مختلف سمتوں میں بٹے ہوئے ہیں یہاں تک کہ حیوانات و بہائم کے معمولات بھی انسان نے اوقاتِ مخصوصہ پر منقسم کر دیے ہیں۔ ہر آدمی نے اپنے معمولاتِ زندگی کو ایک مخصوص دائرہ میں وقت مخصوص کے لیے تقسیم کر دیا ہے جزوی طور پر ہو یا کلی طور پر۔

انسانی زندگی کی رسم و راہ اور فعل و عمل اوقات ہی کے در پے اور مرہونِ منت ہے اور انسان اپنے شعبہ حیات میں کسی نہ کسی جہت سے اس کا محتاج و ممنون ہے۔ انسان جب دنیا کے اسباب و وسائل میں اپنے مشترکہ اوقات کا پابند و محتاج اور حاجت مند ہے تو شریعتِ مطہرہ کے احکام و فرامین اور قوانینِ الٰہیہ کی بجا آوری میں بدرجہا اولی پابند و کاربند ہوگا۔ چونکہ عبادت و طاعات کی ادائیگی کے لیے اوقات متعیّن و مخصوص ہیں۔ مثلاً روزوں کے لیے سال بھر میں ایک مخصوص مہینہ متعیّن کیا گیا ہے۔ حج ایام مخصوص میں ادا کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ سال میں ایک بار فرض ہوتی ہے۔ اسی طرح نمازِ پنجگانہ بھی اللہ رب العزت کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ پروردگارِ عالم نے جب ہمیں نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا تو نمازوں کے اوقات بھی اسی کی جانب سے متعیّن ہوئے تاکہ کسی آدمی کو اس میں مجال سخن نہ رہے اور انسان کی مرضی و اختیار کو بھی اس میں کوئی دخل نہ ہو کہ جب چاہا نماز پڑھ لی اور جب چاہا نماز ترک کر دی۔

جب اوقاتِ نماز پروردگارِ عالم کی جانب سے مخصوص و متعیّن ہوئے تو اب ہر نماز کو اس کے اوقاتِ مخصوصہ میں ادا کرنا لازم و ضروری ہے کیوں کہ نماز ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے اور یہ فرض تمام فرائض میں اہم اور مہتم بالشان فریضہ ہے۔ اس کی فرضیت و عبادت سے بھلا کس کو انکار ہو سکتا ہے۔

نماز مومن کی معراج اور قبر کی روشنی ہے۔ نماز باعثِ نجات، عابد و معبود کے مابین راز و نیاز کا اہم ذریعہ اور واسطہ ہے۔ نماز پاکیزگی و طہارت اور صفائی قلب کی ضامن ہے۔ نماز فحش و منکرات اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز رضائے رب پر دلیل تام اور عقبی و آخرت میں خوش انجام ہے اور وقت پر نماز ادا کرنے کی جس طرح تاکید و ترغیب اور فضیلت ہے اسی طرح وقت معین پر ادا نہ کرنے کی ترہیب و تہدید اور تعزیب بھی وارد ہیں۔ وقت پر نماز پڑھنے کی فضیلت میں چند آیات واحادیث پیش کی جاتی ہیں قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

▪ بیشک نماز مسلمانوں پر مقررہ وقت میں فرض ہے۔
(النساء:103)

▪ تمام نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصًا درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہوا کرو۔ (البقرہ:238)

▪ اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں کہ اسے وقت بے وقت نہیں ہونے دیتے وہی سچے وارث ہیں کہ جنت کی وراثت پائینگے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
(المومنون:10/09/08)

▪ ترجمہ: اور وہ لوگ کہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرتے ہیں وہ جنتوں میں عزت کیے جائیں گے۔
(نوح:35/34)

▪ پھر آئے اس کے بعد وہ برے پسماندے جنھوں نے نمازیں ضائع کیں۔ (مریم:59)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”یہ لوگ جن کی مذمت اس آیت میں فرمائی گئی وہ

ہیں جو نمازوں کو ان کے وقت سے ہٹاتے اور غیر وقت پر پڑھتے ہیں اور حضرت سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ ظہر نہ پڑھی یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا۔" (روح البیان)

▫ خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں کہ وقت نکال کر پڑھتے ہیں۔

تفسیر جلالین میں ہے: امام احمد بسند صحیح حضرتِ حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ سے راوی کہ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کی ان کے رکوع و سجود اوقات پر محافظت کرے اور یقین جانیں کہ وہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہے جنت میں جائے یا فرمایا جنت اس کے لیے واجب ہو جائے یا فرمایا دوزخ پر حرام ہو جائے۔

ابوداؤد سنن اور طبرانی معجم میں بسند جید ابودرداء رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضورِ اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: پانچ چیزیں ہیں کہ جو انھیں ایمان کے ساتھ لائے گا جنت میں جائے گا، جو پنجگانہ نمازوں کی ان کے وضو ان کے رکوع ان کے سجود ان کے اوقات پر محافظت کرے اور روزہ وحج وزکوۃ اور غسل جنابت بجالائے۔ (ابوداؤد)

حضرت امام مالک وابوداؤد ونسائی اور ابن حنان اپنی صحاح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں ہیں جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور انہیں ان کے وقت پر پڑھے اور ان کا رکوع و سجود پورا کرے اس کے لیے اللہ رب العزت پر عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ پر کچھ عہد نہیں بخشے چاہیں عذاب کرے۔ (ابوداؤد)

ابوداؤد طریق ابن الاعرابی میں حضرت قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ: میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور اپنے پاس عہد مقرر کر لیا کہ جو ان کے وقتوں پر ان کی محافظت کرتا آئے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو محافظت نہ کرے گا اس کے لیے میرے پاس کچھ عہد نہیں۔ (ابوداؤد)

دارمی حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضورِ اقدس ﷺ اللہ رب العزت سے روایت فرماتے ہیں کہ وہ ارشاد فرماتا ہے: جو نمازیں اس کے وقت میں ٹھیک ٹھیک ادا کرے اس کے لیے مجھ پر عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل فرماؤں اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے اس کے لیے میرے پاس کوئی عہد نہیں چاہوں اسے دوزخ میں لے جاؤں اور چاہوں تو جنت میں۔ (ابوداؤد)

طبرانی بسند صالح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ایک دن حضورِ اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا جانتے ہو تمھارا رب کیا فرماتا ہے؟ عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا تمھارا رب فرماتا ہے: مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جو شخص نماز وقت پر پڑھے گا اسے جنت میں داخل فرماؤں گا اور جو اس کے غیر وقت میں پڑھے گا چاہوں اس پر رحم کروں چاہوں عذاب۔ (طبرانی)

نیز طبرانی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضورِ اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقتوں پر پڑھے ان کا وضو وقیام وخشوع اور رکوع و سجود پورا کرے وہ نماز سفید روشن ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ رب العزت تیری نگہبانی فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو غیر وقت پر پڑھے اور وضو وخشوع اور رکوع و سجود پورا نہ کرے وہ نماز سیاہ تاریک ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ رب العزت تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ یہاں تک جب اس مقام پر پہنچے جہاں تک اللہ رب العزت چاہے پرانے چیتھڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماری جائے۔ (طبرانی)

بخاری مسلم ترمذی نسائی دارمی حضرتِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے پوچھا سب میں زیادہ کیا عمل اللہ رب العزت کو پیارا؟ فرمایا نماز اس کے وقت پر ادا کرنا۔ (بخاری)

طبرانی معجم اوسط میں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ہیں کہ ان کی حفاظت کرے وہ سچا ولی ہے اور انہیں ضائع کرے وہ پکا دشمن، نماز اور روزے اور غسل جنابت۔ (طبرانی)

حضرتِ امام مالک مؤطا میں نافع سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو فرمان بھیجے کہ تمھارے تمام کاموں میں مجھے زیادہ فکر نماز کی ہے جو اسے حفظ اور اس کی محافظت کرے اس نے اپنی دین کی حفاظت کر لی، اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اور کاموں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔

▫▫▫

خلیفہ و تلمیذ اعلیٰ حضرت

مفتی رحیم بخش مظفر پوری علیہ الرحمہ

مفتی محمد اسلم آزاد مصباحی

سید المناظرین قاضی رحیم بخش علیہ الرحمہ مردم خیز موضع باتھ اصلی، مظفر پور (موجودہ ضلع سیتامڑھی) بہار میں پیدا ہوئے۔ تلاش بسیار کے باوجود تاریخ ولادت معلوم نہیں ہوسکی۔ ابتدائی تعلیم اپنے خاندانی بزرگوں سے حاصل فرمائی۔ اعلیٰ تعلیم بریلی شریف میں منظر اسلام کے قیام سے پیشتر بارہ سال تک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر جملہ علوم وفنون میں مہارت و تربیت حاصل کی۔ آپ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ہم درس وہم سبق ساتھی ہیں۔ خداداد صلاحیت اور علمی قابلیت کی بدولت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آپ کو ”بڑے مولانا صاحب“ کا خطاب عطا فرمایا۔ جب آپ علوم عقلیہ ونقلیہ سے مرجع ہوگئے تو اعلیٰ حضرت نے دعوت وتبلیغ اور اشاعت دین و مسلک کی خاطر مشرقی بہار، آسام، اڑیسہ اور بنگال کی جانب بحیثیت مبلغ و داعی روانہ کیا اور فرمایا: ”بیٹے! میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔“

علاقہ اتر دیناج پور اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ:

مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

20 اپریل 1962ء کو ڈمٹی (ڈیمٹھی، اتر دیناج پور، مغربی بنگال) پہنچنا ہوا۔ ۲۵/ کو یہاں سے روانگی ہے۔ یہاں بھی ایک دو جلسے ہوتے ہیں، یہاں کے حاجی محمد حلیم صاحب سے معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ تھا کہ مرید ہوں، مونگیر (محمد علی مونگیری بانی ندوہ لکھنو) کی طرف خیال تھا۔ کوئی فقیر منش شخص مانع ہوئے اور مولانا رحیم بخش صاحب باتھوی فاضل (منظر اسلام) بریلی مرحوم مغفور کی طرف اشارہ کیا ان سے ہو جاؤ۔ انھوں نے مولانا رحیم بخش صاحب مرحوم سے کہا۔ انھوں نے فرمایا کہ مجھے اعلیٰ حضرت سے اجازت نہیں ہے۔ جب تک اجازت نہ لے لوں بیعت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ بقصد اجازت بریلی کا سفر کیا اور بھی کچھ صاحبان ہم راہ تھے وہ فقیر صاحب بھی۔ اعلیٰ حضرت سے ملاقات ہوئی، ابھی کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ فرمایا اجازت ہے، فوراً واپس جاؤ فوراً واپس ہوکر مرید کرو۔ ہمراہیان پر اعلیٰ حضرت کی اس کرامت کا عجیب اثر ہوا، چنانچہ مولانا رحیم بخش مرحوم باتھوی واپس ہوئے اور یہاں کے لوگوں کو مرید کیا۔ اس لیے اس نواح کے باشندگان کو حق و باطل، بریلوی و دیوبندی کی خوب تمیز ہے۔“ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شمارہ جون 1962ء ص:11)

مفتی رحیم بخش علیہ الرحمہ کی علمی شان کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ”فتاویٰ رضویہ شریف“ کا رسالہ ”الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ“ اور شیر بیشہ اہل سنت مفتی محمد حشمت علی لکھنوی ثم پیلی بھیتی کی کتاب ”الصوارم الھندیۃ“ میں آپ کی تصدیق و تائید موجود ہے۔ آپ کو فن مناظرہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اور ادیان باطلہ کا رَد و ابطال آپ کے پسندیدہ فنون تھے۔ کثیر تشنگان علوم و عرفان کو اپنے علمی، دینی اور روحانی جام سے شاد کیا۔ مولانا سید الزماں حمدوی پوکھریرا بہار سابق ہیڈ مولوی عابدہ ہائی اسکول مظفر پور بہار نے بتایا کہ بڑے مولانا صاحب دوران تقریر امام رازی کی تفسیر کبیر کے کئی کئی صفحات عربی عبارت کے ساتھ پڑھ دیتے تھے پھر ترجمہ بھی کرتے تھے۔

کرامات وتصرفات:

(ا) علامہ ڈاکٹر حسن رضا خاں (پی ایچ ڈی پٹنہ) دام ظلہ نے اپنے ایک مضمون میں آپ کی ایک کرامت بیان فرمائی ہے جس کا مفہوم یہ ہے:

”ایک بار کلکتہ میں گیارہویں کی محفل میں مفتی رحیم بخش نے شان غوث اعظم بیان کرتے ہوئے کہا کہ غوث پاک کے نام سے دی ہوئی شیرنی اگر کسی نابینا کو کھلا دیا جائے تو وہ بینا ہوجائے گا۔ غیر مقلدین بطور تمسخر دو نابینا اور ایک کلو مٹھائی لاکر بولے: آپ ہی فاتحہ پڑھیں اور

کھلائیں، آپ نے غوث پاک کے نام سے فاتحہ پڑھی اور تبرک کھلایا اسی وقت وہ دونوں بینا ہو گئے؟ پورا مجمع نعرہ کی صدا سے گونج اٹھا اور بہت سے بد عقیدے تائب ہوئے۔ اور مرید بن گئے"۔

(2) راقم الحروف نے اپنے دادا الحاج دبیر الدین، مرحوم ماسٹر ادریس اور درجنوں لوگوں سے سنا کہ سرزمین ڈیمٹھی، اسلام پور سے روانہ ہوتے وقت ایک انتہائی غریب شخص نے حضرت مفتی رحیم بخش علیہ الرحمہ کو چائے پلانے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ منع فرماتے رہے مگر وہ مُصر رہا۔ بالآخر وہ آپ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یہ کہ جب وہ غریب آدمی چائے بنوانے نکلا تھا تو وہاں حضرت سمیت پانچ چھ لوگ موجود تھے۔ جب وہ چائے لے کر حاضر خدمت ہوا تو حضرت کے پاس عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ وہ محو حیرت تھا کہ کیا کروں؟ اسی کش مکش میں کافی وقت بیت گیا، لوگ آتے رہے اور حضرت سے شرف ملاقات و دعا حاصل کرتے رہے۔ اتنے میں آپ کی نظر اس پر پڑی، فرمایا تقسیم کرو! وہ غریب عقیدت مند با ادب عرض گزار ہوا: حضور! بمشکل آپ کے ساتھ دس لوگوں کو اس کیتلی کی چائے کفایت کرے گی! آپ کو اس پر ترس آیا اور کیتلی کا ڈھکن کھولنے کا حکم دیا، آپ نے چائے کیتلی میں دم کیا اور ڈھکن نہ کھولنے کی تاکید کی اور سب کو تقسیم کرنے کا حکم فرمایا، اللہ کی رحمت سے اس کیتلی کی گرم چائے کو تقریباً ایک ہزار کے مجمع نے نوش کیا۔

(۳) مفتی اشرف رضا قادری دام ظلہ قاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی نے تحریر فرمایا کہ آپ کی قیمتی آراضی آپ کی اجازت کے بغیر قریبی رشتہ دار نے اونے پونے نیلام کرادی، جس وقت آپ کو اطلاع ہوئی آپ نماز عشا کے لیے مشرقی و شمالی مسجد میں تھے۔ اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سن کر اللہ کہتے ہوئے سرد آہ کھینچی۔ عینی شاہد کا کہنا ہے کہ آپ کی آہ سے مسجد کی زمین دہل گئی۔

دعوت و تبلیغ اور زریں خدمات:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد رشید و خلیفۂ اجل و عالم ربانی مفتی رحیم بخش کی میزبانی کا شرف بنگال میں سب سے پہلے اتر دیناج پور کو حاصل ہوا۔ زیادہ تر آپ کا قیام خانقاہ ڈیمٹھی، اسلام پور پھر کلکتہ اور دیگر ایک دو جگہوں پر ہوتا تھا، ان جگہوں سے دوسرے علاقوں میں لوگوں کو دینی و مذہبی و علمی و روحانی خوشبو سے معطر کرنے کے لیے دَورہ کیا کرتے تھے۔ آپ کی شخصیت دیناج پور کے لیے کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھی کہ یہاں کثیر تعداد میں علمائے کرام پائے جاتے ہیں، اس خطہ کو یہ شرف آپ ہی کے قدوم میمنت لزوم سے حاصل ہوا۔

آپ نے اپنی مساعی جمیلہ سے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ آپ کی تعلیمات ، اخلاقیات اور اعلی تبلیغی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر عوام جوق در جوق دامن اسلام سے وابستہ ہوتے گئے۔ اس دُور افتادہ اور پسماندہ علاقہ میں آپ کی دینی، تبلیغی، فلاحی اور اصلاحی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ لاکھوں لوگوں کو آپ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ وطن مالوف مظفر پور کی جانب دعوت و تبلیغ کا الوداعی سفر بھی ڈیمٹھی، اسلام پور ہی سے ہوا، گھر پہنچے اور کچھ ہی دنوں میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی خواہش اور بریلی شریف کی سرکار کے حکم سے اتر دیناج پور میں آپ کے بعد آپ ہی کے شاگرد و خلیفہ حضور بدر ملت الشاہ مفتی بدر الدین احمد قادری برکاتی نوری رضوی منظری علیہ الرحمہ جانشین منتخب ہوئے۔

اولاد امجاد:

حضرت کی دوسری زوجہ صبیر النسا سے ایک شہزادہ مبلغ بنگال، خطیب الہند، خلیفۂ مفسر اعظم ہند علامہ اظہار الحسن نوری اور چار صاحبزادیاں تھیں: زیب النسا زوجہ مولانا وصی احمد حامدی منظری باتھوی۔ سحر النسا عرف سارہ زوجہ مفتی بدر الدین احمد نوری رضوی منظری باتھوی۔ مہر النسا زوجہ منظور الحسن بن منشی اسمعیل شیخ باتھوی۔ صدر النسا زوجہ شیخ عبید الرحمن بچھار پوری۔ پہلی زوجہ سے بھی ایک بیٹی و ایک بیٹا صوفی سلیم قادری تھے۔

راقم الحروف اسلم آزاد مصباحی مفتی رحیم بخش کی نواسی (محترمہ مرحومہ سحر النسا عرف سارہ کی بیٹی) محترمہ ہند صدالخیر کاشی پور، ڈیمٹھی، اسلام پور بنگال کا بڑا بیٹا ہے۔

مزار پُر انوار باتھ اصلی بہار میں مرجع خلائق ہے۔ عرس ہر سال 19 جمادالآخرہ کو ہوتا ہے۔ ▪▪▪▪▪▪

مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی مصباحی

حیات و خدمات

محمد ضیاء نعمانی مصباحی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرے کی کامیابی اور قوم کی تعمیر و ترقی میں کامیاب لوگوں کا اہم کردار ہوتا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس معاشرے میں علم اور عمل کی کثرت ہوتی ہے وہاں کی تہذیب و ثقافت مثالی ہوا کرتی ہے، اپنے معاشرے میں اگر کامیاب لوگوں کو ہم تلاش کریں تو لوگوں میں سب سے بہتر علمائے ربانیین ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہی وارثین انبیا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں علما کی خصوصیت بیان کی ہے کہ علما ہی خشیت الٰہی کا پیکر ہوتے ہیں۔ یقیناً علمائے کرام کا وجود مسعود معاشرے کے لیے ایک عطیہ خداوندی ہے۔ گم گشتگانِ راہ کی رشد و ہدایت کے سلسلے میں ان کی جس قدر خدمات رہی ہیں، انھیں کسی بھی صورت میں فراموش نہیں کیا جا سکتا، علمائے دین اور مبلغین اسلام کی ہی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ روئے زمین پر جگہ جگہ اسلامی تعلیمات اور کتاب و سنت کے انوار پھیلے ہوئے ہیں۔

ماضی قریب میں اگر اسلاف کی سچی یادگار دیکھی جائے تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی ذات بابرکات ان میں ایک بلند مقام رکھتی ہے، ساتھ ہی آپ کے تلامذہ، خلفا اور ارادت مندوں کے ذریعہ دین متین کی تبلیغ و اشاعت اور فروغ اہل سنت کے جو کارنامے انجام دیے گئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

آپ کے ارشد تلامذہ و خلفا میں ایک نمایاں نام صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی مصنف ”بہار شریعت“ کا آتا ہے، آپ کی درسگاہ فیض سے بڑے بڑے اصحاب علم و فضل نے خوشہ چینی کی، ان کے تلامذہ میں ایک نمایاں نام ابو الفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی ذات ستودہ صفات کا ہے، آپ نے درسگاہ کی مسند سنبھال کر جو لعل و گوہر پیدا کیے آج وہی لعل و جواہر اہل سنت و جماعت کے تحفظ و استحکام کے لیے پوری دنیا میں کوشاں ہیں، انہیں درخشندہ ستاروں میں سے ایک نمایاں نام مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کا آتا ہے، آپ کی ذات اہل سنت و جماعت میں ایک اچھے داعی، معتبر قلمکار اور مصنف کی حیثیت سے متعارف ہے۔ حضور حافظ ملت اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کی نگاہ ولایت سے آپ نے وافر حصہ پایا ہے، دیگر اکابر وقت کی صحبتوں سے بھی فیض پایا ہے۔ ان کی تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہیں اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ آپ مصلح قوم کی بھی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، کیوں کہ آپ کا عوام سے بڑا گہرا ربط و تعلق ہے، وقتاً فوقتاً لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے رہتے ہیں، آپ صحیح معنوں میں قوم وملت کے لیے ایک دھڑکتا ہوا دل رکھتے ہیں، اپنے قول وعمل سے صالح افکار و نظریات کی ترسیل میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔

آپ ایک سچے عاشق رسول ہونے کے ساتھ ساتھ محب اعلیٰ حضرت بھی ہیں، آپ کی پوری زندگی اشاعت رضویات سے عبارت ہے، ہر وقت افکار اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے کوشاں رہتے ہیں، جب بھی اہل علم کا مجمع ہوتا ہے رضویات کا باب کھل جاتا ہے، گفتگو کا مرکز امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات ہوا کرتی ہیں، جس کی حقیقت ملاقات کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے، اب آپ کا مختصر سوانح خاکہ پیش خدمت ہے۔

ولادت: 1951ء/25 شعبان المعظم 1372ھ بروز یکشنبہ صوبہ اتر پردیش کے مشہور شہر بنارس میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کا نام ”عبد المبین“ رکھا گیا، آپ کے دادا عبد الرحمٰن مرحوم محلے کی مسجد کے خطیب و امام تھے، آپ کے والد گرامی محمد بشیر مرحوم آپ کے عہد طالب علمی میں سفر آخرت پر روانہ ہو گئے تھے، چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف بھرپور توجہ دی۔ اس حوالے سے آپ کے برادر اکبر جناب محمد الیاس صاحب کی بھی کوششیں قابلِ ذکر ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ نے پرائمری سے ناظرہ قرآن کی تکمیل اپنے چچا محترم حافظ برکت اللہ مرحوم سے کی، ابتدائی اردو کی تعلیم مکتب مسجد مدار بخش ہنومان پھاٹک بنارس میں حاصل کی، پرائمری

درجات کی تکمیل جامعہ مظہر العلوم پیلی کوٹھی بنارس میں کی، پھر اسی ادارے میں درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کر دیا لیکن جلد ہی چھوڑ کر مولانا عبدالسلام نعمانی سے پرائیویٹ تعلیم حاصل کرنے لگے، استاد نے آپ کو دو سال کے قلیل عرصے میں درس نظامی کی کئی کتابیں پڑھائیں، اس کے بعد آپ نے دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کا رخ کیا، جسے آج الجامعۃ الاشرفیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حضور حافظ ملت شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ نے آپ کا بغیر ٹیسٹ کے جماعت سابعہ میں داخلہ لے لیا، جسے اس وقت موقوف علیہ یا ترمذی کی جماعت بھی کہتے تھے۔ آپ یہاں 1967 میں داخل ہوئے تھے، اور دو سال کے بعد 1969 میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اس وقت آپ کے اساتذہ کرام میں حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی کے علاوہ نائب حافظ ملت حضرت علامہ عبدالرؤف بلیاوی، بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، مولانا قاضی محمد شفیع مبارک پوری علیہم الرحمہ جیسے اکابر اساتذہ شامل ہیں، آپ نے قراءت و تجوید کی تعلیم جناب حافظ قاری عبدالحکیم عزیزی سے حاصل کی۔

آپ کے رفقائے درس میں جماعت اہل سنت کی عظیم شخصیات شامل ہیں: خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور، بدر ملت حضرت علامہ بدر القادری (علیہ الرحمۃ)، حضرت علامہ افتخار احمد اعظمی، استاذ القراحضرت مولانا قاری احمد جمال مصباحی وغیرہم۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد آپ گھریلو کاموں میں مصروف ہو گئے، پھر حضور حافظ ملت کے حکم پر آپ نے تدریس شروع کر دی، ملک کے متعدّد مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں جن کا نام یہ ہے؛

مدرسہ بحرالعلوم بنارس، مدرسہ بحرالعلوم خلیل آباد بستی، مدرسہ مدینۃ العلوم بنارس، مدرسہ تنویر العلوم جین پور، اعظم گڑھ، مدرسہ ضیاء الاسلام ہوڑہ، دارالعلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر جمشید پور، دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ، موخر الذکر میں عرصہ دراز تک مسند تدریس پر متمکن رہے، اب ناظم اعلیٰ کے منصب پر فائض ہیں، حسب ضرورت تدریس بھی فرماتے ہیں اور یہ ساری خدمات تقریباً پندرہ سالوں سے بلامعاوضہ انجام دے رہے ہیں۔

بیعت وخلافت: آپ شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند شاہ مصطفی رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہیں، اور خلیفہ و تلمیذ اعلیٰ حضرت حضور برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ اور امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔

دینی خدمات: ملک بھر میں متعدّد تعلیمی ادارے حضور مبلغ اسلام کی سرپرستی اور نگرانی میں چل رہے ہیں۔ وطن مالوف چھتن پورہ بنارس میں ایک ادارہ بنام مدرسہ رضویہ عزیز العلوم 2001ء میں قائم کیا جس میں دو الگ الگ وقتوں میں طلبہ و طالبات کی پرائمری کی تعلیم ہوتی ہے، فی الحال درس نظامی میں دو جماعت (اعدادیہ، اولیٰ) کی بھی تعلیم ہو رہی ہے، درس نظامی شعبہ نسواں میں ثالثہ تک کی تعلیم ہو رہی ہے، ذمہ داران ادارہ تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔

حضور مبلغ اسلام کی تحریر و قلم سے وابستگی زمانہ طالب علمی سے ہی رہی ہے، ابتدائی زمانے میں جب آپ نے تحریر و قلم سے اپنا رشتہ استوار کیا تو آپ کے مضامین ماہنامہ اعلیٰ حضرت، ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، پاسبان الہ آباد، المیزان کچھوچھہ شریف میں شائع ہوتے تھے، آپ کا سب سے پہلا مضمون زمانہ طالب علمی 1968 عیسوی میں امام بوصیری پر ھُدیٰ ڈائجسٹ نئی دہلی میں شائع ہوا تھا۔ ماہنامہ المیزان کے تاریخی امام احمد رضا نمبر میں بھی آپ کا مضمون بعنوان "امام احمد رضا کا حزم و اتقا" شائع ہوا، ماہنامہ استقامت کان پور اور اس کے خصوصی نمبروں میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے تھے، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ترجمان "اہل سنت کی آواز" میں بھی آپ کے مضامین عرصے سے شائع ہو رہے ہیں، پڑوسی ممالک کے رسائل و جرائد میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

سینکڑوں کتابوں کی تصحیح کر کے آپ انھیں قابل اشاعت بنایا ہے اور نئی نسل کی تحریری تربیت کرنا آپ کو بے حد پسند ہے، ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، تقاریظ کی بھی ایک لمبی تعداد ہے، سب اکٹھا کرنے پر ہزار صفحات سے متجاوز ہو سکتی ہیں، ملکی سطح پر حضرت کے تربیت یافتہ متعدّد نوجوان قلم کار جماعت اہل سنت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے لائبریرین بھی رہے ہیں، اور تقریباً چار سال تک "ماہنامہ اشرفیہ" کی ادارت بھی فرمائی۔ ہر سال ملک کے متعدّد خطوں میں تبلیغی دورہ فرماتے ہیں۔ **(باقی ص:13 پر)**

انوار حیات

شیخِ عرب وعجم اویسِ دوراں علامہ شاہ

فضلِ رحماں مجددی نقشبندی علیہ الرحمہ گنج مرادآبادی

شیخ غلام ربانی رحمانی نقشبندی، گنج مرادآبادی

اسم گرامی: فضلِ رحماں علیہ الرحمہ

عرفیت مولانا بابا

والد محترم: حضرت مخدوم شاہ اہل اللہ میاں، علیہ الرحمہ (اولاد) حضرت مخدوم شیخ محمد مصباح العاشقین چشتی علیہ الرحمہ (مّلاّواں ضلع ہردوئی)

والدہ محترمہ: حضرت سیدہ بصیرت بی بی بنتِ سید رحمت اللہ (اولاد) حضرت مخدوم سید علاء الدین چشتی علیہ الرحمہ (سنڈیلہ ضلع ہردوئی)۔

القابات: استاذ المحدثین، مرجعِ علما وصوفیہ، قطب الاقطاب، مرشدِ انس وجِن، اویس دوراں، شیخ عرب وعجم، صاحب کشف وکرامات، مستجاب الدعوات۔

مولد: آپ کا ننھیال، موضع سنڈیلہ، ضلع ہردوئی، یوپی

سن ولادت: یکم رمضان المبارک 1208ھ۔

مسکن: وطن اول، مّلاّواں، ضلع ہردوئی۔ وطن ثانی، گنج مراد آباد، ضلع اناؤ، یوپی۔ وطن ثانی میں آپ کی آمد، سن 1242ھ میں ہوئی

حسب ونسب: والد کی جانب سے آپ امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں، اور والدہ کی جانب سے آپ اولادِ سید الشہدا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں ہیں۔

ہندوستان میں مورثِ اعلیٰ کی آمد:

آپ کے اجداد کرام میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین ثانی ،المعروف "شہیدِ حق گو" علیہ الرحمہ، (6 چھٹی ہجری میں) ہندوستان تشریف لائے۔ آپ اور آپ کی اولاد در اولادوں کی بڑی دینی خدمات واحسانات ہیں اور آپ کو ثانی اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کے پر دادا محترم کا بھی یہی نام تھا، جو بڑے صاحب فضل وکمال، اور مسجد حرم میں درس حدیث اور منصبِ امامت پر فائز تھے۔

بچپن: آپ رمضان المبارک میں صرف رات میں دودھ پیتے تھے، 2/ سال کی عمر میں اتنی صاف اور شیریں باتیں کرنے لگے تھے کہ پاس پڑوس والے اکثر آپ کی باتیں سننے کے لیے آیا کرتے تھے، تقریباً ڈھائی سال کی عمر میں حضرت مخدوم شاہ عبدالرحمن، لکھنوی علیہ الرحمہ کے پاس، رسم بسم اللہ ادا فرمائی۔ 3/ سال کی عمر میں ڈھیلے سے استنجا فرمانے لگے، بعمر 4 سال، نماز ومراقبہ وغیرہ کا آغاز فرمایا۔ اور 10 سال کی عمر سے نمازِ باجماعت کے پابند ہو گئے تھے۔ "ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ" [الجمعہ: آیت:4]

تعلیم: ابتدائی تعلیم، سنڈیلہ اور ملاواں، میں ہوئی، صرف ونحو، اصول وکلام اور تفسیر وفقہ وغیرہ کا درس، سلطان العلما، حضرت مولانا نورالحق فرنگی محلی علیہ الرحمہ سے لیا۔ اور سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے علم حدیث میں کمال حاصل کیا۔ ہر دو استاذ آپ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ حضرت محدث دہلوی نے تو یہاں تک فرما دیا: "مولانا فضل رحماں کو حصول علم میں نبی کریم ﷺ کی خصوصی توجہ حاصل رہتی ہے" واضح رہے کہ بعض تذکرہ نگاروں نے شاہ اسحٰق محدث دہلوی کو آپ کا استاد بتایا ہے جو سراسر غلط ہے۔

بیعت وخلافت: حضرت مولانا بابا علیہ الرحمہ، سید العارفین، شیخ الواصلین، عطیۂ خلاق علامہ خواجہ شاہ محمد آفاق دہلوی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ مرشدِ برحق اپنے حلقۂ ارادت میں آپ کی خداداد خوبیوں کا اکثر ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے: "اللہ رب العزت نے مجھے ایک خاص بیٹا مرحمت فرمایا ہے۔ میں اس کی مریدی پر فخر کرتا ہوں اور تمام عالم میرے اس کامل واکمل بیٹے کے دریائے

فیض سے سیراب ہوگا"۔

آپ کو چاروں سلاسل کی اجازت وخلافت کے علاوہ، اپنے مرشد سے سلسلۂ مداریہ کی بھی نسبت حاصل تھی، مگر والدہ محترمہ کے تعلق سے سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت غالب تھی۔

(آپکی والدہ حضرت شاہ تراب علی قلندر نقشبندی کاکوروی علیہ الرحمہ سے مرید تھیں)

علومِ ظاہری وباطنی میں درجۂ کمال: تقریباً بعمر 13 سال

مال ودولت سے بے نیازی: اتباع شریعت، خوف خدا اور عشق رسالت، آپ کا اصل سرمایہ تھا، دولت وثروت سے کوئی سروکار نہیں تھا، اہل عقیدت کی جانب سے جو نذرانے اور تحائف وغیرہ آتے تھے وہ جلد ہی غربا ومساکین میں تقسیم کردیے جاتے تھے یا پھر اہل ضرورت اور مہمانوں کی خاطر لیا ہوا قرض ادا کردیا جاتا تھا۔

متاع دنیا: پہننے کے لیے دو تین جوڑے معمولی کپڑے، ایک رضائی، باند کی ایک چارپائی، ایک لکڑی کی چوکی، ایک کھجور کی چٹائی، چند ڈھیلے، دو پیالے اور ایک لوٹا۔

اکابر علما بارگاہ فضلِ رحمانی میں:

فاضل بریلوی: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی بغرض ملاقات حضرت قدسی صفات مولانا بابا گنج مرادآبادی سے ماہ رمضان میں آئے اور ایک جگہ ٹھیر کر خدمت اقدس میں اطلاع کرائی کہ ایک شخص بریلی سے ملنے آیا ہے خادم نے جاکر بتایا، تو مولانا بابا نے فرمایا کہ یہاں فقیر کے پاس کیا دھرا ہے ان کے دادا عالم، والد عالم، اور وہ خود عالم پھر بکمال لطف فرمایا کہ بلالاؤ بوقت ملاقات حضرت بریلوی نے میلاد شریف کے بار میں پوچھا تو مولانا بابا نے ارشاد فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ، خود بھی تو عالم ہو، حضرت بریلوی نے عرض کیا حضور میں تو میلاد کو مستحب جانتا ہوں، اس پر مولانا بابا نے فرمایا کہ میں سنت جانتا ہوں، کیوں کہ صحابہ کرام جو جہاد میں تشریف لے جاتے تھے تب اپنے گھر والوں میں اہل وعیال سے کیا کہا کرتے تھے، یہی نہ کہ مکہ معظمہ میں نبی اکرم پیدا ہوئے اللہ نے ان پر قرآن اتارا انھوں نے یہ معجزے دکھائے اور اللہ نے ان کو یہ فضائل عطا فرمائے، مجلس میلاد میں بھی تو یہی بیان ہوتا ہے جو صحابہ اپنے مجمع میں کیا کرتے تھے، بس فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڈو بانٹتے ہو اور صحابہ اپنی مجلس میں موڑ (سر) بانٹتے تھے (یعنی اپنے سر کو کٹوا دیا کرتے تھے) تو اس پر حضرت بریلوی نے عرض کیا کہ حضور کچھ نصیحت فرمائیے تو مولانا بابا نے فرمایا تکفیر میں جلدی نہ کیا کرو، تب حضرت بریلوی اپنے دل میں سوچنے لگے میں تو اس کو کافر کہتا ہوں جو حضور کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، حضرت مولانا بابا کو کشف ہوا، فرمایا کہ ہاں ہاں جو ادنیٰ حرف گستاخی شان اقدس میں کرے بلاشک کافر ہے اس کے بعد حضرت بریلوی نے دعا کی درخواست کی تو مولانا بابا نے اپنی کلاہ مبارک (ٹوپی) حضرت بریلوی کو عنایت فرمائی اور ان کی ٹوپی خود لے لی یہ طریقہ صوفیا میں لباس کی تبدیلی بھی فیض رسانی کا ایک طریقہ ہے۔ (بحوالہ دبدبۂ سکندری، افضال رحمانی، سوانح حیات اعلی حضرت ظفر الدین بہاری)

اس ملاقات کی تاریخ 27 رمضان 1292ھ ہے تین دن قیام کر کے 29 رمضان کو واپسی ہوئی

یہ ملاقات اس لیے بھی تھی کہ اعلی حضرت کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی بریلوی بھی مرید وخلیفہ ہیں حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے اور اعلیٰ حضرت بھی مرید ہونے ہی آئے تھے لیکن روشن ضمیر پر سب روشن ہوتا ہے تو مولانا بابا نے آپ کو مرید نہ کیا بلکہ اپنی دعا وفیض بشکلِ کلاہ عطا کیا پھر اعلیٰ حضرت بدایوں بھی گے تھے مرید ہونے مگر حصہ مارہرہ میں تھا۔

نوٹ: اس واقعہ کو بہت سے لوگوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ کا کہنا یہ ہے کہ جب اعلیٰ حضرت گنج مراد آباد ملاقات کو گئے تو مولانا بابا کو ان کی آمد کی خبر پہلے سے ہی ہوگئی تھی اور اپنے خلفا کو ان کا استقبال کرنے کو بستی کے باہر بھیجا یہ باکل جھوٹ ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ خود خلیفہ اعلی حضرت مفتی ظفر الدین بہاری صاحب اپنی کتاب سوانح حیات اعلیٰ حضرت میں لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ایک جگہ ٹھیر کر خدمت اقدس میں اطلاع کرائی تھی،

اصل میں یہ استقبال والی روایت حضرت قبلہ مانا میاں پیلی بھیتی کی کتاب سوانح اعلیٰ حضرت میں درج ہے اور اسی کتاب کا حوالہ اکثر کتب میں پایا جاتا ہے جیسے کہ خواجہ رضی حیدر کی کتاب تذکرہ محدث صورتی میں بھی ہے

لیکن افسوس یہ، کہ خود مانا میاں قبلہ افضالِ رحمانی کا بھی ذکر کرتے ہوے اس ملاقات کا ذکر یوں کیا ہے۔ شاہ فضلِ رحماں کے موجودہ سجادہ نشین مولانا افضال الرحمٰن (بھولے میاں) نے اپنی تالیف افضالِ رحمانی میں بھی کیا ہے۔ پھر استقبال کا کیا سوال بنتا جبکہ

افضال رحمانی میں ایک جگہ ٹھیر کر اطلاع کرنے کا ذکر ہے

(2) اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی بارگاہ فضلِ رحمانی میں: حضرت مولانا شاہ غلام حسین پھلواری بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ فضل رحماں محدث گنج مرادآبادی کی ولایت کا ایک عالم معترف ہے بلکہ اس دور کے علما و مشائخ کا اجماع ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ جب پہلی بار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے مولانا بابا سے ملاقات کی تو مولانا بابا نے فرمایا بیٹا اشرفی مثنوی شریف (مولانا روم) سناؤ تو اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے مثنوی شریف سنائی، مثنوی شریف سنتے ہی مولانا بابا نے فرمایا کہ بیٹا اشرفی جس طرح حضرت شمس تبریزی کی پر فیض صحبت نے مولانا روم کو جلا کر کندن بنا دیا تھا اس طرح تمھارے پاس جو بھی عالم آئے گا اس پر تمھارا ہی رنگ غالب اثر ہوگا اور بہت سے علما کا دل آپ کی محبت میں جل کر بوے محبت پھیلائے گا یہ دعا و بشارت سن کر اعلی حضرت اشرفی میاں قدم بوسی کو جھکے تو فوراً مولانا بابا نے اپنے قدم سمیٹ لیے اور آپ کو گلے لگا لیا۔

یہ دعا و بشارت حرف بہ حرف صادق آئی اور اعلی حضرت اشرفی میاں کی بافیض صحبت سے کثیر علما و مشائخ و طالبان حق کے قلوب رنگ گئے ہند اور بیرون ہند آپ کے ہی رنگ کا چرچا تھا اور آپ کا ہی رنگ غالب تھا اور آج بھی خاندان کچھوچھہ کے علما و مشائخ آپ کے ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔(بحوالہ سیرت اشرفی ص:40/شیخ اعظم نمبر 2012ء)

کس قدر جید علما کامل صوفیا آپ سے فیضیاب ہوے ہیں، یوں تو جس بزرگ اور جس عالم دین نے جمال فضل رحمانی کا مشاہدہ کیا تو وہ خراج تحسین پیش کیے بغیر نہ رہ سکا، لیکن وہ علما جن کو آپ سے محبت تھی اور فیض حاصل کیا ان میں سے چند نام یہ ہیں:

(1) مولانا رضا علی بریلوی (2) مفتی ظفر الاسلام فتح پوری (3) حافظ احدیث حضرت مولانا سید ابو سعید ابرایاں (4) بحر العلوم ابوالحسنات مولانا عبدالحی محدث فرنگی محلی (۵) مولانا احمد رضا محدث بریلوی (6) مفتی وصی احمد محدث سورتی پیلی بھیتی (7) مفتی ظہور اللہ صاحب محدث لکھنو (8) مفتی نعمت اللہ صاحب محدث لکھنو (۹) مفتی نور الحق صاحب محدث لکھنو (10) مفتی ولی اللہ صاحب محدث لکھنو (1) مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی (12) مولانا احمد حسن سہوانی (3) مولانا احمد حسن محدث سہارن پوری (14) مولانا احمد حسن کانپوری (۱۵) سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (16) حضرت محمد علی حسین اعلیٰ حضرت اشرفی میاں (17) حضرت علیم اللہ خان صاحب (18) حضرت سید دیدار علی محدث علی پوری صاحبان کے نام نمایاں ہیں جن کا اٹھتے بیٹھتے یہ متفقہ مقولہ تھا کہ جس کو اتباع سنت عالم حدیث اور خلفائے اربعہ کے دربار شریعت و طریقت کی شان دیکھنا ہو تو وہ شیخ عرب و عجم اویسِ دوراں حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن محدث گنج مراد آبادی کو دیکھ آئے۔(بحوالہ افضال رحمانی، رحمت و نعمت)

آپ کے اقوال: یہ اقوال مختلف محافل میں فرمائے ہیں:

■ آپ نے فرمایا شریعت کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

■ آپ نے فرمایا اتباع سنت ہی مقام غوثیت اور قطبیت ہے۔

■ آپ نے فرمایا صاحب حال و صاحب مقام ہونا آسان ہے مگر بانسبت ہونا مشکل۔

■ ایک بار یوں ارشاد فرمایا صاحب حال وہ ہے جس پر کوئی کیفیت وارد ہونے لگے، لیکن بانسبت وہ ہے جس کو دائمی فنائیت حاصل ہو۔

■ آپ نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا یہ بھی مولود ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر عام ہی مولود ہے۔

■ ایک بار جواز مولود شریف کا ذکر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا تمام قرآن میں پیدائش انبیا کا ذکر ہے بس یہی مولود شریف ہے اس محفل میں تھوڑی دیر بعد ارشاد فرمایا ہم تو روز مولود شریف کرتے ہیں حضرت زکریا حضرت یحی، حضرت عیسی جملہ انبیا و سیدنا محمد رسول اللہ کا، مقصد یہ ہوا کہ بیان پیدائش و عظمت و معجزات، یہی مولود شریف ہے۔

ازواج و اولاد:

آپ کا پہلا عقد اپنے ہی خاندان کی ایک نیک طینت خاتون سے ہوا تھا، جن کے بطن سے حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن اور مولانا شاہ عبدالرحیم اور ایک دختر پیدا ہوئیں، صاحب زادی کی پیدائش کے چند روز بعد حرم اول کا وصال ہو گیا۔ پھر دوسرا عقد گنج مرادآباد میں ہوا، یہ خاتون، نواب میر کریم شیر صاحب علوی کے خاندان سے تھیں، موصوفہ سے قیوم دوراں، قطب زماں حضرت مولانا شاہ احمد میاں علیہ الرحمہ اور سید محمد عرف سیدو میاں (19 سال کی عمر میں وصال فرما گئے تھے) اور شفقت بی بی صاحبہ پیدا ہوئیں۔

1302ھ میں حرم دوم کا بھی وصال ہو گیا، پھر چند سال بعد ایک عرب خاتون مسماۃ مریم بی بی صاحبہ آپ کے عقد میں آئیں، جو

حضرت کی وفات کے بعد تقریبًا 15 سال حیات رہیں، تینوں مخدومات حضرت مولانا بابا علیہ الرحمہ کے فیضان کرم سے مالامال اور اتباع شریعت وسنت میں یکتائے روزگار تھیں۔

کشف وکرامات: بقولِ صاحب نزہۃ الخواطر، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ کشف وکرامات کا صدور، آپ سے ہوا۔

حضوری رسالت: آپ جب چاہتے حضور رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوجاتے تھے، حتیٰ کہ احادیث کی تصحیح بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر، کرلیتے تھے، اور بسااوقات اپنے شاگردوں اور مریدوں کو بھی شرف زیارت سے فیض یاب فرمادیا کرتے تھے اور صاحبانِ کتب کی ارواح سے بھی ملاقات کروا دیا کرتے تھے "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ"[الجمعہ: آیت:4]

درجۂ کمال: مولانا رحمان علی تذکرہ علمائے ہند میں فرماتے ہیں کہ مولانا شاہ فضلِ رحماں کے اوصاف حمیدہ اور خصائصِ پسندیدہ ایسے نہیں ہیں کہ زبانِ بریدہ قلم، قلم بے بنیاد، کاغذ پر، اُن میں سے تھوڑا بھی لکھ سکوں، اور انسانِ ضعیف البنیاد کی کیا مجال ہے کہ انکا عُشرِ عشیر بھی بیان کرسکے۔

اعزاز و امتیاز: علامہ یٰسٓ اختر مصباحی (دار القلم دہلی) اپنی کتاب اویسِ زماں میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

مولوی حبیب اللہ ٹانڈوی مہاجر مدنی بیان کرتے ہیں کہ میری عمر کے چودہ پندرہ سال تو ایسے گزرے ہیں کہ ہر مہینے کا زیادہ حصہ آستانہ رحمانی پر گزرا کیا ہے، میں نے بے حد کشف وکرامات آنکھوں سے دیکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں نے دیکھا دربارِ رسالت صل اللہ علیہ وسلم سجا ہے لیکن میرے پیرومرشد غوثِ زماں حضرت مولانا شاہ فضلِ رحماں صاحب نظر نہیں آئے تو مجھے بڑا ملال ہوا، اتنے میں بکمال شفقت رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیوں ملول ہو میں نے عرض کیا کہ میرے پیرومرشد کیا یہاں نہیں ہیں تو اس پر ارشاد رسول کریم ہوا کہ یہ تو دربار عام ہے جہاں تم دیکھتے ہو، یہاں وہ کہاں، پھر پردۂ حجاب اٹھا تو میں نے اپنے پیرومرشد کو حریم خاص میں دیکھا کئی روز تک مجھ پر یہ جلوہ فضل رحمانی دیکھ کر وجدانی کیفیت طاری رہی۔

حضرت شاہ حاجی وارث علی کا بیان: یوں تو حاجی صاحب مولانا بابا سے بڑی محبت عقیدت رکھتے تھے اور حاجی صاحب مولانا بابا کی ننھالی رشتے داری سے بھتیجے لگتے تھے اور حاجی صاحب اکثر اپنے مریدوں میں مولانا بابا کے فضائل وکمالات بیان کیا کرتے تھے جس میں سے ایک واقعہ یوں ہے کہ:

حاجی صاحب قبلہ کے ایک شاہ صاحب مرید خاص جو شہر گیا (بہار) میں رہتے تھے انھوں نے بیان کیا ہے کہ حاجی صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مولانا شاہ فضل رحماں صاحب آقائے دو جہاں صل اللہ علیہ وسلم سے بغیر پوچھے کسی کو مرید نہ کیا کرتے تھے اور آپ کا یہ بھی بے حد کمال تھا کہ جسے چاہتے اور جب چاہتے تھے اس مرید کا ہاتھ آقا صل اللہ علیہ وسلم کو پکڑا دیا کرتے تھے اور تاریخ میں یہاں تک ہے کہ آپ اپنے شاگردوں کو مصنفینِ کتب کی ارواح سے بھی ملاقات ومصافحہ کروادیا کرتے تھے۔(بحوالہ رحمت ونعمت/افضالِ رحمانی)

ہجوم خلق:

آپ کے دربار عالی میں حصول فیض کے لیے، ہندوستان اور دیگر ممالک کے علما وصوفیہ، اصحاب اقتدار، غرباء ومساکین، مسلم اور غیر مسلم کا میلہ لگا رہتا تھا، ان میں کچھ ایسے بھی افراد ہوتے تھے کہ جن کے کرایہ اور زادِ راہ وغیرہ کا بندوبست آپ کو ہی کرنا پڑتا تھا، علاوہ ازیں جب آپ گھر یا مسجد سے باہر نکلتے تو بکریاں اور متعدّد قسم کے پرندے وغیرہ آپ کو گھیر لیتے، اور جب تک آپ ان کے کھانے کے لیے غلہ و غیرہ نہ ڈالتے وہ آپ کا راستہ نہیں چھوڑتے تھے۔

کرامات:

(1)-بلگرام شریف میں مولانا بابا کا حاضر ہونا:

ایک مرتبہ حضرت ستھرے میاں بلگرامی علیہ الرحمہ اپنی قیام گاہ میں آرام فرمارہے تھے کہ اچانک ایک بزرگ سفید لباس میں ملبوس نمودار ہوئے اور ستھرے میاں سے میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ کی مزار دریافت کی تو ستھرے میاں صاحب نے آرام فرماتے ہوئے (یعنی لیٹے لیٹے اشارہ فرمایا کہ وہ مزار جو یہاں سے نظر آرہی ہے وہی میر عبدالواحد بلگرامی کا مزار پاک ہے آنے والے سفید لباس میں ملبوس بزرگ نے کہا کہ میں اتنی دور سے چل کر آرہا ہوں اور تم یہاں سے تھوڑی دور اُٹھ کر نہیں چل سکتے پھر حضرت ستھرے میاں ان بزرگ کے ساتھ میر صاحب کے مزار پر تشریف لے گئے مزار پر ابھی پہنچے ہی تھے کہ دونوں حضرات یک بیک غائب ہوگئے کچھ وقت گزرنے کے بعد صرف

حضرت ستھرے میاں ہی واپس تشریف لائے اپنی قیام گاہ پر، تو ان کے خادموں نے حضرت ستھرے میاں سے پوچھا کہ آپ جاتے وقت تو دو حضرات تھے لیکن آتے وقت آپ اکیلے ہی تشریف لائے تو اس پر حضرت ستھرے میاں نے فرمایا کہ ہم لوگ میر صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ میر صاحب اپنے مزار میں موجود نہیں تھے وہ کسی دوسرے مقام پر تھے پھر ہم دونوں حضرات بھی وہاں پہنچ گئے تھے پھر ان کے خادموں نے پوچھا کہ وہ آنے والے سفید لباس میں ملبوس بزرگ کون تھے تو اس پر حضرت ستھرے میاں نے یہ راز کھولا کہ وہ آنے والے سفید لباس میں ملبوس بزرگ حضرت علامہ شاہ فضل رحماں گنج مراد آبادی تھے جن کو وصال کئے ہوئے ایک عرصہ ایک زمانہ گزر چکا ہے۔

سبحان اللہ کیا مقام ہے اللہ والوں کا۔(بحوالہ ضیای واحدی)

(نوٹ) ایک تو مولانا شاہ فضل رحماں گنج مراد آبادی کے بعد وصال اپنی قبر سے بلگرام جانے اور وہاں سے دوسرے مقام پر جانے اور پھر وہاں سے واپس آنا اس واقعے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ اپنی مزاروں میں زندہ رہتے ہیں اور جب چاہے جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔

(2) ایک بار حضرت مولانا شاہ نیاز احمد فیض آبادی کچھ لکھ رہے تھے کہ ایک دم لکھتے لکھتے رک گئے اور ان پر سکتہ طاری ہو گیا کہ اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے اور بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ مولانا (نیاز احمد) کیوں نہیں آتے ہو۔

تو مولانا نیاز احمد ان بزرگ کو دکھتے ہی فور کھڑے ہو گئے پھر وہ بزرگ اتنا کہے اور غائب ہو گئے وہاں موجود لوگوں نے مولانا نیاز احمد سے بہت اصرار کیا تب مولانا نیاز احمد نے یہ راز کھلا کہ یہ بزرگ میرے پیر و مرشد مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی تشریف لائے تھے اور یہ تمہید فرمائی کہ آتا کیوں نہیں تیرا انتظار ہے۔

نوٹ: غور طلب بات یہ ہے کہ وہاں بیٹے موجودہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ گنج مراد آباد آستانہ پر انتظار ہے لیکن اس واقعہ کے تیسرے دن مولانا حکیم شاہ نیاز احمد رحمانی فیض آبادی علیہ الرحمہ کا جب وصال ہو گیا، تو وہاں موجودہ لوگوں نے مولانا بابا کو جو اعلانیہ دیکھا تھا اس کرامت کو سمجھے یعنی مولانا شاہ فضل رحماں نج مراد آبادی کا خود وصال 22 ربیع الاول 1313ھ میں ہو چکا تھا اور مولانا نیاز احمد کا وصال 25 ذوالحجہ 1345ھ میں ہوا یعنی مولانا شاہ فضل رحماں اپنے انتقال کے 32 سال بعد اعلانیہ طور پر اپنے مرید کے پاس گئے اور کہا کہ آتا کیوں نہیں تیرا انتظار ہے، سبحان اللہ قربان جایئے عظمت فضلِ رحماں پر اور بزرگوں کی سیرت پر۔(بحوالہ رحمت و نعمت)

مولوی عبدالحی صاحب نزہتہ الخواطر میں مولانا شاہ فضل رحماں کے فضائل و کمالات میں لکھتے ہیں کہ علم و عمل، ورع و زہد، شجاعت و کرم، جلالت و حبابت، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں اپنے معاصرین میں مولانا بابا سب سے ممتاز اور فائق نظر آتے تھے،

اس کے ساتھ اخلاص نیت گریہ و زاری، عشق، حسن اخلاق، اور عام فیض رسانی میں، اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر میں (حکیم عبدالحی) قسم کھاؤں کہ میں نے دنیا میں آپ سے بڑھ کر صاحب کرم و رحم اور دنیا و غیرہ سے بے تعلق اور کتاب و سنت کا تبع نہیں دیکھا تو میں حانث (جھوٹی قسم کھانے والا) نہیں ہوں گا اور اس کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا آپ سے بڑا عالم میں نے نہیں پایا۔ اور جہاں تک کشف و کرامات کا تعلق ہے وہ تو حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔(بحوالہ کسوٹی)

شب و روز کے مشاغل: درس تفسیر و حدیث، وعظ و نصیحت، دعوت و اصلاح، اذکار و اوراد، کثرتِ نوافل، ترویج شریعت و طریقت، اور خدمت خلق۔

وصال پاک: حضرت مولانا شاہ فضل رحماں کا وصال اس طرح ہوا کہ یکم ربیع الاول 1313ھ سے مزاج کچھ زیادہ ناساز رہنے لگا مگر کمال اتقا یہ تھا کہ ایک وقت کی بھی نماز باجماعت نہ چھوڑی، پھر ایک دن آپ کے سینے میں درد پیدا ہوا، جس سے خلش تکلیف اور بھی بڑھ گئی کہنے کو یہ بظاہر مرض تھا مگر باطن خدا سے ملنے کا بہانہ تھا۔

اسی حالت میں 22 ربیع الاول 1313ھ جمعہ کا دن آیا تو استغراق با حضرت حق اور بھی زیادہ ہو گیا آپ جناب احادیث کی یاد میں ان تکالیف کے باوجود تسبیح و تحلیل میں مصروف رہے غرض یہ کہ عصر و مغرب کے درمیان، مکان دنیاوی سے مکان اخروی میں انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون بعد غسل جو کفن آپ کو پہنایا گیا وہ آپ کے پیر و مرشد کا عطیہ تھا۔ آپ کا مزار پر انوار گنج مراد آباد شریف، ضلع اناؤ میں واقع ہے، جہاں سے آج بھی فیض رسانی کا سلسلہ جاری ہے۔

حوالہ: مذکورہ بالا "تعارف نامہ" رحمت و نعمت، افضال رحمانی، کسوٹی، نزہتہ الخواطر، اور اویسِ زمان، وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ ▪▪

باتیں حافظ ملت کی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

استاذ العلما، جلالۃ العلم ، حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور (متوفیٰ یکم جمادی الآخرہ 1396ھ/31 مئی 1976ء) چودھویں صدی ہجری کی اس عظیم شخصیت کا نام ہے جس کی زندگی کا لمحہ لحہ دین و شریعت کی تبلیغ و اشاعت اور مسلک اہل سنت و جماعت کی حفاظت و صیانت کے لیے وقف تھا، جنھوں نے اپنی زندگی کو اطاعت خداوندی و اتباع سنت نبوی کے سانچے میں ایسا ڈھال لیا تھا کہ آپ کو دیکھ کر سنت و شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ دلوں میں موجزن ہو جاتا تھا، ایک طرف آپ علم و فضل میں یکتا تھے تو دوسری طرف عمل و تقویٰ میں بھی کامل تھے۔ دین کی سربلندی کے لیے سعی پیہم، مخلوق خدا کی خدمت، دوست و دشمن کے لیے حلم و بردباری کے آپ پیکر تھے۔ اوقات کو بلا وجہ ضائع کرنا آپ گناہ سمجھتے تھے، کسی نے آپ کو بے کار نہ دیکھا ہوگا، حتیٰ کہ سفر میں بھی آپ ذکر الٰہی و تلاوت کلام ربانی میں رطب اللسان نظر آتے تھے، ٹرین میں سفر کر رہے ہوں یا بس میں یا پیدل، ہر وقت آپ کے لبہائے مبارک جنبش میں رہا کرتے تھے۔

آپ کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی تھی کے کٹر سے کٹر مخالف اور جانی دشمن تک کو برے لفظ سے یاد نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے لیے اصلاح کی دعا فرماتے، اسے غلط فہمی کا شکار بتاتے یا خاموش رہتے، البتہ دشمنانِ خدا اور رسول کے لیے شمشیر برہنہ تھے۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی مداہنت کو روا نہیں رکھتے۔

حضور حافظ ملت نے متعدّد بار فرمایا: "میں نے حضرت صدر الشریعہ سے علم بھی سیکھا اور عمل بھی، آج کل لوگ صرف علم سیکھتے ہیں۔" اسی عمل اور اخلاص کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ معاصرین میں بلا شبہ فائق و ممتاز گردانے گئے، بالکل ویسے ہی جیسے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے اقران میں ممتاز تھے۔

حضور حافظ ملت اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، اور مختلف النوع خصوصیات کے حامل، آپ ایسے عظیم شیخ الحدیث تھے کہ آپ کے دور میں سب سے زیادہ طلبہ آپ کے ہی درس دورۂ حدیث میں ہوا کرتے تھے۔ افسوس کہ آپ کی تحریرات درسی جمع نہ ہو سکیں، ورنہ ایک قیمتی علمی سرمایہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتا۔ میں نے اپنے دورۂ حدیث کے سال (89-1388ھ) میں بخاری شریف کے درس کی خاص خاصی تقریروں کو قلم بند کرنے کا اہتمام کیا تھا۔ مگر دو کاپیوں پر لکھی ہوئی یہ تقریریں سرقہ کا شکار ہو کر ضائع ہو گئیں، پھر دل ٹوٹ جانے کی وجہ سے مزید تقریریں نہ لکھ سکا۔

حضور حافظ ملت بہترین شیخ الحدیث تھے ، پوری بخاری شریف (مکمل دونوں جلدی ں) دورۂ حدیث میں ترجمہ و مختصر تشریح کے ساتھ ختم کراتے تھے۔ آج اس پر غور کیا جاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ یہ اہم کام کیسے حضرت انجام دیتے تھے، جب کہ تقریری پروگرامات کا سلسلہ بھی اچھا خاصا لگا رہتا تھا۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ رجب کے آخر میں بخاری شریف کی دونوں جلدیں ہم لوگوں نے ختم کر لی تھیں ، اس دور میں ہمارے کل رفقائے درس ایک کم چالیس تھے ، بخاری شریف کی قراءت حافظ ملت کے سامنے آسان نہ تھی، بہت غور سے حضرت اعرابی کیفیات پر توجہ فرماتے تھے، غلط عبارت پڑھ کر نکل جانا حضرت کے سامنے آسان نہ تھا، حتیٰ کہ حروف کی ادائیگی حسب قواعد تجوید (ضروری حد تک) پر بھی توجہ دیتے اور غلط پڑھنے پر سخت تنبیہ کرتے تھے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کوئی پیشہ ور مقرر نہ تھے مگر خطیبانہ جوہر اور عالمانہ وقار سے بھرپور تقریر فرماتے تھے ، اور ملک کے گوشے گوشے سے بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں مدعو کیے جاتے تھے ، ہر بڑی کانفرنس ہیں آپ کی شرکت لازمی تصور کی جاتی تھی۔ انکسار و تواضع اور خدمت دین و اشاعت حق کا ایسا جذبۂ صادقہ پایا تھا کہ بایں ہمہ کمال و خوبی چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی محافل میلاد شریف کے لیے مدعو کیے جاتے تو بلا تکلف منظور فرماتے

اور تشریف لے جاتے اور کبھی کبھی طویل مسافت پیدل چل کر بھی طے کرنی پڑتی تو اسے گوارا کرتے اور نذرانے کے طور پر جو کچھ ملتا اسے لے لیتے، کبھی کرایے سے بھی کم رقم پیش کی جاتی اور کبھی کچھ نہیں ملتا۔ جب بھی اشاعت حق کی راہ میں قوم کی یہ بے اعتنائیاں اور بعض پیشہ ور جلسہ کرانے والے ارکان کی زیادتیاں ان کے قدم کو ڈگمگا نہ سکیں، بالجملہ اخلاص فی الدین کا ایسا جوہر کامل اور استقامت کا ایسا کوہ گراں ڈھونڈنے سے ملنا مشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے بہت سے تلامذہ میں بھی آپ کی ان خصوصیات کا عکس نظر آتا ہے۔ بے نیازی اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ کھانے میں اور سواری کے سلسلے میں کبھی کوئی پسند اور خواہش کا اظہار نہیں فرماتے، جو ملتا کھا لیتے اور جس سواری پر سوار کرایا جاتا بلا تکلف سوار ہو جائے۔ کبھی میلوں سائیکل پر بیٹھ کر بھی سفر کرنا پڑتا تو اس کو بھی بہ طیب خاطر گوارا کرتے، چاہے خود کو زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی، اور جلسہ یا کوئی اور پروگرام ہوتا تو بعدِ اختتام جلد واپسی کی کوشش کرتے اور اس سلسلے میں داعی حضرات کی بہت ساری خواہشات کو بھی نظر انداز کر جاتے تاکہ دوسرے پروگرام میں فرق نہ آئے، اور تدریسی خدمات میں بھی نقصان کو کم سے کم کیا جا سکے۔ غرضے کہ مقررین و خطبا اور مبلغین و علما کے لیے اس حیثیت سے بھی آپ کی زندگی بہترین نمونہ بھی ہے۔

آپ باضابطہ کسی خانقاہی نظام سے وابستہ نہ تھے، نہ خود کوئی خانقاہ بنائی بلکہ آج کی بگڑی ہوئی خانقاہوں اور پیشہ ور سجادہ نشینوں کو اور ان سے ہونے والے دینی نقصانات کو دیکھ کر نہایت درجہ کڑھتے اور رنجیدہ ہوتے اور ایسی خانقاہوں کو فرماتے کہ ”یہ خانقاہ نہیں خواہ مخواہ ہیں“۔ لیکن آپ نے اسلاف کے کارناموں اور ان کے تربیتی نظام کو اپنی نگاہوں میں رکھ کر قوم کی ایسی روحانی تعلیم و تربیت کی کہ بڑی بڑی خانقاہیں ہوں اور بڑے بڑے سجادہ نشینوں کے مقابلے میں آپ کے کارنامے بدرجہا بھاری ہیں۔ آپ نے پیری مریدی کو کبھی پیشہ نہیں بنایا اور نہ ہی مریدین کی جیبوں پر کبھی نظر ڈالی، جس نے بھی روحانی تربیت کے لیے رجوع کیا آپ نے اس کی بھرپور رہنمائی فرمائی اور تربیت کا حق ادا کیا۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ نے جہاں علوم ظاہری کو فروغ دیا ہے، علوم باطنی کے جام بھی پلائے ہیں۔ آپ اکثر یہ شعر ارشاد فرماتے۔

ترے مے کدے میں کمی ہے کیا جو کمی ہے ذوق طلب میں ہے
جو ہوں پینے والے تو آج بھی وہی بادہ ہے وہی جام ہے

جو جیسا ذوق لے کر گیا اس کو ویسی ہی توجہ سے نوازا۔ حضور حافظ ملت کا مقام عرفان ہم تہی دامن کیا جانیں؟ آپ کی رفعت شان دیکھنی ہو تو عارف باللہ قطب عالم غوث زمن سرکار مفتی اعظم رضی المولیٰ عنہ کی آنکھوں سے دیکھا جائے۔ پہلی بار سرکار مفتی اعظم کی زیارت کا ناچیز کو شرف 1388ھ یا 89ھ میں اس وقت حاصل ہوا جب آپ دار العلوم اشرفیہ تشریف لائے۔ وہ ہم لوگوں کی طالب علمی کا دور تھا۔ سرکار مفتی اعظم حافظ ملت کی درس گاہ میں قیام فرما تھے، اتنے میں حضور حافظ ملت مفتیِ اعظم سے ملنے تشریف لائے۔ سرکار مفتی اعظم دور ہی سے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور حضور حافظ ملت کا حال یہ تھا کہ نہایت نیاز مندانہ انداز میں تیزی سے آئے، اور جھک کر قدم بوس ہو گئے، باوجودے کہ سرکار مفتی اعظم منع کرتے رہے اور ہاتھ سے بھی روکتے رہے مگر حافظ ملت علیہ الرحمہ قدم بوسی میں کامیاب ہو گئے، وہ عجیب روحانی اور پر کیف منظر تھا۔ ایک طرف حافظ ملت کا ادب دوسری طرف مفتی اعظم کا اعزاز اور ہر ایک اپنے اپنے مقصد کی بجا آوری میں بھرپور کوشاں۔ اس واقعہ سے ہم لوگوں کے دلوں میں سرکار مفتی اعظم کی جو عظمت بیٹھی وہ شاید لمبے چوڑے تعریفی جملوں سے بھی نہ بیٹھتی۔ دوسری طرف شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم نے حضور حافظ ملت کا جو اعزاز فرمایا اس سے آپ کی عظمت جو ہمارے دلوں میں تھی وہ دوبالا ہو گئی اور آپ کی جلالت و فضل کا جو سکہ ہمارے دلوں میں بیٹھا تھا اس کا نقش اور گہرا ہو گیا۔ یہیں سے حضور حافظ ملت کے روحانی مقام اور عرفانی بلندی کا پتا چلتا ہے۔

حضور حافظ مہ نے اپنی سادگی اور ایک اخلاص کی وجہ سے نہ تو اپنی درسی تقریروں کو نوٹ کرانے کا اہتمام کیا نہ ہی دیگر ارشادات و ملفوظات سے متعلق کوئی انتظام کیا۔ آپ کے تلامذہ و مریدین میں سے بھی کسی نے اس پر توجہ نہ دی جب کہ اگر آپ کے ارشادات و ملفوظات کو قلم بند کیا جاتا تو قیمتی ارشادات پر مشتمل ضخیم دفتر تیار ہو جاتا۔ راقم الحروف نے کچھ ارشادات و اقوال قلم بند کیے جسے مولانا اختر حسین فیضی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے اپنی کتاب ”ملفوظات حافظ ملت“ میں شامل کر لیا ہے۔ جو المجمع الاسلامی مبارک پور سے شائع ہو گئی ہے۔

◘◘◘◘◘◘◘◘◘

ذکر حافظ ملت

حافظ ملت قوم وملت کے عظیم معمار

محمد مدثر حسین اشرفی پورنوی

ماضی قریب میں جن بزرگوں نے اپنی پوری زندگی خدمت اسلام کے لیے وقف کردی، اور جن کے شب وروز قوم وملت کی اصلاح اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عمل میں بسر ہوئے، اور جو نونہالان اسلام کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کے لیے مدارس ومساجد کے قیام وترقی کے لیے شب وروز کوشاں رہے، ان میں ایک اہم نام جلالۃ العلم، استاذ العلماحافظ ملت علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ کا ہے، اختصار سے جن کے ذکر جمیل کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

حضرت حافظ ملت کے والدین کریمین اور آپ کے جد امجد شریعت مطہرہ کے از حد پابند تھے، سنت پر عامل تھے، قرآن شریف کی تلاوت سے بڑی محبت تھی، ایسے باشرع اور پاکیزہ ماحول میں اہل سنت وجماعت کے عظیم محسن، بے شمار علما وفقہا کے استاذ ومربی، حضور اشرفی میاں قدس سرہ کے محبوب نظر مرید وخلیفہ، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی کی ولادت باسعادت قصبہ بھوج پور ضلع مراد آباد اتر پردیش میں، 1312 ہجری مطابق 1894 عیسوی بروز دوشنبہ شریف کو ہوئی، چوں کہ حافظ ملت علمی وعملی اور پاکیزہ خاندان میں پیدا ہوئے، جہاں علم دین کے حصول کی بڑی تڑپ ہوتی ہے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کی، آپ کے والد کی دیرینہ خواہش تھی کہ میرا یہ لڑکا بڑا عالم بنے، اس تعلق سے حضور حافظ ملت خود فرماتے ہیں:

”بھوجپور میں کوئی بڑے عالم یا شیخ درویش تشریف لاتے تو والد صاحب مجھے ان کے پاس لے جاتے اور عرض کرتے حضور میرے اس بچہ کے لیے دعا فرمادیں، وہ دعا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری علیہ الرحمہ تشریف لائے ان کے پاس لے گئے اور عرض کیا میرے اس بچہ کے کے لیے دعا فرمادیں، مولانا شاہ سلامت اللہ قدس سرہ نے فرمایا حافظ صاحب میں سب کے لیے دعا کرتا ہوں مگر اس کے لیے تو آپ ہی کی دعا ہے اور فرمایا اولاد کے حق میں والدین کی دعا یا بد دعا نبی کی دعا یا بد دعا کا اثر رکھتی ہے“۔(حیات حافظ ملت)

جب حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں صدر المدرسین کی حیثیت سے تشریف لائے تو قریب قریب ہر سال حضور اشرفی میاں دار العلوم میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک بار جب آپ کی آمد ہوئی تو آپ نے حافظ ملت کو خلافت دینی چاہی لیکن آپ نے اپنی منکسر المزاجی کی وجہ سے عرض کی کہ حضور مجھ میں تو کچھ صلاحیت نہیں میں خلافت کیسے لوں؟ جواباً حضرت شیخ المشائخ نے یہ امتیازی تمغہ عطا فرمایا: ”داد حق را قابلیت شرط نیست“

اور خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔(حیات حافظ ملت)

علاوہ ازیں آپ کے استاذ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ نے بھی خلافت سے نوازا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت، کائنات کی سب سے عظیم دولت ہے، اس دولت سے دنیا وآخرت دونوں سنورتی اور کامیاب ہیں، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سچے عاشق رسول تھے، ایک عاشق کی دائمی دلی تمنا ہوتی ہے کہ گنبد خضریٰ کا حسین جلوہ اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ مگر محبوب دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا اس عاشق کو بھلا کب گوارا ہو کہ اپنی تصویر (پاسپورٹ بنانے کے لیے جو قانونی طور پر ضروری ہے) چھاپے۔ مگر ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یقین کامل دیکھیے؛ فرماتے ہیں: اگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غلام کو طلب فرمائیں گے، تو ساری رکاوٹیں دور ہوجائیں گی۔ دنیا نے دیکھا کہ وہ ساعت سعید آئی کہ بغیر فوٹو کھنچوائے آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کی۔ عشق اگر صادق ہو اور قلب میں خلوص وللٰہیت ہو تو تائید غیبی یقینی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے نمونۂ عمل ہے، ایک مومن کامل کے شب وروز سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی پیروی کرتے ہوئے بسر ہوتے ہیں، اس تعلق سے حضرت حافظ ملت کے شب وروز دیکھا جائے تو آپ کا لمحہ لمحہ عین سنت رسول پر عمل پیرا

ملتا ہے۔ ایک بار حضرت کے دائیں پاؤں میں زخم ہو گیا جس پہ دوا لگائی تھی، ایک صاحب دوا لے کر پہنچے اور کہا حضرت دوا حاضر ہے، جاڑے کا زمانہ تھا حضرت موزہ پہنے ہوئے تھے، حضرت نے پہلے بائیں پاؤں کا موزہ اتارا، وہ صاحب بول پڑے حضرت! زخم تو داہنے پاؤں میں ہے آپ نے فرمایا بائیں پاؤں کا پہلے اتارنا سنت ہے۔ وضو کرنے کے لیے بیٹھنا ہوتا تو قبلہ رُخ بیٹھتے، حضرت کا پاجامہ کبھی اتنا لمبا نہ دیکھا گیا کہ ٹخنہ چھپ جائے اور نہ ہی غیر ضروری طور پر اونچا کہ پنڈلی کھل جائے، سچ تو یہ ہے کہ آپ کی وضع اور لباس کا انداز دیکھ کر شرعی وضع سمجھ میں آجاتی تھی۔ (حافظ ملت نمبر)

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اہل سنت وجماعت کا عظیم ادارہ ہے، یہ ادارہ نہ صرف یہ کہ ملک عزیز ہندوستان میں مشہور ہے بلکہ بیرون ممالک بھی اس کی اچھی شناخت ہے، اس کی تعمیر وترقی نیز معیاری تعلیم وتربیت ملک اور بیرون ممالک میں غیر معمولی شہرت کے لیے حضور حافظ ملت قدس سرہ پوری زندگی فکر مند رہے، عمر کا اخیر حصہ جس میں عموماً لوگ آرام اور اہل خانہ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں، مگر اہل سنت وجماعت کا یہ عظیم سپہ سالار اس عمر میں بھی جامعہ کی تعمیر وترقی کی فکر کی، آخری ایام میں جب حضرت بیمار تھے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! اب کچھ روز مکمل آرام فرمالیں اور تبلیغی دوروں کو بند کردیں، اگر صحت رہی تو پھر یونیورسٹی کا کام ہوجائے گا- اس شدید علالت ونقاہت کے عالم میں اس جدوجہد کا اثر جسم پر اچھا نہ پڑے گا، حضرت کی دور بیں نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ وقت کم ہے اور کام زیادہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو آرام کرنے لگیں اور حیات مستعار کا سلسلہ ٹوٹ جائے، لہٰذا اس عرض پر لوگوں سے فرمایا، یہاں اونچ نیچ ہوش وحواس والے کو سمجھایا جاتا ہے اور میں تو الجامعۃ الاشرفیہ کے لیے عقل وہوش کی دنیا سے نکل کر جنون کی سرحد میں داخل ہو چکا ہوں اس لیے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا بلاوجہ لوگ مجھے کام سے روکتے ہیں اور کہیں جانے نہیں دیتے- بیمار اپنی حالت خود سب سے بہتر جانتا ہے جب میں خود کو صحت یاب پا رہا ہوں تو آپ لوگ کیوں بیمار بیمار کی رٹ لگا رہے ہیں۔ (حافظ ملت نمبر)

مختصر یہ کہ حضرت حافظ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کو عروج وارتقا کی منزل تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، آپ اپنے اس قول پر عامل تھے " زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام "۔ اللہ عزوجل ہم سب کو فیضان حافظ ملت سے مالا مال فرمائے آمین بجاہ اشرف الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- ■■■

(ص:10 کا بقیہ) ظلم وتشدد کا نشانہ بننے والے افراد اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے کوشش کرتے ہیں، حکمرانوں سے فریاد کرتے ہیں، لیکن کوئی فریاد رسی کرنے والا نہیں ہوتا، تو محض یہ سوچ کر دل کو تسلی دے لیتے ہیں کہ کبھی تو انصاف ملے گا، کبھی تو وہ دن بھی آئے گا کہ ظلم پرور اور جرائم پیشہ افراد اپنے انجام کو پہنچیں گے۔

اللہ رب العزت کی یہ شان نہیں کہ اس کے بندوں پر مظالم ڈھائے جائیں اور وہ ان کی فریاد رسی نہ کرے، وہی سب کی دعا سنتا ہے، وہی ظالموں کو سزا دے گا، وہی مظلوموں کو انصاف دلائے گا، وہی اپنے بندوں کے مابین فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا، انھیں کاموں کے لیے بعث ہوگا: فرمایا:

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ [سورۂ والتین:7-8]

کون سی چیز ہے جو تمھیں جزا کے انکار پر مجبور کررہی ہے، کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

بلاشبہ سب سے بڑا حاکم اور سب کے ساتھ انصاف کا فیصلہ کرنے والا اللہ ہی ہے، وہی اس بات پر قادر ہے کہ سب کو یکجا کرے، سب سے محاسبہ کرے، سب کے ساتھ انصاف کرے اور سب کو بدلہ دے۔ اسے اس کے ارادے سے کوئی پھیرنے والا نہیں، اس کے فیصلوں پر کسی کو لب کشائی کی جرأت نہیں۔ اس نے انصاف اور محاسبے کے لیے ایک دن مقرر کر رکھا ہے، کوئی مانے یا نہ مانے وہ دن آئے گا اور سب اس کے حضور حاضر کیے جائیں گے، اور ع اپنے اچھے برے اعمال کے مطابق سزا وجزا کے حق دار ہوں گے۔

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ جو رب ہر شے پر قادر ہے وہ بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے، جو رب آسمان وزمین کی تخلیق پر قادر ہے وہ بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے، جو رب انسان کو پہلی دفعہ بنانے پر قادر ہے وہ حساب وکتاب کے لیے اپنے بندوں کو دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

اگر بعث نہ ہو تو نہ ظالموں کو سزا ملے گی، اور نہ مظلوموں کو انصاف ملے گا، نہ کسی نیکوکار کو ثواب ملے گا، نہ کسی بدکار پر عتاب ہوگا، بلکہ تخلیق انسان کا کوئی مقصد ہی نہیں رہ جائے گا، اور اللہ کے لیے لغو وعبث لازم آئے گا، یہ تمام چیزیں اللہ کے لیے ناممکن اور محال ہیں، لہٰذا بعث ہوگا، سب کا ہوگا اور ضرور ہوگا۔ **(جاری)**

ذکر حافظ ملت

حافظ ملت علیہ الرحمہ کی حدیثی خدمات

عمران رضا عطاری مدنی (بنارس)

اللہ پاک نے جن برگزیدہ ہستیوں کو دین وسنت کی خدمت کے لیے چن لیا، اس مبارک جماعت میں ایک بڑا نام سیدی سرکار حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، آپ کی زندگی کا مقصد دین متین کی خدمت، سنت مصطفی کی اطاعت، درس حدیث کی اشاعت تھا، اسی مقصد کے پیشِ نظر آپ نے ہندوستان کی عظیم علمی درس گاہ بنام الجامعۃ الاشرفیہ (مبارک پور) قائم فرمایا، اور از خُود درجہ دورہ حدیث شریف میں حدیث کی سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے، اس مقالہ میں حافظ ملت کی مختصر حدیثی خدمات کا ذکر ہے، مکمل پڑھیں!

علم حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوال و افعال وغیرہ کے متعلق گفتگو کی جاتی ہے، حدیث بیان کرنے کے متعدّد فضائل و برکات ہیں، حدیث بیان کرنے زبانی ہو یا تحریری صورت میں، عوام و خواص میں احادیث کا درس دینے کے فضائل خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللہ امرءًا، سمِعَ منَّا حديثًا فحفظه حتى يُبَلِّغَه. (مسند احمد، ج:4، ص:162، رقم الحدیث:4157، دار الحدیث – القاهرة)

اللہ پاک اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی یاد رکھا حتیٰ کہ آگے پہنچادیا۔

اے عاشقان حافظ ملت!

دیکھا آپ نے کہ حدیث پاک روایت کرنے، بیان کرنے کے کتنے فضائل ہیں، حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں اس حدیث پاک پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش فرمائی۔

خدمت حدیث کو بنیادی طور پر دو حصہ میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1-تدریس 2-تصنیف

کثیر مصروفیات کی بنا پر آپ کی تصنیف میں زیادہ خدمات نہیں جب کہ تدریسی خدمات ایک بڑے عرصہ پر محیط ہے، ہزاروں طالبان علوم نبویہ کو حدیث کے جام پلا کر سرشار کرنا آپ کا نمایاں وصف ہے۔

آپ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے، بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ علامہ بدر القادری نے کہا:

افکار بخاری ہیں زباں سے تری جاری
سینہ ترا گنجینۂ عرفانِ خدا ہے
بیمار و علیل آج ہے سرکار کی امت
ہاتھوں میں ترے نعمت داروے شفا ہے

انداز تدریس:

حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کرنے اور پڑھانے میں مخاطب کے فہم کا لحاظ کیا کرتے ہیں، حدیث کو آسان پیرائے، سہل جملوں میں اس طرح بیان فرماتے کہ ہر شخص اچھے انداز پر حدیث کے معانی کو سمجھ لیتا تھا۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث إنما الأعمال بالنیات کی توضیح میں رقم طراز ہیں۔

تمام افعال و اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے۔ جیسی نیت ویسا ہی عمل، نیک نیتی سے عمل مقبول ہے باعث اجر و ثواب ہے، بد نیتی سے عمل مردود ہے، موجب عذاب و عتاب ہے۔ قول ہو یا فعل اَخذ ہو یا ترک، از قبیل عبادات ہو یا معاملات کسی عمل پر بھی اجر و ثواب کا حصول حسنِ نیت پر موقوف ہے، اصول دین میں یہ اصل عظیم اصل الاصول ہے۔ (حیات حافظ ملت، ص:351)

آپ کی حدیث دانی کا اعتراف کرتے ہوئے علما فرماتے ہیں:

• علامہ عبد اللہ خان عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ اعلیٰ درجہ کے ایسے محدث تھے، جنھوں نے چالیس سال کی طویل مدت تک درس حدیث دیا اور اس کے نکات و باریکیوں سے اپنے سیکڑوں تلامذہ کو مستفیض فرمایا۔

(حافظ ملت: ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص:38)

• علامہ یس اختر مصباحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ (حافظ ملت) بلند پایہ محدث، مفسر، مفتی، اصولی، کلامی، معقولی سبھی کچھ تھے اور ہر ایک کے شواہد موجود ہیں۔

• علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: آپ (حافظ ملت) نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام عام کرنے کے واسطے مختلف طریقے اختیار فرمائے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی ایسی توضیح وتشریح فرمائی، جو اخلاقی و روحانی بیماریوں کے لیے ایک تریاق کا درجہ رکھتی ہیں۔

(حافظ ملت: ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص:47)

درس بخاری کی ایک جھلک:

بزرگان دین کا طریقہ کار ہے کہ جب وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے یا حدیث پاک پڑھتے پڑھاتے ہیں تو حدیث کے مطابق ان کی کیفیت بن جایا کرتی ہے، جہاں عشق و محبت کی بات ہوتی وہاں جھوم اٹھتے، جہاں خوف خدا اور جہنم، عذابات الٰہی کا ذکر آتا تو خوفِ خدا سے لرز اٹھتے، آنکھوں سے اشک رواں ہو جاتے اور جہاں جنت کی نعمتوں کا ذکر ہوتا تو اللہ رب العزت سے جنت کا سوال کرتے، خود قرآن کریم پارہ 7، سورہ مائدہ، آیت نمبر 83 میں نے اس بات کو بیان فرمایا ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرآن سنتے وقت رونا، جھومنا اور کچھ پیارے کلمات کہنا جو مضمون آیت کے مطابق ہوں بہت بہتر ہے۔

(مرآۃ المناجیح، 87/2)

محدثین حدیث بیان کرتے تو ان کی کیفیت ہی بدل جاتی تھی چناں چہ امام المحدثین امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث بیان کرتے تو آپ پر رقت طاری ہو جایا کرتی تھی۔

جب حضرت سیّدُنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذِکر کیا جاتا تو آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل (Change) ہو جاتا اور کمر مبارک جھک جاتی۔ ایک دن حاضرین نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی اس کیفیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جو کچھ میں نے دیکھا ہے، تم دیکھتے تو مجھ پر اعتراض نہ کرتے۔ میں نے قاریوں کے سردار حضرت سیّدُنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب بھی کوئی حدیث پوچھی تو وہ عظمتِ حدیث اور یادِ رسول میں رو دیتے یہاں تک کہ مجھے ان کے حال پر رحم آنے لگتا۔ (الشفاء، 93/2، دار الفیحاء-عمان)

اب آئیے! حافظ ملت کے **اندازِ درسِ حدیث** ملاحظہ کریں!

حیات حافظ ملت میں ہے:

بالخصوص درس بخاری شریف کے دوران عشق نبوی اور محبت مصطفوی کے پیمانے چھلکا کرتے تھے اور آپ کی درس گاہ کا طالب علم حضور انور مالک خشک و تر کی محبت اور عشق میں سرشار ہو جاتا۔ جہاں آقا و مولا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تبسم پاک کا بیان آتا، حافظ ملت مسکرا اٹھتے اور درس گاہ کے در و دیوار پر انوار بکھر جاتے۔ رقت انگیز احادیث آتیں تو حافظ ملت کی پلکیں نور عشق نبی میں بھیگ جاتیں۔ جہاں سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی علالت اور بے قراری و بے چینی کا بیان آتا حافظ ملت بے چین نظر آتے، سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال پر ملال کا ذکر آتا تو حافظ ملت کے قلب پر کیا گزرتی۔ درس گاہ کے طلبہ وہ حالت و کیفیت محسوس کیے بغیر نہ رہتے۔

حافظ ملت کا نورانی سینہ محبت رسول کا گنجینہ تھا۔ انہی کا ذکر کرتے کراتے عمر گزری، انہی کے عادات و اخلاق سمجھتے سمجھاتے زندگی بسر ہوئی۔ انہی کی تعلیمات کے احیا میں حیات مستعار لگا دی۔ ان کے رگ و ریشے قلب و ذہن اور زبان و بیان ہر ایک میں آقا و مولا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی رچ بس گئے تھے۔ جب ذرا محبت کی آنچ لگتی عشق و محبت آنسوؤں کی صورت اختیار کر لیتے۔ اور حافظ ملت نہایت خاموشی اور سادگی سے اپنے رومال میں انہیں جذب کر لیتے۔

قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ کی مجلس ہو یا تقریر و وعظ کی محفل نعت حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نوا سنجی ہو یا مظاہر قدرت کا کوئی منظر حافظ ملت آقا و مولا کی محبت میں رونے لگتے تھے کیوں کہ حُبِّ نبی میں رونا بیدار بختوں کی خصوصیت ہے۔ (حیات حافظ ملت، ص:350)

حافظ ملت محدّثِ مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی اور ملی خدمات میں کثیر مصروفیات رہا کرتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کو باقاعدہ

تصنیف کا موقع نہ مل سکا، لیکن پھر بھی چند یادگار تصانیف ہیں، خود ارشاد فرماتے ہیں:

بِفَضْلِهٖ تَعَالیٰ تصنیفی صلاحیت مجھے ضرور ملی اور قلم کی قوت بھی۔ پھر فرمایا: کیا کہوں! بہر حال مجھے لکھنے پر قدرت تھی جس کا نمونہ المصباح الجدید، ارشاد القرآن، معارف حدیث وغیرہ ہیں لیکن قوت تصنیف کی باوجود ہمیشہ عوائق و موانع درپیش رہے اور مصروفیات نے گھیرے رکھا، جس کے باعث میں کچھ نہ لکھ سکا۔

(حیات حافظ ملت، ص:430)

حدیث کے متعلق حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ 1 معارف حدیث۔ 2 انباء الغیب۔ دوسرا رسالہ جو باقاعدہ حدیث پر تو نہیں مگر اس میں احادیث موجود ہیں۔

معارفِ حدیث:

علامہ بدر القادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

زیر نظر کتاب میں حضور حافظ ملت نے رواں دواں زبان اور شگفتہ اسلوب میں حدیث کے مختلف زاویوں کے جلوے دکھا کر عقائد و ایمان کو معطر بیزی و شادابی عطا کرتے ہوئے عبادات و اعمال کی تلقین کی ہے اور اس طرح مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے۔

اس کتاب کی بابت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

سمندر کو کوزے میں بھرنے کی کہاوت سنتے تھے، لیکن معارف حدیث اس کی جیتی جاگتی زندہ مثال ہے۔ حدیث کے ترجمے کے ساتھ اس پر عالمانہ و عارفانہ نکتہ آفرینی یہ صرف استاذ العلما جیسی بلند شخصیت کا کام ہے۔ (حیات حافظ ملت، ص:433)

انباء الغیب:

اس رسالہ میں ایک دیوبندی مولوی کے علم غیب مصطفی پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات، قرآنی آیات، احادیث، اقوال ائمہ کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں۔

درس بخاری لکھنے کا اہتمام: علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی حفظہ اللہ نے فون پر راقم سے ارشاد فرمایا: دوران طالب علمی جب حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف کا درس لیتے تھے، اسی زمانے میں، میں نے حضرت کا درس بخاری لکھنا بھی شروع کر دیا تھا، ایک کاپی مکمل اور دوسری نصف یعنی تقریباً 100 صفحات لکھ بھی چکا تھا، لیکن افسوس کہ وہ کاپی گم گئی، جس پر آپ نے بڑے افسوس کا اظہار فرمایا کہ میں نے جتنا لکھا تھا صرف وہی اگر میرے پاس موجود ہوتا تو میں اس کو شائع کر دیتا، لیکن افسوس کہ وہ ضائع ہو گیا۔

حضرت نعمانی صاحب کے اس واقعے میں طلبہ کے لیے بھی نصیحت ہے، انہیں چاہیے کہ اپنے اساتذہ کے دروس کو نوٹ کریں، لکھیں، بعد میں اس کی دہرائی کریں ان شاء اللہ اس کے بہت فوائد حاصل ہوں گے۔

تلامذہ کی خدماتِ حدیث:

حافظ ملت محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کی دو سب سے بڑی خدمات ہیں:

1 الجامعۃ الاشرفیہ کا قیام، 2 علما کی جماعت تیار کرنا۔

آپ نے ان دونوں کاموں کے لیے انتھک کوشش کی، رات دن دیکھے بغیر فقط خلوص للّٰہیت کے لیے کام کرتے رہے اور آج ایک زمانہ ان کی خدمات کا معترف ہے، ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے علما کی کثیر جماعت بالواسطہ حافظ ملت کی شاگردوں میں نظر آتی ہے، جبھی تو شرف ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: حضرت حافظ ملت قدس سرہ دنیائے سنیت میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے جنھوں نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں علما میں سنیت کا وہ درد اور سوز پھونک دیا کہ ان میں سے ہر ایک مسلک حق کا ترجمان اور مبلغ بن گیا۔ (حافظ ملت: ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص:47)

جیسا کہ ماقبل میں ہم ذکر کر چکے کہ تدریس اور جامعہ کی ذمہ داریوں کی بنا پر آپ زیادہ کتابیں نہ لکھ سکے، لیکن کتابیں لکھنے والوں کی وہ جماعت تیار کی جس سے ایک عالم مستفیض ہو رہا ہے، اگر الجامعۃ الاشرفیہ سے تیار ہونے والے صرف مصنفین و مؤلفین کو شمار کریں تو ایک دفتر درکار، مگر پھر بھی تمام کا احاطہ میں آجانا بظاہر ناممکن۔ آئیے حافظ ملت کے چند **تلامذہ در تلامذہ کی حدیثی خدمات** پر ایک نظر ڈالیں۔

1 شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی:

مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر مفتی، بلند پایہ محدث اور شارحِ حدیث تھے، آپ کی مختلف الجہات خدمات ہیں، حدیثی خدمات میں نُزہۃ القاری شرح صحیح البخاری قابل تعریف کام ہے، بخاری شریف کی شاندار، مختصر اور جامع شرح تصنیف فرمائی ہے، جو 4 ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

2 محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی:

آپ ایک عرصہ سے الجامعۃ الامجدیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، جہاں طالبان علوم نبویہ کو درس حدیث کے فیضان سے مالامال فرمارہے ہیں۔ آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ میں چند سال نائب شیخ الحدیث کا منصب بھی سنبھالا تھا۔ آپ کے دروس درس بخاری کے نام سے دو جلدوں میں شائع بھی ہے۔ آپ کی ایک کتاب بنام اختیارات مصطفی اور احادیث نبویہ بھی ہے، جس میں احادیث کی روشنی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیارات ثابت کیا گیا ہے۔

3 سراج الفقہا مفتی نظام الدین رضوی:

محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین رضوی مصباحی کئی سال سے الجامعۃ الاشرفیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، آپ کے درس حدیث میں حدیثی فیضان کے ساتھ فقہی رنگ بھی الگ ہی نوعیت کا ہوتا ہے جو دیگر سے ممتاز کردیتا ہے، آپ کی تصنیفات میں ایک بڑا نام کتاب احادیث صحیحین سے غیر مقلدین کا انحراف ہے۔ یہ اپنے موضوع پر شانداز اور نہایت محققانہ کتاب ہے۔

4 شارح مؤطا علامہ شمس الہدی مصباحی:

آپ جہاں ایک قابل استاذ و مفتی ہیں، وہیں جلیل القدر شارح حدیث بھی ہیں، آپ کی خدمات میں سب سے نمایا کام شمس السالک شرح مؤطا ہے، جو عربی زبان میں ۵ جلدوں پر مشتمل ہے، جب کہ ایک جلد کا مولانا عارف اللہ فیضی مصباحی اور مولانا نصر اللہ صاحب نے اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ دوسری کتاب بنام شمس الباری علی دروس البخاری ہے، جس میں ہر باب کا خلاصہ جامع الفاظ میں تفصیل سے بیان کیا ہے، آسان اور مختصر انداز میں احادیث کی شرح ذکر فرمائی ہے، یہ امام احمد رضا اکیڈمی سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کی ایک کتاب شمس الاربعین بھی ہے۔

5 محدث اشرفیہ علامہ صدر الوری مصباحی:

آپ کو علوم حدیث میں کامل مہارت حاصل ہے، فی الحال الجامعۃ الاشرفیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، آپ نے علامہ عبدالحی لکھنوی کی التعلیق الممجد پر التنبیہ المسدد علی ما فی التعلیق المجدد لکھی، اسی طرح ترمذی شریف کے خاص ابواب کی تقریرات ألمعي نامی شرح لکھی، اور جرح و تعدیل کے باب میں اردو زبان میں مختصر اور نہایت جامع کتاب بنام اصول جرح و تعدیل تصنیف فرمائی جسے طلبہ و علمانے کافی پسند کیا۔ اس طرح آپ کا ایک بڑا کام تعلیق علی أبواب مختارة من سنن أبي داود بھی ہے۔

6 علامہ عاقل مصباحی رضوی:

آپ نے حدیث کی سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری کی شرح لکھنے کا عزم مصمم فرمایا اور بحمدہ تعالیٰ اب تک اس کی سات جلدیں بنام امداد القاری شرح صحیح البخاری شائع ہوکر منظر عام پر آگئی ہیں۔ اس شرح کی تصحیح و نظر ثانی کا کام صدر العلما علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ نے انجام دیا ہے۔

7 مولانا بدر الدجیٰ الرضوی:

بخاری شریف کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح مسلم ہے، مولانا بدر الدجیٰ مصباحی نے اس کی شرح نگاری کا کام شروع فرمایا، جس شرح کا نام البیان المفہم شرح صحیح مسلم ہے، تین جلدیں شائع ہوچکی ہیں جب کہ چوتھی جلد اشاعت کی منتظر ہے۔

حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کو حضور سیدی سرکار امام اہل سنت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حدیث حاصل تھی، بحمدہ تعالیٰ راقم کو ایک واسطے سے حضرت حافظ ملت سے اجازت حدیث حاصل ہے۔

- حافظ ملت شاہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری
- علامہ محمد احمد مصباحی
- علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی
- راقم الحروف

اللہ پاک حضرت حافظ ملت شاہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر تجلیات کی بارشیں نازل فرمائے، اور حضرت کے علمی و عملی فیضان سے مالامال فرمائے۔

■■■■■

ذکرِ جمیل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مفتی محمد اعظم مصباحی مبارکپوری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سابقین اولین اور نبی کریم ﷺ کے قریبی صحابہ میں ہیں، آپ حضور ﷺ کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ کی سیرت طیبہ سے بے پناہ علم، زہد و تقویٰ، فقاہت، اور قربانی کی مثالیں ملتی ہیں۔ آپ کی زندگی کو اسلامی تاریخ اور سیرت کے مختلف پہلوؤں سے جاننا ہمیں دین کی گہری بصیرت اور محبتِ رسول ﷺ کا درس دیتا ہے۔

نسب اور ابتدائی زندگی:

آپ کا مکمل نام عبداللہ بن مسعود بن غافل الہذلی تھا۔

کنیت:

ابن ام عبد اور ابو عبدالرحمٰن تھی، والدہ کا اسمِ گرامی ام عبد تھا:

شجرہ نسب یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شیخ بن فار بن مخزوم بن صابلہ بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

آپ کا تعلق قبیلہ ہذیل سے تھا۔ مکہ مکرمہ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا تعلق ایک غریب خاندان سے تھا اور ابتدائی زندگی میں آپ مکہ کے رؤسا کے جانور چرانے کا کام کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا اور آپ کو نبی کریم ﷺ کے قریبی صحابیوں میں شامل کر دیا۔

اسلام قبول کرنے کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان ابتدائی چھ صحابہ میں شامل ہیں جنھوں نے آغاز اسلام میں اسلام قبول کیا۔ آپ کا ایمان لانا ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ ایک دن آپ پہاڑوں میں بکریاں چرا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے پانی مانگا، لیکن آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے ایک بکری کا دودھ دوہنے کی اجازت لی۔ جب آپ نے ایک ایسی بکری پیش کی جس نے پہلے بچے نہ دیے تھے کا تھن پیش کیا تو نبی کریم ﷺ کے معجزے سے فوراً اس بکری کے تھن سے دودھ بہنے لگا۔ اس واقعے سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی دل میں محبتِ رسول ﷺ پیدا ہوئی اور جلد ہی آپ نے اسلام قبول کر لیا۔

حبشہ اور مدینہ کی ہجرت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مکہ میں کفار کے مظالم سہتے رہے اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ آپ حبشہ کی پہلی ہجرت میں بھی شریک تھے۔ بعد میں مدینہ منورہ ہجرت کی اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔

قربانی اور جرأت کا مظاہرہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہایت بہادر اور جری صحابی تھے۔ آپ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر علی الاعلان قرآن مجید کی تلاوت کی۔ آپ نے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی، جس پر کفار قریش نے آپ کو شدید زدوکوب کیا، لیکن آپ قرآن کی تلاوت سے باز نہ آئے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو ساتھ لیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لائے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، پیارے آقا، مدنی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیر تک کھڑے ان کی تلاوت سنتے رہے، پھر فرمایا: جو شخص قرآنِ کریم کو ایسے پڑھنا چاہے جیسے نازل ہوا ہے تو وہ ابْنِ اُمِّ عَبْد کی طرح قراءت کرے۔

ایک روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو فرمایا: عبداللہ! مجھے قرآن سُناؤ! حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں سُناؤں؟ حالانکہ قرآن آپ پر نازِل ہوا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُورَۂ نِسَآء کی تلاوت کی، رسولِ رَحمت، شفیعِ اُمّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن سنتے رہے اور آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شِفا شریف میں ”عشقِ مصطفےٰ“ کی علامات کا شُمار کیا تو ان میں ایک علامت ”محبتِ قرآن“ لکھی کہ جو شخص قرآن سے محبت کرتا ہے وہی رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی محبت کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو یہ جاننا چاہے کہ اس کے دِل میں اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے یا نہیں، وہ دیکھے کہ قرآنِ مجید سے محبت کرتا ہے یا نہیں، اگر تو اس کے دِل میں قرآنِ مجید کی محبت ہے تو سمجھ لے کہ وہ اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

علم اور فقاہت:

آپ رضی اللہ عنہ کا شمار نبی کریم ﷺ کے سب سے بڑے فقیہوں اور محدثین میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے علم کی بارہا تعریف کی۔ آپ کے بارے میں فرمایا:

”تم قرآن کو ویسے سیکھنا چاہتے ہو جیسے نازل ہوا ہے تو عبد اللہ بن مسعود سے سیکھو“۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن مجید کے نزول، ناسخ و منسوخ آیات، اور احکام شریعت کی گہری سمجھ حاصل تھی۔ آپ فقہ کے امام سمجھے جاتے تھے، اور بعد میں کوفہ میں آپ نے لوگوں کو دین کی تعلیم دی۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت علقمہ، شریح قاضی اور ابراہیم نخعی جیسے بڑے علما شامل ہیں۔

محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قربت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نہایت قریب تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا پانی اور نعلین مبارک رکھنے کی خدمت بھی آپ کے ذمے تھی۔ اس قربت کی بنا پر آپ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت سے راز معلوم تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”عبد اللہ بن مسعود وہ صندوق ہیں جن میں علم کا خزانہ ہے“۔

کوفہ میں تدریسی خدمات:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کو کوفہ بھیجا گیا تاکہ وہاں لوگوں کو قرآن اور دین کی تعلیم دیں۔ آپ کی درسگاہ سے بڑے بڑے محدثین اور فقیہ پیدا ہوئے جنہوں نے اسلامی علوم کو آگے پہنچایا۔ آپ کے علم و زہد کی شہرت دور دور تک پھیلی، اور آپ کا طریقہ اجتہاد آج بھی اسلامی فقہ کے اصولوں میں شامل ہے۔

زہدو تقویٰ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دنیاوی خواہشات سے دور اور نہایت سادہ زندگی گزارنے والے تھے۔ آپ نے ہمیشہ قناعت اور زہد کو اختیار کیا اور دوسروں کو بھی دنیا کی محبت سے بچنے کی تلقین کی۔ آپ کا معمول تھا کہ راتوں کو تہجد میں قرآن کی تلاوت کرتے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لیے وظیفہ مقرر کرنے کی پیشکش کی، لیکن آپ نے دنیاوی مال کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی اہلِ بیت سے محبت:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آلِ رسول کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے: اہلِ مدینہ میں فیصلوں اور وراثت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص135)

وفات:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں 32 ہجری میں ہوئی۔ وفات کے وقت آپ مدینہ منورہ میں تھے۔ حضرت عثمان غنی نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ماٰخذ: بخاری، مسند امام احمد، الشرف المؤبد لآل محمد، اسد الغابہ، سیر اعلام النبلاء۔ ■■■

چراغِ خانہ

سوشل میڈیا استعمال کرتے وقت شعور و قار اور عقل کا بھی استعمال کریں

کلثوم اسلم

اس تیز رفتار دور میں، جہاں ٹیکنالوجی نے ہر شعبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، ہماری بہنیں اور بیٹیاں بھی سوشل میڈیا کا حصہ بن چکی ہیں۔

اس تیز رفتار دور میں، جہاں ٹیکنالوجی نے ہر شعبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، ہماری بہنیں اور بیٹیاں بھی سوشل میڈیا کا حصہ بن چکی ہیں۔ ان کی زندگی میں موبائل اور انٹرنیٹ ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے، اور اس تبدیلی کے ساتھ ہی ان پر بے پناہ ذمہ داریاں بھی عائد ہو گئی ہیں۔

ہمارے بزرگوں نے بیٹیوں کی تربیت ہمیشہ احتیاط اور محبت سے کی ہے۔ والدین نے اپنی زندگیاں اور اپنی عزت اپنی بیٹیوں کے سپرد کی ہے، تاکہ وہ اس امانت کی حفاظت کریں اور اپنی عزت کو بلند مقام تک پہنچائیں۔ آج کی بچیوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس اعتماد کو کیسے نبھاتی ہیں۔ سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے، انہیں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ اپنے وقار اور عزت کو کیسے بچا کر رکھیں۔

ہر دور میں بیٹیوں کی پرورش ایک مشکل اور نازک عمل رہا ہے۔ مائیں اپنی جوانیاں اپنی بچیوں کی پرورش میں کھپا دیتی ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد اپنی بیٹیوں کو ایک بہترین انسان بنانا ہوتا ہے۔ لیکن آج کا دور ایسی پیچیدگیوں سے بھرا ہوا ہے کہ ان ماؤں کو اپنی بیٹیوں کے مستقبل کی فکر ستاتی رہتی ہے۔ سوشل میڈیا نے رشتوں کی نوعیت بدل دی ہے، اور کچھ نام نہاد 'دوستی' یا 'محبت' کے پیغامات ایسے ہوتے ہیں جو بہنوں کو غلط راہوں پر ڈال سکتے ہیں۔

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر لڑکیاں اکثر ایسے پیغامات کا سامنا کرتی ہیں جو دل لبھانے والے ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے 'آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں'، 'میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں'، وغیرہ۔ ان میٹھے بولوں کے پیچھے اکثر شیطان کے بھیجے ہوئے لوگ ہوتے ہیں جو اعتماد حاصل کرنے کے بعد، لڑکیوں کو غلط کاموں میں دھکیل دیتے ہیں۔ اگر آپ کی عمر پچیس یا تیس سال ہو چکی ہے اور آپ ابھی تک رشتہ ازدواج میں نہیں بندھیں، تو اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ یاد رکھیں، رشتہ نکاح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا وقت بھی وہی مقرر کرتا ہے۔ اپنی خوشی اور سکون کو اللہ کی رضا میں تلاش کریں۔ اکثر لڑکیاں نکاح میں دیر ہونے پر سوشل میڈیا کے ذریعے رشتے ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ عمل بعض اوقات سنگین نتائج کا سبب بن سکتا ہے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایسے پیغامات اور لوگوں سے اجتناب کریں۔

بیٹیاں اور بہنیں اپنی عزت کی حفاظت کریں اور سوشل میڈیا پر کسی بھی قسم کے غیر ضروری پیغامات کا جواب دینے سے گریز کریں۔ سوشل میڈیا پر جو کچھ بھی آپ کرتی ہیں، اس میں شعور، وقار، اور عقل کا استعمال کریں۔ خاص طور پر ویڈیو کالز اور ذاتی پیغامات کے سلسلے میں حدیں مقرر کریں۔ سوشل میڈیا پر ہر رابطہ اعتماد کے قابل نہیں ہوتا، اور بعض اوقات یہ تعلقات بربادی کا سبب بن سکتے ہیں۔

اگرچہ سوشل میڈیا کا استعمال آج کی زندگی کا حصہ ہے، لیکن اپنی زندگی کے بڑے فیصلوں میں اللہ پر بھروسا رکھیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو ہمارے حق میں بہتر ہے، وہی ہمارے لیے پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں بہترین منصوبہ بندی کرنے والا ہے، اور ہمیں صبر و استقامت کے ساتھ اس پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کی بیٹیوں، بہنوں، ماؤں اور بیویوں کی عزت کی حفاظت فرمائے اور انہیں نیک راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

فکرونظر

لفظ ”امّی“ کی توضیح وتشریح

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر وبصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

✽ جنوری 2025 کا عنوان — جدید دنیا میں اسلامی تعلیمات کا نفاذ اور اس کے چیلنجز

✽ فروری 2025 کا عنوان — رمضان المبارک اور اسلامی مدارس

النبی الامی

مولانا سید سعادت علی قادری، ہالینڈ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاﰳ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ 001۵8(اعراف:158)

آپ فرمادیجیے بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف وہ اللہ جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، نہیں، کوئی معبود، سوائے اس کے، وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے، پس ایمان لاؤ، اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے، جو خود ایمان لایا ہے، اللہ پر اور اس کے کلام پر اور تم پیروی کرو اس کی تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

قرآن کریم نے نبی کریم علی الصلاۃ والتسلیم کو حکم دیا کہ، آپ تمام انسانوں کے لیے اپنی بعثت، رسالت عامہ کا اعلان فرمادیجیے اور پھر دعوت عام دی، خدا پر اور اس کے بھیجے ہوئے ”نبی امّی“ پر ایمان لانے کی، ان کی اتباع وپیروی کی، کہ ہدایت وکامرانی کا یہی واحد ذریعہ ہے۔

یعنی، جو نبی پچھلوں کی طرح کسی خاص دور، اور مخصوص قوم کا ہادی ورہبر نہیں، بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کی نجات اور فلاح بہبود اسی کے دامن سے وابستہ ہے، اس اعتبار سے اس کی ذمہ داریاں بہت زیادہ اور دائرہ کار بہت وسیع ہے، لیکن اس کی بڑی خوبی (مجبوری نہیں) یہ ہے کہ وہ، ”امّی“ ہے، نبی بھی ہے، اُمّی بھی ہے، بات بڑی عجیب سی ہے کیوں کہ، بنی کے معنی خبر دینے والا، ”نباء“ سے بنا ہے، جس کے معنی ”خبر“ ہیں، قرآن کریم میں ہے:

عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ 001 عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ 002 الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ 003(النباء:1–3)

وہ کس چیز کے بارے میں، ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں، کیا وہ، اس بڑی اور اہم خبر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، جس میں، وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں۔

پس معنٰی کا مقتضا یہ ہے کہ نبی ”علم والا“ ہو نبی ”امّی“ کیسے ہو سکتا ہے، یہ تو، تضاد ہے۔

نیز نبی کی ذمہ داری، بہت بڑی ہوتی ہے، وہ قوم کا رہبر ورہنما ہوتا ہے، قوم کو احکام الٰہی بتاتا، پیغام الٰہی سناتا، حکمت ودانش کی باتیں سکھاتا ہے، انسانیت کی اعلیٰ اقدار کی تعلیم دیتا ہے، نبی کی بتائی ہوئی ہر بات پر عمل کرنا قوم کے لیے لازمی ہوتا ہے۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء:64)

اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسی لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے۔

پس منصب نبوت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نبی، علم والا ہو جب کہ وہ نبی جس کی ذمہ داریاں دیگر انبیا سے بہت زیادہ ہیں، ان کی

رسالت عام ہے، سب کے سردار بھی ہیں، اور آخر بھی کہ اب ان کے بعد کوئی نہیں آنے والا، دروازۂ نبوت بند ہو چکا۔ اب تو قیامت تک آنے والوں کو صرف انھی کی بات ماننی ہے، انھی پر ایمان ذریعۂ نجات ہوگا۔ انھی کی اتباع و پیروی سے کامیابی و کامرانی ہے، امن وسکون کی زندگی انھی کے دامن سے وابستہ ہے۔ خدا تک رسائی کا یہی واحد سہارا ہیں؛ لیکن عجیب بات ہے "اُمّی" ہیں۔

"اُمّی" کے معنیٰ ان پڑھ کے ہیں۔ "امّ" سے بنا ہے جس کے معنی اصل کے ہیں۔ "امّی" یعنی وہ شخص جو اپنی اصل پر رہا، جیسا پیدا ہوا ویسا ہی رہا، نہ دنیا کے استادوں سے کچھ سیکھا، نہ کتابوں سے پڑھا، ان پڑھ ہی آیا، ویسا ہی رہا، ویسا ہی گیا، اہل عرب اکثر ان پڑھ ہی تو تھے جن میں نبی مبعوث ہوئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ .(جمعہ:2)

وہی اللہ جس نے امّیوں میں ایک رسول انھی میں سے مبعوث فرمایا "امیین" کا نبی بھی امی تو وہ ان پڑھوں کی راہنمائی کیسے کرے گا؟ انھیں تو نور علم کی ضرورت ہے کہ وہ تاریکی سے نکل سکیں پس نبی کا امی ہونا بڑا ہی عجیب ہے۔

واقعی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم "اُمّی" ہی ہیں، کون انکار کر سکتا ہے، قرآن نے اعلان کیا ہے، متعدد بار آپ کو "اُمّی" کہا ہے۔ جب بھیجنے والا ہی "اُمّی" کہتا ہے تو ہم کیسے انکار کر سکتے ہیں؟ ملکہ کا بچہ بچہ جانتا اور مانتا ہے کہ عبد اللہ کا یتیم بیٹا، آمنہ کا جگر گوشہ، عبد المطلب کا پوتا، ابوطالب کا بھتیجا جو قریشی ہے، ہاشمی ہے، باپ اور ماں دونوں ہی کی طرف سے اعلیٰ خاندان والا اچھی نسل والا ہے، لیکن "اُمّی" ہے کبھی کسی نے ان کو مدرسہ و مکتب جاتے نہ دیکھا۔

مکہ میں فصحا اور اہل زبان کم نہ تھے لیکن کسی نے کہا کہ آج کا نبی کل تک ہمارا شاگرد تھا، کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد ہونے کا دعویٰ کرتا۔ سب نے مانا کہ وہ "امی" ہیں، نہ لکھ سکتے ہیں، نہ پڑھ سکتے ہیں۔

نبی امّی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے کلام الٰہی سنا تو انکار کیا، حکمت و دانش کی باتیں سنیں تو مجنون و دیوانہ کہا، اس ہی لیے کہ امّی سے کون ایسی باتوں کی توقع کر سکتا ہے؟

ہم ہرگز انکار نہیں کرتے، مانتے ہیں، اور فخر کے ساتھ مانتے ہیں کہ جس کی غلامی کا ہمیں شرف حاصل ہے وہ "امّی" ہے، لاکھوں سلام ہوں نبی ہاشمی امی لقب پر۔

ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ ان کا "امّی" ہونا بڑا عجیب کہ یہ ان کا معجزہ ہے اگر عجیب نہ ہوتا تو معجزہ کیسے ہوتا؟ پھر منکرین کو ان کی تلاوت آیات، تعلیم کتاب وحکمت پر حیرت کیسے ہوتی۔ بلا شبہہ ان کا امی ہونا بہت ہی عجیب ہے، بہت بڑا معجزہ ہے، دلائل نبوت میں سے ایک اہم دلیل ہے جس نے اس کو سمجھ لیا اس کے لیے ایمان قبول کرنا مشکل نہ رہا۔

ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ امّی ہونا، ان پڑھ ہونا کوئی خوبی نہیں ، مدح نہیں عیب ہے، لیکن امیین کے لیے، رسول کے لیے نہیں، ہرگز نہیں، یہ قاعدہ کلیہ غلط ہے کہ ایک عیب سب ہی کے لیے عیب ہو، دھوکا کتنا بڑا عیب ہے لیکن مجاہد کے لیے نہیں، دشمن پر غلب حاصل کرنے کے لیے، یہی عیب مجاہد کا کمال ہے۔ کسی کو قتل کرنا، تکلیف پہنچانا بلا شبہہ عیب ہے لیکن قاتل کو قتل کرنا، چور کے ہاتھ کاٹ دینا، مجرم کو سزا دینا، ہرگز عیب نہیں، پس ہر عیب سب کے لیے عیب نہیں۔

امی ہونا ضرور عیب ہے لیکن میرے رسول کے لیے نہیں، کیا تکبر عیب نہیں؟ بہت بڑا عیب ہے، متکبر کی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی، خدا تکبر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (الزمر:72)

انھیں کہا جائے گا۔ داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں سے کہ تم سب ہمیشہ اسی میں رہو گے پس مغروروں کا کتنا برا ٹھکانہ ہے۔

کتنا بڑا عیب ہے تکبر، لیکن صرف انسانوں کے لیے، خدا کے لیے نہیں۔ اس کی خوبی ہے، اس کی شایان شان ہے، جیسا کہ۔

عن ابي هريرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهَ تَعَالَى الكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِيْ فَمَنْ نَا عَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَدْخَلْتُهُ النَّارَ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تکبر میری چادر ہے اور بڑائی میرا تہ بند، جس نے کسی ایک کو بھی ان میں سے چھیننا چاہا میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔(مسلم)

متکبر ہونا ہمارے لیے یقیناً عیب ہے، لیکن خدا کے اسمائے حسنیٰ میں ایک نام متکبر ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَـبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ (الحشر:23)

اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب کا بادشاہ نہایت مقدس، سلامت رکھنے والا، امان بخشنے والا نگہبان، عزت والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر ہے۔

پس اُمی ہونا عیب ہے، لیکن عام انسانوں کے لیے، رسول کے لیے ہرگز نہیں، رسول کے تو عین شایان شان ہے، کیوں کہ منصب رسالت کی ذمہ داریاں اتنی بڑی اور اتنی دشوار ہیں کہ ان کو دنیا والوں سے علم حاصل کر کے پورا نہیں کیا جاسکتا، اس کے لیے توسیع علم ناگزیر ہے۔

مقام نبوت کوئی ایسا مرتبہ یا عہدہ نہیں جو انسان کو اپنی کوشش و کاوش یا محنت سے حاصل ہوتا ہو، نہ ہی اس کی بنیاد علم، تقویٰ یا پرہیز گاری ہے بلکہ یہ خالصتاً خدائی عطیہ ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی عالم ارواح میں ایسی روحوں کو منتخب و متعیّن فرمادیا جن کو مقام نبوت دینا مقصود تھا، حتیٰ کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرانے، ان کی عظمت کو اجاگر کرنے اور ان کی قیادت وسیادت منوانے کا عہد بھی تمام انبیاے کرام علیہم السلام سے عالم ارواح ہی میں لیا گیا:

وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَـنۡصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰ لِكُمۡ اِصۡرِىۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ ۞

(آلِ عمران:81)

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیا سے پختہ وعدہ لیا کہ جب میں تمھیں کتاب وحکمت دوں پھر تمھارے پاس وہ رسول تشریف لائے، جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمھارے پاس ہو تو تم ضرور ایمان لانا اس پر، اور اس کی ضرور مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ اٹھا لیا، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا تم گواہ رہنا اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے لیے مقررہ دور میں اس کی مخصوص امت کی طرف مبعوث فرماتا رہا، یہاں تک کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی، ان کے بعد نہ کوئی آیا نہ آسکتا ہے، نہ وہاں کوئی باقی رہا جو آئے اور جس کو زندہ واپس بلا لیا وہ اپنی عمر طبعی پوری کرنے اور خدا کی قدرت کا کرشمہ دکھانے ضرور آئے گا، لیکن نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ سید الانبیاء کے امتی کی حیثیت سے، انھی کا کلمہ پڑھتے ہوئے آئے گا، انھیں کے دین کی خدمت کرتا ہوا آئے گا۔ اور اس عہد کی تکمیل کا شرف حاصل کرے گا، جو اس نے دیگر انبیاء علیہ السلام کے ساتھ عالم ارواح میں کیا تھا۔ وہ واحد انسان ہے جس کو نبی اور سید الانبیا کا امتی ہونے کا شرف ملا۔

غرضے کہ نبوت انسان کا اپنا حاصل کردہ منصب نہیں جس کی عظیم ذمہ داریاں انسان کے اپنے حاصل کردہ علم سے پوری ہو سکیں، یہ تو خدائی عطیہ ہے، اس کے لیے خدائی صلاحیتوں ہی کی ضرورت ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا کو مبعوث فرمانے سے پہلے ہی ان کی ضرورت کے مطابق تمام صلاحیتیں بھی عطا فرمائیں، یہاں تک کے کوئی نبی کسی اعتبار سے امتی کا محتاج نہ رہا اور نہ ہی وہ اپنی کسی صلاحیت میں امتی کسی بھی طرح کم رہا کہ نبوت کے اعلیٰ منصب کے شایان شان نہیں۔

بلا شبہ نبی کا امی ہونا عجب بات ہے لیکن عیب ہرگز نہیں کہ اگر نبی کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے نبوت عطا فرمانے والا رب علم عطا نہ فرماتا تو امی ہونا ضرور عیب ہوتا؛ لیکن رب نے تو نبی پر یہ کرم فرمایا کہ اسے اس دنیا کے ناقص علم والے استادوں اور کتابوں سے بے نیاز کر کے "امی" ہی رکھا لیکن خود ایسا علم عطا فرمایا کہ ہر نبی اپنی امت کا "معلم" بنا ایسا معلم کہ کسی نبی کے علم کا مقابلہ اس کا کوئی امتی نہ کر سکا۔ ایسا معلم کہ علم کا نور صرف نبی کی تعلیم کے ساتھ خاص ہو گیا کہ جس نے بھی مدرسۂ نبی کو چھوڑ کر دنیا والوں سے علم حاصل کیا وہ بھٹکتے ہی رہے، منزل نہ پا سکے اس ہی لیے نبی کی اتباع و پیروی ذریعہ ہدایت قرار پائی۔

بہرکیف سنت الہیہ یہ قائم ہوئی کہ اس نے اپنے ہر نبی کو دنیا اور کتابوں سے آزاد اور الفاظ وحروف کی پہچان وتحریر کے استادوں سے بے نیاز کر کے اس کی ضرورت اور مرتبہ کے مطابق خود ہی علم عطا فرما دیا، پس لفظ نبی کے معنی کا اقتضا بھی پورا ہو گیا اور منصب نبوت کے تقاضا کی بھی تکمیل ہوگئی اور نبی امی ہی رہا۔ کیسا قابل تعریف و مدح ہے نبی کا امی ہونا، عیب ہرگز نہیں۔

ہر نبی کو اس ہی سے علم ملا جس سے تاج نبوت ملا لیکن میرے رسول "النبي الأمی" کی بات ہی نرالی ہے، نہ کسی کو ان جیسی نبوت ملی

نہ ان جیسا علم نبوت، ایسی کہ جس کا دائرہ اولین وآخرین تمام نوع انسان کا احاطہ کیے ہوئے، تو علم ایسا کہ اس کی کنہ وتہ کا پتہ لگالینا کسی امتی کے بس کی بات نہیں، بس دینے والے نے جتنا بتادیا ہمیں اتنا ہی پتا ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء:113)

اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

ہے کوئی دنیا کا استاد جو اتنا دے سکے، بھیجنے والے نے اتنا دیا کہ "امی" نے پچھلوں کا حال بھی بتایا، اگلوں کا بھی۔ جو ہو چکا اس کو بھی جان لیا اور جو ہوتا رہے گا وہ بھی معلوم ہو گیا، وہ آسمانوں کے اوپر کی باتیں بھی جان گئے اور زمین کے نیچے کی بھی، "امی" ہیں لیکن کوئی جھجک نہیں کہ "معلم" ہونے کا دعوی کریں۔

"اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا." "بے شک میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

امی بھی اور معلم بھی! کوئی حیرت نہیں، جس نے بھیجا اس ہی نے سکھایا۔ اس نے گوارا نہ فرمایا کہ اس کا بھیجا ہوا کسی کا شاگرد کہلائے دوسروں سے علم کی بھیک مانگ کر نبوت کی اہم ذمہ داریوں کو پورا کرے اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنے نبی کو کسی بھی معاملہ میں دنیا والوں کا محتاج نہ بنایا۔

دشمن کا ڈر ہوتا ہے تو لوگ کیسے محافظین کے محتاج ہوتے، نہ جانے کس کس کی پناہ تلاش کرتے اور کیسی کیسی حفاظتی تدابیر اختیار کرتے ہیں، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دشمنوں کی یلغار کس پر ہوئی، لیکن بھیجنے والے نے کسی کا محتاج نہ کیا، خود اعلان فرمایا، وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں سے۔ (المائدہ:67)

لوگوں نے کیا کچھ نہ کیا اور کیا کچھ نہ چاہا لیکن بھیجنے والے نے ایسی حفاظت کی کہ بال بیکا نہ کر سکے۔ ہجرت کی شب جب چاروں طرف سے گھیراؤ ہو چکا تو کس نے حفاظت کی؟ غار ثور کے منھ پر دشمن آکھڑے ہوئے تو ان کے منھ کس نے پھیرے؟ غزوۂ احد میں دشمن ٹوٹ پڑے تو کس نے بچایا؟ کیا میرے نبی نے کبھی کسی کو مدد کے لیے پکارا؟ انھوں نے تو پہاڑوں کے فرشتے کی پیش کش کو قبول نہیں کیا، وہ کسی کے محتاج کیوں ہوں؟ بھیجنے والا جوان کا کفیل ہے۔ وہ ہمارا بھی کفیل ہے، کوئی شک نہیں لیکن واسطوں اور وسیلوں سے۔ نبی کا کفیل بلا واسطہ بلا وسیلہ، نبی تو واسطہ و وسیلہ بنے، سہارا دینے آئے، واسطہ، وسیلہ لینے اور سہارا مانگنے نہیں۔

پس حصول علم میں وہ کسی محتاج کیوں رہے؟ بھیجنے والے نے "امی" ہی رکھا اور خود اتنا دیا کہ کوئی اور کیا دیتا، نبی کو دینے کے لیے کسی کے پاس کیا رکھا ہے، سب تو اس کے در کی بھکاری ہیں، شاہ ہوں یا گدا سب ہی نبی سے مانگتے ہیں۔

اللہ یعطي و انا قاسم اللہ دیتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔

نہ دینے والے کے خزانہ میں کس چیز کی کمی، نہ بانٹنے والے کے، وہ دیتا ہے یہ بانٹتے ہیں، سب ان سے ہی مانگیں، جو چاہیں مانگیں، یہ دیں گے، دینے ہی کے لیے تو آئے ہیں۔ بھیجنے والے نے اپنے علم کا خزانہ بھی ان پر کھول دیا ہے، ہر قسم کا علم دیا ہے، دنیا کا بھی، دین کا بھی۔ دنیا کی کامیابی چاہو تو ان کے علم سے رہنمائی حاصل کرو، آخرت کی نجات چاہو تو انھی کے علم سے استفادہ کرو۔

اب جو علم کا متلاشی ہے، آئے اس امی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں علم سیکھے، ایسا علم جس کا نور کبھی نہ بجھنے پائے، ایسا علم جس سے کائنات کے سارے حجاب اٹھ جائیں، سارا عالم روشن ہو جائے، دنیا کی ساری عظمتیں سمٹ کر قدموں میں آپڑیں، آخرت کی نجات کی ضمانت مل جائے۔ جسے نور علم لینا ہے، آئے وہ اس "امی" کے قدموں میں، غریب ہو تو امیر ہو جائے، غلام ہو تو آقا بن جائے، غیر مہذب، مرکز تہذیب بن جائے، بدو، حکمراں بن جائے، امی ہو تو معلم بن جائے، بڑی تاثیر ہے اس امی کی تعلیم میں۔

"امی" امیوں میں مبعوث ہوا تو جاہلوں نے اس کو "امی" ہی جانا۔ اس نے خدا کی آیات سنائیں تو انھوں نے انکار کیا، اس نے حکمت و دانش کی باتیں بتائیں تو انھوں نے مجنون و دیوانہ کہا اس نے ان درندہ صفتوں کو مہذب انسان بنانا چاہا تو انھوں نے اینٹ و پتھر سے جواب دیا۔

لیکن نبی امی جو علم بن کر آیا تھا وہ بارہ سال تک مصائب وآلام سے پُر ناسازگار ماحول میں تعلیم دیتا رہا۔ ظلم و ستم کرنے والے تھک جاتے، پر وہ ایک دن نہ تھکا، کیسے تھکتا؟ نہ تو اس نے دنیا والوں سے علم حاصل کیا تھا اور نہ ہی وہ دنیا کے کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تعلیم دیتا تھا، اس نے جس سے علم لیا بس اس ہی کی رضا کے لیے وہ اپنا کام کرتا رہا اور پھر اس ہی نے مدد کی۔

جب مدد کا دروازہ کھلا تو خوب مدد ہوئی، اس معلم کے مکتب

میں علم کے پیاسے آنا شروع ہوئے، ایک نوجوان نے پہل کی، آگے بڑھ کر شمع علم تھاما تو وہی علم کا دروازہ بنا-"أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلى بابها" میں شہر علم، اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

پھر اس مکتب امی میں خوش نصیب داخل ہوتے ہی رہے شمع علم نے انھیں ایسا منور کیا کہ ہمیشہ کے لیے چمکتے دمکتے تارے بن گئے۔"اصحابی ک النجوم"میرے صحابہ چمکتے تارے ہیں۔

اور چند ہی دن گزرے، مبتدی امی انتہا کو پہنچے اور امت مسلمہ کے مقتدا قرار پائے۔

تاریخ شاہد ہے، احادیث کے اوراق ناطق ہیں کہ اس معلم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیسے لوگوں کو کیسا بنا دیا، جو کچھ نہ تھے انھیں کیا کچھ نہ کر دیا۔ حبشی غلام بلال رضی اللہ عنہ نے موذن اول بن کر اللہ اکبر کی صدا ایسی بلند کی کہ آج تک گونج رہی ہے اور کوئی قوت نہیں جو قیامت تک بلال کی اس آواز کو دبا سکے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے سب سے بڑے مفسر قرار پائے، 848/ احادیث کے راوی ہوئے، علم وحکمت کا ایک عظیم پہاڑ تھے، کوفہ میں قیام کے دوران اہل کوفہ کے ہر گھر میں شمع علم کو ایسا روشن کیا کہ کوفہ نور علم سے چمک اٹھا اور اہل علم کی بستی بن گیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے محدث کہ کوئی ان کی روایت حدیث کا مقابلہ نہ کر سکا، کسی صحابی کو کسی حدیث میں شک ہوتا تو ابوہریرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تسلی کر لیتے، آپنے کل 5364 احادیث بیان کیں، شاید ہی حدیث کی کسی کتاب کا کوئی ورق ہو جو ابوہریرہ کے نام سے خالی ملے۔

حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم نبی امی کے خلفا قرار پائے جنھوں نے اپنے ادوار میں صرف امور خلافت ہی کو بحسن و خوبی انجام نہ دیا بلکہ دنیا کو حکومت کرنے اور ملک کا نظم ونسق چلانے کا ڈھنگ سکھا گئے، ہر کوئی جانتا اور مانتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی مملکت کے حدود دکتنے وسیع وعریض تھے، آج تک کسی ملک کے حدود دور فاروق اعظم کی مملکت اسلامیہ کا مقابلہ نہ کر سکے، آج کی دنیا کے یہ چھوٹے چھوٹے ملک کیسی بدامنی اور بدحالی کا شکار ہیں، وسائل کی کمی نہیں، پھر بھی حکام کے بس میں کچھ نہیں، رابطہ کے لی آلات کی کمی نہیں پھر بھی حکام کو اپنی قوم کی خبر نہیں، وہ کیا جانیں کون بھوکا سویا، کون سوتا مر گیا؟ انھیں کیا خبر کس کی دولت لٹ گئی کس کی عزت وآبرو پر ڈاکہ پڑ گیا۔ یہ حکام تو بڑی بڑی یونیورسٹیوں سے پڑھ کر آتے ہیں، انھوں نے کتنے استادوں سے پڑھا اور نہ جانے کتنی کتابوں کا مطالعہ کر ڈالا لیکن کیا کیا اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟ استاد بھی ناقص، خود بھی ناقص اگر کسی کو کچھ بننا تھا تو نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوتا، ان کے علم سے فیضیاب ہوتا تو بن جاتا، ایسے ہی جیسے فاروق اعظم بن گئے۔ دیکھو وہ کیسے بنے کہ مسجد نبوی کے فرش پر بیٹھے دنیا کے سب سے بڑے حصہ پر حکومت کر رہے ہیں، کیا مجال کہیں کچھ ہو جائے اور کچھ ہو تو اس کی خبر امیر المومنین کو نہ ہو، اگر رات کی تاریکی میں کوئی دودھ میں پانی ملائے تو عمر جان لیں، اگر بھوک سے کسی کے بچے بلبلائیں تو عمر کو پتہ چل جائے، اگر لشکر اسلام کا سردار ذرا غلطی کرے تو امیر المومنین اس کو متنبہ کریں رنگ نسل، زبان و مذہب کی تفریق کے باوجود پوری قوم کو اللہ کی رسی میں ایسا جکڑا ہوا ہے کہ معاشی بدحالی ہے نہ سیاسی افراتفری، بسا امن ہے، اسکون ہے، سب آرام کی نیند سوتے ہیں اور محنت کی روزی کماتے ہیں۔

غرضیکہ جو اس مکتب میں آیا وہ کیا کچھ نہ بنا، بننے والے بعد میں بھی بنتے رہے اور قیامت تک بنتے رہیں گے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام حنبل، امام ابو یوسف، امام بخاری، امام غزالی اور نہ جانے کون کون، تاریخ اسلام قابل فخر مقدس ہستیوں کے ناموں سے بھری پڑی ہے، یہ سب کچھ تھے یا نہیں، ضرور تھے۔ کوئی انکار نہیں کرتا، سب ان کا احترام کرتے ہیں، سب ان کے گن گاتے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کیسے بنے، سوچتے تو ضرور وہیں پہنچتے جہاں سے یہ سب بنے۔ افسوس ہم ہی نہ بنے اور نہ بن سکتے ہیں۔ کیسے بن سکتے ہیں ہمیں تو نبی امی صلی اللہ علیہ سلم کی تعلیمات سے نفرت ہے، ہم تو ان مدرسوں کو حقیر جانتے ہیں، جو آج بھی نبی امی صلہ اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا گہوارہ ہیں الہ علی ہم تو ان لوگو کو خوار سمجھنے لگے جو آج بھی علم نبوی کے وارث ہیں، ہم تو ان کی صحبت میں بیٹھنا یا اپنے بچوں کو ان سے پڑھوانا کسر شان جانتے ہیں، تو ہم کیا بن سکتے ہیں؟ ہم تو مغربیت زدہ یونیورسٹیوں ہی کو مرکز علم مانتے ہیں، ہم مغربی تہذیب کی تقلید ہی کو اپنی ترقی کا ذریعہ کہتے ہیں، ہم غیروں کے در سے بھیک مانگنا اپنے شایان شان سمجھنے لگے تو ہم کیا بن سکتے ہیں، جو خود کو نہ بنا سکے وہ ہمیں کیا بنائیں گے۔ یقین کیجیے ہمیں ترقی کی منزل تک وہی پہنچا سکتا ہے جس نے امیوں کو بام عروج پر پہنچا دیا، امن وسکون کی زندگی اسی کی تعلیمات سے نصیب ہو سکتی ہیں جس نے جاہلوں، ظالموں، لٹیروں، اور ڈاکوؤں کو امن وسکون سے رہنے کا ڈھنگ سکھا دیا۔

"لفظِ اُمّی" اور اس کے معانی ومفاہیم

مولانا محسن رضا ضیائی

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو بے شمار فضائل وکمالات کا جامع بنایا اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی شان کے لائق اوصافِ حمیدہ اور القابِ محمودہ بھی عطا فرمایا، جو قرآن کریم اور صحفِ آسمانی تورات، زبور اور انجیل میں مذکور ہیں۔ آپ کے القاب کو اس قدر شہرت و مقبولیت حاصل تھی کہ اہلِ مکہ آپ کو کبھی صادق تو کبھی امین کے معزز القاب سے یاد کیا کرتے تھے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے صفاتی ناموں کو اسمِ بامسمیٰ بناکر لوگوں کے سامنے پیش کیا، جس سے اپنے تو اپنے دشمنوں نے بھی آپ کے القاب کا اعتراف کیا۔

آپ کے القاب میں ایک اہم لقب "اُمّی" بھی ہے، جس پر معترضین اعتراضات کرتے آئے ہیں، حالاں کہ علما و مفسرین نے اس کے معقول اور مدلّل جوابات بھی دیے ہیں تاہم بعض لوگوں کے ذہنوں میں اِس حوالے سے اِشکالات اور اعتراضات جنم لیتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ یہاں قرآن و حدیث اور اقوالِ علما و مفسرین کی روشنی میں لفظِ اُمّی کی مزید تشریح و توضیح کردی جائے تاکہ "لفظِ اُمّی" کے معانی و مفاہیم واضح اور پیدا ہونے والے اشکالات رفع ہوسکیں۔

اُمّی، اُم سے نکلا ہے اس کا ایک معنیٰ ہے اصل، اُمّی کا ایک معنیٰ ہے جو اپنی جبلتِ اولیٰ پر ہو یعنی جیسا پیدا ہوا ویسا ہی رہے یعنی لکھنے پڑھنے والا نہ ہو، اُمّی کا ایک معنیٰ ام القریٰ جو کہ مکہ معظمہ ہی کا ایک نام ہے۔ اُمّی کا ایک معنیٰ ہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ (قاموس، تاج العروس وصحاح وغیرہم)

اس کے علاوہ علما و مفسرین نے "اُمّی" کے اور بھی دیگر معانی بیان فرمائے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(1) "اُمّی" یعنی ام القری (مکہ) سے تعلق رکھنے والے۔

(2) "اُمّی" یعنی اُمِّیِّین (ان پڑھوں) کی قوم سے تعلق رکھنے والے (لیکن خود پڑھنا جاننے والے) جیسے قرآن میں اہلِ مکہ کو اُمِّیِّین کہا گیا حالاں کہ ان میں یقینی طور پر بہت سے لوگ پڑھنا جانتے تھے لیکن انھیں صرف اس قوم سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اُمِّیِّین سے یاد کیا گیا۔

(3) "اُمّی" یعنی صاحبِ امت، امت والے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ لقب کسی شخص یا ادارے کی طرف سے نہیں دیا گیا ہے بلکہ جس کی ذات علام الغیوب ہے اسی نے یہ لقب اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا "لفظِ اُمّی" سے رسول اللہ ﷺ کے لیے غلط معنیٰ اخذ کرنا یہ سراسر آیات و لغات سے ناواقفیت اور جہالت کا بیّن ثبوت ہے۔ ہاں یہ امر ضرور تحقیق کا متقاضی ہے کہ "لفظِ اُمّی" معلمِ کائنات ﷺ کے لیے کس معنیٰ میں استعمال ہوا ہے تو اس کے لیے "لفظِ امی" کے معانی و مفاہیم کا سمجھنا نہایت ہی ضروری ہے، چوں کہ "اُمّی" کا لفظ کلامِ پاک میں بھی وارد ہوا ہے، لہٰذا پہلے قرآنِ کریم سے اِس کے معانی اور مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو "اُمّی" کے لقب سے ملقّب فرمایا، چناں چہ باری تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ

(الاعراف، 157:7)

وہ جو اس رسول کی اتباع کریں جو غیب کی خبریں دینے والے ہیں، جو کسی سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں، جسے یہ (اہلِ کتاب) اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہے:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ (الاعراف،158:7)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر جو نبی ہیں، (کسی سے) پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔

آیات مذکورہ سے واضح ہے کہ حضور ﷺ امی نبی ہیں، لیکن ایسے امی ہیں، جنہوں نے سوائے اپنے رب کے کسی سے کچھ پڑھا اور نہ کچھ سیکھا بلکہ آپ ﷺ کا علم وہبی اور عطائی ہے، اکتسابی نہیں اور یہ آپ کا عظیم الشان کمال ہے کہ آپ کو براہِ راست اللہ تعالیٰ نے تعلیم دیا اور کل کائنات کے علوم و حکمت سے نوازا اور یوں کہ آپ پر کلامِ مجید کا نزول فرمایا، جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور یہ اوّل سے آخر تک جملہ حقائق و معارف اور علوم و فنون کی ایک جامع ترین کتاب ہے۔ آج دنیا اِس کتابِ مقدس میں سائنسی مسائل کا حل دریافت کر رہی ہے اور اس میں بیان کردہ واقعات و قصص پر ریسرچ کر کے ترقی و کامیابی کی معراج کو پہنچ رہی ہے، لیکن وہ لوگ کس قدر علم و فہم سے نابلد واقع ہوئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو "امی" تو کہتے ہیں لیکن اُس کا معنی اَن پڑھ مراد لیتے ہیں، اُنہیں ذرا سوچنا چاہیے کہ آج جو کتاب پوری دنیا کے لوگوں کے لیے عروج و ارتقا کا زینہ ثابت ہو رہی ہے وہ معلم کائنات ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ یہ معترضین کے لیے مقامِ غور و فکر ہے کہ ساری دنیا جن کے خرمنِ علم سے خوشہ چینی کر کے ارتقائی بلندیوں کو چھو رہی ہے اور جس پر قرآنِ کریم کا نزول ہوا ہے (جو کائنات کے تمام علوم و فنون، اسرار و حقائق اور احکام و شرائع پر محیط کتابِ مقدس ہے)، وہ ذات اَن پڑھ کیسے ہو سکتی ہے۔ (فیا للعجب!)

آئیے یہاں اِس حوالے سے ایک اور قرآن کی آیت ملاحظہ فرمائیں اور اپنے نہاں خانۂ دل میں معلمِ انسانیت ﷺ کی تعلیمی قدر و منزلت کو جاں گزیں کریں۔

مرجعِ علم و حکمت معلمِ کائنات ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کتاب و حکمت کے ساتھ ساتھ دین کے جملہ اُمور، شریعت کے احکام اور غیب کے وہ تمام علوم و اسرار عطا فرمادیا جو آپ نہ جانتے تھے۔ چناں چہ کلامِ مجید کی سورۂ نساء آیت نمبر 113 میں ارشاد ہے:

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا. (النساء، آیت:113)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ جامع البیان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اللہ نے آپ پر کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا بیان ہے، ہدایت اور نصیحت ہے اور آپ پر نصیحت نازل کی ہے۔ حکمت سے مراد یہ ہے کہ حلال، حرام، امر، نہی، دیگر احکام، وعد، وعید اور ماضی اور مستقبل کی خبریں ان چیزوں کا کتاب میں اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اور ان تمام چیزوں کی تفصیل ہم نے وحی خفی کے ذریعہ آپ پر نازل کی ہے اور یہی حکمت کو نازل کرنے کا معنی ہے اور جن چیزوں کو آپ پہلے نہیں جانتے تھے، ہم نے ان سب کا علم آپ کو عطا فرمادیا، اس کا معنیٰ ہے تمام اولین اور آخرین کی خبریں اور ماکان و مایکون پر آپ کو مطلع فرمادیا۔

(تفسیر تبیان القرآن، ج2، ص:96، 795)

اسی طرح دو احادیثِ مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں جنہیں اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت علیہ الرحمہ نے امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کی شفا شریف کے حوالے سے فتاویٰ رضویہ میں نقل فرمایا ہے:

یعنی حالاں کہ نبی کریم ﷺ لکھتے نہ تھے مگر حضور کو ہر چیز کا علم عطا ہوا تھا یہاں تک کہ بے شک حدیثیں آتی ہیں کہ حضور کتابت کے حروف پہچانتے تھے اور یہ کہ کس طرح لکھے جائیں تو خوبصورت ہوں گے، جیسے ایک حدیث ابن شعبان نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

بسم اللہ کشش سے نہ لکھو (سین میں دندانے ہوں نِری کشش نہ ہو) دوسری حدیث (مسند الفردوس) میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی کہ یہ حضور کے سامنے لکھ رہے تھے، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دوات میں صوف ڈالو اور قلم پر ترچھا قط دو اور بسم اللہ کی ب کھڑی لکھو اور اس کے دندانے جدا رکھو اور میم اندھا نہ کردو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھلی رہے) اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو اور لفظ رحمن میں کشش ہو (رحمن یا رحمن یا رحمن یا رحمن) اور لفظ رحیم اچھا لکھو۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:29، ص460، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

درج بالا آیت و احادیثِ مبارکہ سے یہ اعتراض رفع ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ حقیقت تو یہ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ معلمِ کائنات ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اس کی مکمل خبریں عطا فرما دیا اور کائنات کے جملہ علوم و معارف اور اسرار و رموز سے بھی واقف کرادیا ہے۔ ہاں! رسول اللہ ﷺ کو "امی" لقب عطا کرنے میں بہت سی حکمتیں اور فوائد پوشیدہ ہیں، جن کو علما و مفسرین نے بیان کیا ہے۔ چناں چہ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ رسول اللہ ﷺ کے "امی" لقبی ہونے کی کچھ حکمتیں اور فوائد یوں بیان فرماتے ہیں:

(1) تمام دنیا کو علم و حکمت سکھانے والے حضور اقدس ﷺ ہوں اور آپ ﷺ کا استاد صرف خداوند عالم ہی ہو، کوئی انسان آپ کا استاد نہ ہو تاکہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پیغمبر تو میرا پڑھایا ہوا شاگرد ہے۔

(2) کوئی شخص کبھی یہ خیال نہ کر سکے کہ فلاں آدمی حضور ﷺ کا استاد تھا تو شاید وہ حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ہو گا۔

(3) حضور ﷺ کے بارے میں کوئی یہ وہم بھی نہ کر سکے کہ حضور ﷺ چوں کہ پڑھے لکھے آدمی تھے اس لیے انھوں نے خود ہی قرآن کی آیتوں کو اپنی طرف سے بنا کر پیش کیا ہے اور قرآن انھی کا بنایا ہوا کلام ہے۔

(4) جب حضور ﷺ ساری دنیا کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پہلی اور پرانی کتابوں کو دیکھ دیکھ کر اس قسم کی انمول اور انقلاب آفریں تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

(۵) اگر حضور ﷺ کا کوئی استاد ہوتا تو آپ کو اس کی تعظیم کرنی پڑتی، حالاں کہ حضور ﷺ کو خالق کائنات نے اس لیے پیدا فرمایا تھا کہ سارا عالم آپ ﷺ کی تعظیم کرے، اس لیے اللہ پاک نے اسے گوارا نہیں فرمایا کہ میرا محبوب کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کرے اور کوئی اس کا استاد ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (سیرت المصطفیٰ، ص:85)

خلاصۂ تحریر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا امی لقب ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ نے دنیا میں کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا بلکہ رب تعالیٰ نے بذاتِ خود آپ کو اپنی بارگاہ سے ماکان و مایکون کا علم عطا فرمایا۔ یہ بھی واضح ہوا کہ "اُمی" لفظ کے بے شمار معانی آتے ہیں جن میں سے ایک معنی یہ ہے کہ ایسی شخصیت جو کسی سے پڑھی نہ ہو اور ساری دنیا کے علوم اسے آتے ہوں، یہی معنی معلمِ انسانیت ﷺ کے لیے خاص ہے، اسی وجہ سے آپ ﷺ کو "اُمی" کہا جاتا ہے اور آپ کا یہ کمال ہے کہ آپ نے نہ کبھی کسی سے تعلیم حاصل کی اور نہ ہی کسی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، بلکہ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ آپ کی پوری حیاتِ مبارکہ کسی بھی طرح کی شاگردی اور طالبِ علمی سے مبرا و منزہ ہے، لہٰذا آپ کو شانِ امّیت حاصل ہونا جہاں آپ کی نبوت کی حقانیت اور صداقت کی ایک روشن دلیل ہے وہیں بارگاہِ رب العزت سے جمیع علوم کا اکتساب ہونا بھی ایک عظیم معجزہ ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایسا اُمّی کس لیے منت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اُس کو اِقْرَاْ رَبُّكَ الْاَكْرَم نہیں

لہٰذا لفظِ "امی" کے معنی و مفہوم کو لے کر مغالطہ میں پڑھنا اور آپ ﷺ کو ان پڑھ کہنا سراسر نادانی، کم علمی، کج فہمی اور ناسمجھی کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے علم کا حال تو یہ ہے کہ آپ جس خطۂ عرب میں تشریف لائے وہاں کفر و ضلالت اور شرک و گمرہیت کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے، آپ نے اپنے نورِ علم و عرفان سے نہ صرف عربوں کے قلوب و اذہان کو روشن و منور کر دیا بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں شمعِ علم کو فروزاں کیا، آج دنیا میں تعلیم و تعلم، علم و حکمت اور درس و تدریس کی جو بہاریں ہیں آپ ہی کے نقوشِ کفِ پا کے صدقے ہیں۔ ■■■

پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارک پور
PAYAMI COMPUTER GRAPHICS, MUBARAKPUR
شادی کارڈ
پوسٹر
فلیکس بینر
بک کمپوزنگ، پیسٹنگ، پرنٹنگ
ڈیجیٹل پرنٹ
رابطہ:
کنگورہ مسجد کے پاس، چھوٹی ارجنی، مبارکپور
مہتاب پیامی 9235647041
انوار پیامی 9569700743

نقد و نظر

"سیف وسمن" پر ایک طائرانہ نظر

مبارک حسین مصباحی

جائس علم و روحانیت اور شعر و ادب کی سرزمین ہے، ہم کو بھی دو تین بار حاضری کی سعادت مل چکی ہے، حسن اتفاق ایک بار محترم ڈاکٹر حمایت جائسی سے ملاقات ہو گئی۔ حسب عادت ٹوٹ کر ملے، ہم سب کو بالائی منزل پر لے گئے، یہ ایک صوفیانہ نشست گاہ تھی جو شاعرانہ رنگ و آہنگ سے آراستہ تھی۔

اس وقت آپ کے ہاتھوں میں "سیف وسمن" ہے۔ اس کے مصنف ہر دل عزیز قلم کار ڈاکٹر حمایت جائسی ہیں۔ کھلے گلاب کی طرح مسکراتا چہرہ، گورا چٹا رنگ، نستعلیق بدن اور صاف و شفاف لباس، ملیں تو غموں کا بوجھ اتار دیں اور جدا ہوں تو یادوں کے نقوش چھوڑ جائیں۔ آپ ایک مذہبی اور علمی خاندان کے فردِ فرید ہیں۔ آپ نے "ساغر نظامی حیات اور ادبی خدمات" کے حوالے سے اپنا تحقیق مقالہ لکھا جو منظرِ عام پر آچکا ہے، 2011 میں آپ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی۔

2014ء سے 2020ء تک روز نامہ راشٹریہ سہارا کے لیے لکھے گئے مضامین اور اداریوں کو بنام "سیف وسمن" جمع کیا۔ صحافت بجائے خود ایک حساس اور نازک میدان ہے، جو حضرات اس رہ گزار سے گزرتے ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ کتنی مشکل ڈگر ہے، اگرچہ یہ بھی سچائی ہے کہ اکثر لوگ اس راہ میں بھی سر بازار رسوائیوں کا سامان فراہم کرتے ہیں ان کی نگاہ حصولِ زر اور اہلِ اقتدار کو خوش کرنا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر موصوف سنجیدہ اور ذمہ دار قلم کار ہیں۔ آپ کی نگاہ میں حرص و ہوس نہیں بلکہ سچائیوں کا تحفظ رہتا ہے۔ آپ نے سیاسی، سماجی، معاشی مسائل پر بڑے فکر و دانش سے اپنی تحریریں سپردِ قلم کی ہیں۔ عنوانات بھی بڑے اچھوتے انداز سے منتخب فرمائے ہیں۔ یوں تو عام طور پر ارباب قلم اپنی فکریں پیش کرتے ہیں، مگر موصوف حیرت انگیز صلاحیت کے صحافی ہیں، بات کہنے کا سلیقہ کوئی آپ سے سیکھے، مشکل ترین مسائل کو بھی اس ڈھنگ سے پیش کر دیتے ہیں کہ سانپ بھی مر جاتا ہے اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹتی۔

10/11/ مئی 2006ء میں تنظیم ابنائے اشرفیہ مبارک پور نے بین الاقوامی میڈیا سیمینار منعقد کیا، مرکزی جنرل سکریٹری ہم خود تھے۔ ہم نے ہی ملک اور بیرون ملک رابطہ کر کے اہل قلم کو مدعو کیا۔ اس سیمینار میں ڈاکٹر حمایت حسین جائسی کو بطور خاص مدعو کیا تھا، بفضلہ تعالیٰ آپ کی مقالے کے ساتھ جلوہ گری ہوئی تھی۔ آپ کے فصیح و بلیغ مقالے سے سیمینار پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

ہم زبانوں کے خالق کی بارگاہ میں ملتجی ہیں کہ اس "سیف وسمن" میں بھی قبولیت کی روح پھونک دے۔ قارئین کو اسے حاصل کرنے کی توفیق سے نواز دے اور مصنف کو عمر خضر کی دولت سے سرفراز فرما اور دارین کی ابدی سعادتوں سے ان کا ظاہر و باطن منور فرما دے۔ آمین۔ ◘

از: احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ
خادم التدریس والصحافۃ، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
7/ جمادی الاولیٰ 1446ھ/10/ نومبر 2024ء

صدائے بازگشت

جلسوں میں بگاڑ

محترم قارئین کرام: ”کرنی کرے توکیوں کرے اور کر کے کیوں پچھتائے۔بوئے پیڑ ببول کاتوآم کہاسے کھائے“ اندازہ لگ گیاہو گا کہ کس موضوع پر بات ہونے والی ہے۔آجکل سوشل میڈیاپر خوب ویڈیو وائرل ہور ہی ہے اشتہار پر لکھ دیاجاتا ہے کہ جلسہ یا جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسٹیج پر جو نظارہ ہوتا ہے اس سے میلادالنبی و سیرۃ النبی کادور دور سے واسطہ نہیں ہوتا کسی کسی جلسے میں نقیب صاحب اتناوقت ضائع کردیتے ہیں کہ ان کی پوری نقابت پر اور علماے کرام کی تقاریر کے اوقات پر غور کیا جائے تو نقیب صاحب ایک مقرر کی تقریر کا وقت خود استعمال کر جاتے ہیں نعرہ لگواکر، سبحان اللہ کہواکر، لطیفہ سناکر، پیروں بزرگوں کا واسطہ دے کر اور سامنے بیٹھی عوام کو کیا کہا جائے سامعین یا شائقین اس بات کا خود اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور نہیں تو تعریف کی جاتی ہے کہ ناظم اجلاس بڑے ہی حاضر جواب ہیں بڑی شاندار نظامت کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے شادی کارڈ پر نکاح مسنون چھاپ کر بے شمار کام سنت کے خلاف کیا جاتا ہے دو دو چار چار سو آدمیوں کی بارات لے کر لڑکی کے باپ کے دروازے پر پہنچا جاتا ہے، کھانا کھایا جاتا ہے، ناچ گانے بھی ہوتے ہیں، آتش بازیاں بھی ہوتی ہیں، جہیز کا مطالبہ بھی ہوتا ہے، لڑکی کے باپ کو قرض کے بوجھ تلے دبا دیا جاتا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیاواقعی ہم اسی کو نکاحِ مسنون سمجھتے اور مانتے ہیں نکاح میں سوائے خطبہ کے دوسرا کوئی کام تو سنت کے مطابق نظر نہیں آتا اور اب تو حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ جس اسٹیج سے شادی بیاہ کو آسان بنانے کا مشورہ و پیغام دیا جاتا تھا وہ اسٹیج بھی کافی مہنگے ہو چکے ہیں، وہ جلسے بھی انتہائی خرچیلے ہو چکے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکل کر سامنے آیا کہ بہت سے علاقوں میں ائمہ مساجد نے خودکشی تک کر ڈالی۔دوسری جانب کئی کئی بہنوں اور بیٹیوں نے ایک ساتھ خودکشی کرلی پھانسی کے پھندے سے جھول گئیں اتنا ہی نہیں ارتداد کی لائن لگی ہوئی ہے شادی بیاہ نکاح کو آسان بنانے کا مشورہ و پیغام دینے والوں نے خود جب بارات میں شامل ہونا شروع کردیا تو آتش بازیوں کو روکنے کی جرأت گنوا بیٹھے، ان کے سامنے جہیز کے سامانوں کی نمائش لگائی جانے لگی وہ دیکھ کر بھی منع کرنے کی طاقت گنوا بیٹھے، نتیجہ یہ ہوا کہ نصف ایمان کے درجے والی تقریب پر لچے لفنگوں اور لذت اندوزی و لہو ولعب میں مست رہنے والوں نے اس بابرکت تقریب کو ہیک کرلیا اور شادی بیاہ اور نکاح کا پورا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔

مشاعروں کی طرز پر جلسوں کی نظامت شروع کردی گئی چٹکلا سنایا جانے لگا، ہنسنے ہنسانے کا راستہ اختیار کیا گیا کئی سینٹی میٹر کے القابات سے علماء و مقررین کی شان میں استقبالیہ نعرہ لگایا جانے لگا تو بہت سے علمانے اولیاے کرام و بزرگانِ دین کے نام سے منسوب فرضی کہانیاں سنانا شروع کردیا، کرامتوں کے نام پر فرضی اور من گھڑت روایات بیان کرنا شروع کردیا، اسٹیج پر بیٹھے علماے کرام کی خاموشی اور عوام کی لطف اندوزی نے منبر رسول کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا اور جلسے کو نمائش فیشن اور سیر و تفریح کا سامان بنا ڈالا ابتدائی دور میں جلسے کی نظامت کے نئے انداز پر خوشی کا اظہار کیا گیا اور آج حالت یہ ہے کہ ایک ناظم اجلاس ایک مفتی کو بھرے اسٹیج پر کہہ رہا ہے کہ جب فلاں صاحب اس جلسے میں مدعو تھے اور آپ واقف تھے تو آپ کو جلسے میں یا اسٹیج پر آنا ہی نہیں چاہیے تھا یعنی ہٹ دھرمی اور بے حیائی کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے اور جلسے کو، جلسے کے نظام کو اصول و ضوابط کو نقیبوں اور گویوں نے ہیک کرلیا اب کچھ علماء کرام کو احساس ہوا کہ ارے پانی تو سر سے اونچا ہو گیا نعت خواں تو نوٹ خواں ہو گئے اور دوران تقریر مجمع منتشر اور دوران نعت خوانی پورا مجمع پنڈال میں اچھل اچھل کر داد دی جا رہی ہے اسٹیج پر کسی کو حال آرہی ہے اور پیسہ اس انداز سے دیا جاتا ہے کہ جیسے جلسہ نہیں مجرا ہو رہا ہے۔

معاف کرنا تلخ ضرور ہے لیکن یہی سچائی ہے کہ جلسے کی شبیہ بگاڑنے کا کام سب سے پہلے نقیبوں نے کیا ہے، جلسے کے اناؤنسروں نے کیا ہے، کسی خطیب کو مائک پر بلانے سے پہلے کسی شاعر کو یہ کہہ کر مائک پر بلانا کہ ذرا ماحول بن جائے تو پھر سوال تو پیدا ہوتا ہے کہ کیسا ماحول بنانا

چاہتے ہیں اور جب شاعر مائک پر آتا ہے تو کبھی ٹرین کی آواز کی طرح چھک چھک آواز نکالتا ہے، کبھی ہارمونیم و بانسری کی آواز نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ کہو سبحان اللہ آگے کہتا ہے کہ اس بزم میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ شرم و حیاء گھول کر پینے والو! جب یہ مانتے ہو کہ اس محفل میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو پھر گانے باجے کی دھن پر نعت پاک پڑھنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ کیا یہ نبی پاک کی شان میں گستاخی نہیں ہے، توہین رسالت نہیں ہے؟؟ جب کہ کسی سنگر نے نعت نبی کی دھن پر گانا نہیں گایا ہے لیکن خود کو حضرت حسان کی سنت کی ادائیگی کا دعویٰ کرنے والوں نے ساری حدیں پار کردیں بلکہ واضح طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نقلی پیروں اور روٹی توڑ فقیروں نے خانقاہوں کو ہیک کرلیا، نقیبوں، پیشے ور مقرروں اور پیشے ور نعت خوانوں نے جلسہ ہیک کرلیا، پیشے ور نقیبوں نے غزل ہزل کے مزاحیہ مشاعروں کی نظامت کے طرز پر جلسوں کی نظامت شروع کردی، پیشے ور مقررین نے جلسے میں فرضی کہانیاں اور من گھڑت روایات بیان کرکے اور بزرگان دین کو آلہ کار بناکر منبر رسول کے تقدس کو پامال کرنا شروع کردیا اور وعظ و نصیحت کو ایک تجارتی فن سمجھ لیا اور شاعروں کی بڑی تعداد نے جلسہ سیرۃ النبی و جشن عید میلاد النبی کے مبارک اسٹیج کو دنیاوی رنگین محفلوں کی طرح مظاہرہ شروع کردیا اور ایک ایک رات کی نعت خوانی کا ریٹ مقرر کرنا شروع کردیا کیا یہی حضرت حسان کی سنت ہے؟

بہر حال اب بھی وقت ہے جاگنے کا، جلسے کے اصول و ضوابط مرتب کرنے کا، سب سے پہلے تو ریڈیمیڈ نظامت کا سسٹم ختم کیا جائے اسٹیج پر موجود علمائے کرام میں سے صدر جلسہ کے ذریعے کسی کو نظامت کے لیے مامور کیا جائے، انتہائی عقیدت و احترام و محبت اور ادب کے ساتھ نعت خوانی کے لیے پابند کیا جائے اور ایک دو سے زیادہ نعت خواں ہوں تو تلاوت قرآن کے بعد ایک نعت پڑھا کر تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جائے اور رات کے 12 بجے تک تقاریر مکمل کیا جائے اور اس کے بعد بھلے ہی نعت خوانی کرایا جائے۔

آج جلسہ اور شادی بیاہ دونوں بہت مہنگے ہو چکے ہیں اور دونوں کو سستا کرنے کی مہم چلائی جائے ورنہ مدارس اسلامیہ خستہ حالی کا شکار ہوسکتے ہیں، لوگ اپنے بچوں کو عالم دین نہ بناکر نعت خواں بنانا شروع کرسکتے ہیں اور جاہل مریدوں و جاہل مجاوروں پر بھی شکنجہ کسنا ضروری ہے ورنہ جہالت بڑھتی ہی جائے گی اور اندھی تقلید کا بول بالا ہو جائے گا پھر اصلاح معاشرہ بہت مشکل ہو جائے گا، جو بھی علمائے کرام اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں، غلط کو غلط کہہ رہے ہیں حق بولنے حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان علماء کرام کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ان کے بازوؤں میں طاقت عطا فرمائے ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

تحریر: جاوید اختر بھارتی
javedbharti508@gmail.com

غیر ملکی تارکین وطن اور ٹرمپ

مکرمی! امریکہ کے صدارتی الیکشن سے قبل کی چند دلچسپ خبروں میں سے ایک یہ تھی: ایک درجن کے قریب ملکوں سے تعلق رکھنے والے سیکڑوں تارکین وطن کا ایک قافلہ امریکہ کی سرحد عبور کرنے کی کوشش میں میکسیکو کی جنوبی سرحد سے چل پڑا۔ یہ لوگ نومبر کے صدارتی الیکشن سے پہلے امریکی سرحد تک پہنچ جانا چاہتے تھے کیوں کہ انھیں خدشہ تھا کہ اگر ٹرمپ جیت گئے تو وہ امریکی سرحد بند کرنے کی اپنی پالیسی پر عمل کریں گے اور پھر ان لوگوں کو امریکہ میں داخلہ نہیں ملے گا۔ حد تو یہ تھی کہ یہ قافلہ میکسیکو کی جنوبی سرحد سے پیدل ہی چلا تھا۔ پھر اس نے طویل مسافت طے کی۔ ایسا اس لیے ہوا کہ میکسیکو کے حکام نے تارکین وطن کا بسوں اور ریل کے ذریعہ سفر مشکل بنادیا تھا تاکہ ہر قیمت پر امریکہ جانے کے رجحان کو روکا جاسکے۔

محولہ بالا خبر سے روزی روٹی کے لیے اپنے گھروں، بال بچوں اور وطن کو خیرباد کہنے کے بعد بے شمار مسائل اور مصائب سے گزر کر امریکہ کے قریب پہنچ جانے والوں کی بے قراری کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ پتہ نہیں یہ اور اس طرح کے بہت سے لوگ جو ٹرمپ سے ڈرے ہوئے تھے، "بروقت" امریکہ میں داخل ہوئے یا نہیں۔ اگر ہوئے ہوں تب بھی "ڈیپورٹیشن" کے خطرے سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ یہ الگ بات کہ اب ان کے ساتھ ایک بڑی جمعیت ہے جو امریکہ سے نکال دیے جانے کے خوف میں مبتلا ہے۔ جو پہلے یا بہت پہلے امریکہ پہنچ گئے تھے وہ بھی اور جو حال حال میں پہنچے وہ بھی خوفزدہ ہیں۔ ٹرمپ کسی کو بخشنے والے نہیں ہیں۔ اور بخشیں بھی کیوں؟ انھیں غیر معمولی کامیابی سے ہمکنار کرکے پیغام بھی تو یہی دیا گیا ہے کہ کسی کو مت بخشیے۔ حد تو یہ ہے کہ جو بہت پہلے آگئے وہ نئے آنے

والوں کو روکنا یا ڈیپورٹ کروانا چاہتے ہیں۔ اسی لیے ٹرمپ کی کامیابی میں حصہ دار بننے والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو خود بھی ڈیپورٹیشن کی پالیسی کے ستائے ہوئے ہیں۔

قارئین کی یاد دہانی کے لیے عرض ہے کہ امریکہ میں غیر قانونی طور پر مقیم لوگوں کی مجموعی تعداد 2022 کے مطابق 11 ملین یعنی ایک کروڑ دس لاکھ ہے۔ کوئی بھی ملک اتنی بڑی تعداد میں غیر ملکیوں کو، جنھیں باقاعدہ پناہ یا ویزا نہیں دیا گیا، برداشت نہیں کرتا مگر تالی دونوں ہاتھ سے بجتی ہے۔ اگر یہ لوگ آگئے اور ان پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ یہ لوگ امریکی معاشی سرگرمیوں کا حصہ بنتے ہیں اور اگر خود کچھ کماتے ہیں تو امریکی صنعت و تجارت کو بھی فیض پہنچاتے ہیں اس لیے، ان کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے۔ ان کے خلاف ٹرمپ اسٹائل کی کارروائی کے بجائے یا تو انھیں قانونی دستاویزات عنایت کر دیے جائیں یا تین تا چھ ماہ کا وقت دے کر انہیں تنبیہ کی جائے کہ رضا کارانہ طور پر وطن واپس جائیں۔ صدر بن جانے کے بعد ٹرمپ کو اپنے رویہ میں اتنی لچک تو لانی ہی چاہیے۔ از: **روزنامہ انقلاب 16 نومبر 2024**

خیال خاطر

سوشل میڈیا، جس طرح اوپن پلیٹ فارم ہے، ویسے ہی آپ کی شخصیت کا مظہر بھی ہے۔ اوپن پلیٹ فارم سے مراد، یہاں کی ہر چیز جیسے آپ کے حق میں جا سکتی ہے، ویسے ہی کسی وقت آپ کے خلاف مضبوط حجت بھی بن سکتی ہے اور اس بابت یہ غلط فہمی بھی نکال دینی چاہیے کہ ہم نے ایک مرتبہ جو چیز پوسٹ کی ہے، وہ اسکرین شاٹ یا دوسرے تکنیکی وسائل کے ذریعے آف لائن محفوظ نہیں کر لی گئی ہے اور شخصیت کا مظہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معاصر دنیا کے کتنے ہی لوگ ہیں جن کے لیے آپ کی ہستی صرف اسی قدر ہنستی کھیلتی، یا علمی و فکری، یا سطحی اور تہ دار ہے، جتنی وہ سوشل میڈیا کی معرفت جانتے ہیں، کیوں کہ اس تکنیکی اسکرپٹ یا اسکرین سے زیادہ انھیں آپ کی شخصیت کے ابجد نہیں معلوم اور جب تک آپ خود نہ چاہیں، عموماً وہ اس سے زیادہ آپ کو زمینی سطح سے جاننے سمجھنے کے روادار بھی نہیں، گویا یہ دنیا ایک مستقل دنیا ہے، جسے آپ اپنی مرضی سے بناتے یا بگاڑتے ہیں اور جہاں اپنے عیب و ہنر کے آپ خود آئینہ بھی ہیں اور آئینہ ساز بھی۔

یعنی اس نئے بازار میں سب کچھ آپ پر منحصر ہے، چاہیں تو آپ کی پیش کش ایک گلیمر پسند اور ہوا ہوائی شخصیت کے طور پر ہو سکتی ہے، جسے صرف اپنے چہرے بشرے کے خد و خال پیش کرنے اور اپنی مصنوعی نمائش میں مزہ آتا ہے اور چاہیں تو یہاں سے ایک نئے انقلاب کی آہٹ بھی سن سکتے ہیں، وہ انقلاب جس کے محرک آپ ہوں، ایسے محرک جسے اپنی اس تحریک میں زمین سے کہیں کم جفاکشیوں کا سامنا کرنا پڑے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ان پلیٹ فارمز کی بنیادی تفہیم ہی گویا اس بات پر مبنی ہے کہ یہاں ہر خیال کو اس کے ہم نوا مل ہی جاتے ہیں اگر آپ کو اپنے منجمد کمنٹ باکس میں صرف اپنے ستائشی کلمات پسند ہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ تا عمر "سبحان اللہ، ماشاء اللہ اور واہ کیا کہنے" والے روایتی "داد و یروں" کی کمی نہیں کھلے گی، بے چارے اپنی زندگی کی جمع پونجی ہتھیلی پر لیے یہ کام کرنے کے لیے ہر وقت پر عزم اور تازہ دم ملیں گے اور اگر آپ وہ پاگل ہیں، جسے صرف اپنے ذوق جنوں سے کام ہے تو یاد رکھیے مصر کا انقلاب فیس بک سے آیا تھا اور اگر آپ مفکر ہیں تو شکر ادا کیجیے کہ ان سہولتوں نے آپ کے افکار کی ترسیل اور ہم خیال احباب سے جڑاؤ کے راستے پہلے سے کہیں سہل کر دیے ہیں، اس لیے ہر آڑے ترچھے خیال/فکر/نظریے کو اس سمندر میں پھینکنے سے پہلے خوب تو لیے اور بہت بلکہ بہت زیادہ سوچ سمجھ کے بولیے کیوں کہ حاشیہ خیال سے گزرنے والی ہر فکر محفوظ کرنے اور ہر محفوظ کی ہوئی بات دوسروں تک پہنچانے کے لائق نہیں ہوتی، قطعاً نہیں ہوتی۔

مدت ہوئی یہ خیال خاطر ستاتا رہتا ہے اور اس وقت تو گویا کچوکے لگاتا ہے جب کتنی ہی گراں مایہ شخصیات ہیں، جن کے فکر و فن کا لوہا مانا جا سکتا ہے اور وہ خود کو امر بنا سکتے ہیں لیکن وہ جانے کس مصلحت کی دھن میں خود کو فضولیات کی نذر کیے ہوئے ہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے انھوں نے ان مباحث کو حل کیے بغیر آں جہانی نہ بننے کی قسم اٹھا رکھی ہو، جنھیں امت کی ہزار اٹھا پٹک گزشتہ چودہ صدیوں میں حل نہ کر سکی یا پھر اتنے بڑے ملک کے کسی خانچے میں منعقد کسی چھوٹی سی بے شوق مجلس کے بے ذوق سے بیانیے پر میثاق مدینہ سی گرم گفتاری کرتے ہیں۔ -خدا بخشے- اقبال ٹھیک ہی کہتا تھا:

تو اسے پیمانہ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

خالد ایوب مصباحی شیرانی/24/نومبر 2024- اتوار

عالمی خبریں

تل ابیب: نسل کشی کے مرتکب اسرائیلی فوجی ذہنی امراض کا شکار

23 نومبر۔ غزہ جنگ کی اسرائیل جو نادیدہ قیمت ادا کر رہا ہے اس کا انکشاف اسرائیل کے ایک اخبار نے کیا ہے، نسل کشی کے مرتکب اسرائیلی فوجی ذہنی امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔

نئی رپورٹ کے مطابق حالیہ مہینوں میں کم از کم چھ اسرائیلی فوجیوں نے خودکشی کرلی ہے۔ اسرائیلی اخبار نے انکشاف کیا کہ غزہ میں طویل نسل کشی اور جنوبی لبنان میں جنگ کی وجہ سے ہونے والی شدید نفسیاتی پریشانی اس کی بنیادی وجہ ہے۔ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ خودکشی کرنے والوں کی اصل تعداد زیادہ ہو سکتی ہے، کیوں کہ سال کے آخر تک ان کا انکشاف کرنے کے وعدے کے باوجود اسرائیلی فوج نے ابھی تک سرکاری اعداد و شمار جاری نہیں کیے ہیں۔ 413 دنوں سے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے میں مصروف اسرائیلی فوج کے اندر ذہنی صحت کا بحران پیدا ہو چکا ہے۔

گزشتہ سال 7 اکتوبر سے، اسرائیلی فوج نے غزہ میں خاندانوں کا صفایا کیا، محلوں کو کچل دیا، اجتماعی قبریں کھودیں، قبرستانوں کو تباہ کیا، دکانوں اور کاروباروں کو تباہ کیا، اسپتالوں اور مردہ خانوں کو تباہ کیا، لاشوں پر ٹینک اور بلڈوزر چلا دیے، جیلوں میں بند فلسطینیوں کو کتوں اور بجلی کے ذریعے تشدد کا نشانہ بنایا، قیدیوں کو فرضی سزائے موت کا نشانہ بنایا، اور یہاں تک کہ بہت سے فلسطینیوں کی عصمت دری کی۔ اس کے علاوہ اسرائیلی فوجیوں نے فلسطینیوں کے گھروں کو لوٹنے، بچوں کے بستروں کو تباہ کرنے، گھروں کو آگ لگانے اور ہنسنے، بے گھر فلسطینیوں کے زیر جامے پہننے اور بچوں کے کھلونے چوری کرنے کی سینکڑوں ویڈیوز براہ راست نشر کی ہیں۔ فلسطین کو مٹانے کے اپنے مشن میں، اسرائیلی فوجیوں نے بڑی تعداد میں بچوں، طبیبوں، کھلاڑیوں اور صحافیوں کو ہلاک کیا ہے جو کہ اس صدی میں کسی بھی جنگ میں سب سے زیادہ ہے۔

اسرائیلی فوجیوں کو اب انسانیت سوز حرکات کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ واضح رہے کہ ہزاروں فوجیوں نے ملٹری مینٹل ہیلتھ کلینک یا فیلڈ سائیکالوجسٹ سے مدد طلب کی ہے، جن میں سے تقریبًا ایک تہائی اسرائیلی فوجیوں میں پوسٹ ٹرامیٹک اسٹریس ڈس آرڈر (پی ٹی ایس ڈی) علامات پائی گئی ہیں۔ تحقیقات کے مطابق نفسیاتی صدمے کا شکار فوجیوں کی تعداد جنگ میں جسمانی طور پر زخمی فوجیوں سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ مارچ میں، اسرائیلی فوج کے دماغی صحت کے شعبے کے سربراہ لوسیان تاتسالا ور نے ہاریٹز اخبار کو بتایا کہ تقریبًا ایک ہزار سات سو فوجیوں کا نفسیاتی علاج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد سے متعدّد رپورٹس سامنے آئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزہ اور جنوبی لبنان میں توسیعی تعیناتی کی وجہ سے ہزاروں فوجی ذہنی صحت کے مسائل کا شکار ہیں۔ روزنامہ نے ماہرین کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس ذہنی صحت کے بحران کی مکمل تفصیل اس وقت واضح ہو جائے گی جب فوجی حملہ ختم ہو جائے گا اور فوجی معمول کی زندگی کی طرف لوٹ جائیں گے۔

کیلیفورنیا: تعلیمی اداروں میں 50 فیصد سے زائد مسلم طلبہ کو اسلاموفوبیا کا سامنا

ایک حالیہ سروے میں انکشاف ہوا ہے کہ غزہ جنگ کے بعد کیلیفورنیا کے تعلیمی اداروں میں ۵۰ ر فیصد سے زائد مسلم طلبہ کو امتیازی سلوک اور نسل پرستی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

حال ہی میں جاری کیے گئے ایک سروے کے مطابق، کیلیفورنیا، امریکہ میں کالج کے تقریبًا نصف مسلم طلبہ کو ہراساں کیے جانے یا امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشنز (سی اے آئی آر) اور سینٹر فار دی پریونشن آف ہیٹ

اینڈ بلنگ (سی پی ایچ بی) کے کیلیفورنیا باب کی رپورٹ میں کیلیفورنیا بھر کے 87 سرکاری اور نجی کالجوں اور یونیورسٹیوں کے 720 طلبہ کے جوابات شامل ہیں، جس میں 2020ء کے مقابلے میں طلبہ کو اسلاموفوبیا کا 10 فیصد زیادہ سامنا کرنا پڑا ہے۔ سی اے آئی آر نے اپنے بیان میں کہا کہ ”7 اکتوبر 2023ء کے بعد کیمپس میں اسلاموفوبیا کے ساتھ ساتھ فلسطین مخالف نفرت، اور عرب مخالف نسل پرستی کو بڑھاوا دیا گیا ہے، جس سے مسلمان طلبہ میں احساس محرومی پیدا ہوا ہے۔“

طلبہ کی زیر قیادت جنگ مخالف مظاہرے جو ملک بھر میں کیمپس میں ہلاکتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے تناظر میں پھوٹ پڑے، ان کو ختم کرنے یا دوسری صورت میں مظاہروں کو کم کرنے کی کوششوں میں انہیں بار بار اسلاموفوبیا کا سامنا کرنا پڑا۔ سی پی ایچ بی کے ڈائریکٹر عثمان خان نے ایک بیان میں کہا کہ ”یہ گزشتہ سال اسلامی عقیدے کے اندر مختلف نسلوں کے کالج کے طلبہ کیلیے انتہائی تکلیف دہ رہا ہے، کیونکہ انہوں نے بہادری کے ساتھ کھڑے ہونے اور فلسطینیوں کی حالت زار کو انسانی بنانے کا انتخاب کیا، جو 75 سال سے ظلم، غیر انسانی اور جنگ کا شکار ہیں۔ ان طلبہ کو محض درخواست، اسمبلی اور تقریر کے اپنے آئینی طور پر محفوظ حقوق پر عمل کرنے کے لیے ہراساں نہیں کیا جانا چاہیے اور نہ ہی ممکنہ تعلیمی اور مستقبل کے روزگار کے نتائج سے ڈرنا چاہیے۔“

یونیورسٹی آف سدرن کیلیفورنیا کے طالب علم سمر نے کہا کہ بہت سے مسلمان طلبہ نے اپنے کالج کی کمیونٹیز میں خود کو الگ تھلگ محسوس کیا ہے، خاص طور پر وہ لوگ جنہوں نے اسرائیل کی جنگ میں اپنے دوست اور خاندان کو کھو دیا ہے۔ کچھ طلبہ، جب کلاس میں تھے، تو انہیں غزہ میں اپنے عزیزوں کو کھونے کی خبریں موصول ہوئیں۔ کیا ایسے میں اظہار یکجہتی ظلم ہے؟“

بین الاقوامی عدالت نے اسرائیلی ریاست کے اعتراضات مسترد کردیے

23 نومبر۔ بین الاقوامی فوجداری عدالت نے جج بیٹی ہولر کی غیر جانبداری پر اسرائیل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ عدالت کے ججوں پر اسرائیلی ریاست کے اعتراضات بے بنیاد ہیں۔ عدالت نے اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو اور سابق وزیر دفاع یوآف گیلانت کے خلاف گرفتاری کا وارنٹ مکمل شفافیت کے تحت جاری کیے ہیں۔ عدالت کا کہنا ہے کہ اسرائیلی نیتن یاہو اور یوآف گیلانت کے خلاف گرفتاری کے وارنٹ کی جانچ کرنے والے پری ٹرائل چیمبر میں نئے تعینات ہوئے تھے۔

واضح رہے کہ 25 اکتوبر کو عدالت نے رومانیہ کی جج جیولیا موٹک کی جگہ سلووینیا کی جج ہولر کی تقرری کا اعلان کیا جو ابتدائی چیمبر کی سربراہ ہیں اور نیتن یاہو اور گیلانت کی گرفتاری کے وارنٹ کا جائزہ لے رہی ہیں۔ نئی جج سے سوال کرتے ہوئے اسرائیلی اٹارنی جنرل کے دفتر نے دعویٰ کیا کہ ہولر نے بطور جج تقرری سے قبل بین الاقوامی فوجداری عدالت کے پراسیکیوٹر کے دفتر میں کام کرتی تھی۔ اس سے ان کی غیر جانب داری مشکوک لگتی ہے۔

مرکز اطلاعات فلسطین کی خبر کے مطابق عدالت کی طرف سے شائع ہونے والے اپنے سرکاری جواب میں ہولر نے اشارہ کیا کہ اس نے پبلک پراسیکیوٹر کے دفتر میں کام کے دوران مسئلہ فلسطین کی تحقیقات میں براہ راست یا بالواسطہ حصہ نہیں لیا۔ اس نے تحقیقات میں شامل ملازمین کے ساتھ کام نہیں کیا۔ میں نے اسرائیلی حکام کے خلاف تحقیقات کی دستاویزات، اس کے منصوبے، دستاویزات، شواہد یا خفیہ فائلوں کو کسی بھی طرح سے نہیں دیکھا اور اس نے تصدیق کی کہ یہ معلومات اور دستاویزات انہیں کسی بھی طرح پیش نہیں کی گئیں۔ ہولر نے وضاحت کی کہ اس نے اس عہدے پر کام نہیں کیا جس نے اسے بین الاقوامی فوجداری عدالت میں تمام تحقیقات تک رسائی حاصل ہو۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ جن مقدمات میں اس سے مشورہ کیا گیا یا جس میں اس نے پراسیکیوشن آفس میں اپنے کام کے دوران رائے دی۔ ان میں فلسطین سے متعلق تفتیش شامل نہیں تھی۔ ہولر نے کہا کہ وہ سمجھتی ہیں کہ ایک جج جس پر معقول وجوہات کی بناء پر جانب داری کا شبہ ہو، اسے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ وہ ان خوبیوں سے واقف ہیں جن کی اس کے عہدے کی ضرورت ہے۔ اسرائیلی اٹارنی جنرل کے دفتر سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اس معاملے پر عدالت کے سامنے وضاحت کرے۔ ■■■

خیر و خبر

مالیگاؤں میں لنگرِ رسول کا آغاز

مالیگاؤں..... نبی اکرم مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا 1500 سالہ جشنِ ولادت جو 5 ستمبر 2025ء کو ان شاءاللہ منایا جائے گا، اس تعلق سے گزشتہ سال رضا اکیڈمی کے چیف الحاج محمد سعید نوری صاحب کی تحریک پر مختلف پروگرام ترتیب دیے گئے جن میں محفل درود، مسابقۂ قرآن، مقابلہ نعت خوانی، ہندی ترجمۂ قرآن کنزالایمان کی اشاعت، گلدستۂ درود (کیلی گرافر، خطاط اور آرٹسٹوں کے فن پاروں کی نمائش)، مساجد مدارس کے ساتھ عصری اداروں کا قیام، طبی خدمات، رفاہی کام، لنگرِ رسول ﷺ کی تقسیم اور طلبا و طالبات کی امداد جیسے کارِ خیر شامل ہیں تاکہ اس عظیم دن کو بین الاقوامی سطح پر تاریخ ساز و یادگار بنایا جائے، انہی تقریبات سے منسوب لنگرِ رسول گزشتہ ایک سال سے زائد عرصے سے ہر پیر کو ممبئی میں نوری صاحب اور علماے اہلسنّت کے دست مبارک سے تقسیم کیا جاتا ہے، مالیگاؤں میں بھی اس سال عید میلادُ النبی سے مسجد نوری عارج خلیل میں یہ سلسلہ دراز ہے۔

الحمد للہ! بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۴۴۶ھ بروز جمعہ بارہویں شریف کی نسبت سے مسجد اہلسنّت سیّدنا فاروقِ اعظم کے پاس رضا اکیڈمی اور مسجد انتظامیہ کمیٹی کے نوجوانوں کی جانب سے لنگرِ رسول ﷺ کا اہتمام کیا گیا، نمازِ جمعہ کے فوراً بعد امام مسجد حافظ ذوالفقار رضا نے 1500 سالہ جشنِ عید میلادُ النبی ﷺ کی آمد اور اس کے استقبال کے لیے رضا اکیڈمی کے عزائم حاضرین کے سامنے پیش کرتے ہوئے نماز کے بعد لنگرِ رسول ﷺ کے اہتمام کا اعلان کیا، جسے سن کر مسجد میں موجود نمازیوں نے خوشی کا اظہار کیا، نماز اور درود و سلام کے بعد مسجد کے باہر قل شریف کے بعد مولانا ذوالفقار رضا نے کاروباری مندی، ملکی حالات، فلسطین اور عالم اسلام کے مسلمانوں کی جان مال عزت و آبرو اور ایمان و عقیدے کی حفاظت کے لیے رقت آمیز دعا فرمائی، حافظ مستقیم رضوی، قاری محمد اسلم رضوی، ایوب تشنہ، امتیاز خورشید اور مسجد سیّدنا فاروقِ اعظم انتظامیہ کمیٹی کے ارکان اور سرکردہ شخصیات کے ہاتھوں اہتمام کے ساتھ لنگرِ رسول ﷺ تقسیم کیا گیا، جس سے الحمد للہ دو سو سے زائد لوگوں نے استفادہ کیا۔

خصوصی مہمان احسن مالیگ نے فرمایا سرکار ﷺ کے 1500 سالہ جشنِ ولادت کا استقبال پوری دنیا میں جوش و خروش سے کیا جارہا ہے جس کی ایک کڑی لنگرِ رسول ﷺ کی یہ تقسیم بھی ہے میں بڑا خوش نصیب ہوں جو اس پروگرام میں شریک ہوا، عوام کی خدمت کا یہ طریقہ مجھے بہت پسند آیا، یہ قابلِ تقلید عمل ہے اللہ پاک قبول فرمائے موصوف نے بانی رضا اکیڈمی الحاج سعید نوری صاحب کو یاد کرتے ہوئے دعاوں سے نوازا اور فرمایا ان کی سرپرستی میں دین و سنیت کی بڑی خدمت ہو رہی ہے ماشاءاللہ!

اس موقع پر بڑی تعداد میں اہلیانِ محلہ موجود تھے، لنگرِ رسول کی تقسیم کے حسنِ انتظام اور ڈسپلن کے ساتھ اختتام تک پہنچانے کے لیے الرضا گروپ اور مفتی مجیب اشرف فاؤنڈیشن کے اراکین فرحان رضوی، مدثر رضا، شاہد رضوی، عمران مانے، مزمل رضوی، محمد رضا، عمران رچھ بھر، اشفاق میلادی وغیرہ از اول تا آخر مصروف رہے۔ از: نوری مشن، مالیگاؤں

علی گڑھ میں 12 ویں سالانہ تعلیم اسلام کانفرنس

علی گڑھ کا معروف اجلاس عام تعلیم اسلام کانفرنس بحسن خوبی مکمل ہوا، جس کی سرپرستی خانقاہ عالیہ برکاتیہ کے سجادہ نشین تاج المشائخ حضرت مولانا الحاج الشاہ سید محمد امین میاں قادری برکاتی صاحب اور صدارت محبوب العلماء حضرت مولانا الحاج الشاہ سید محمد امان میاں قادری برکاتی مصباحی صاحب نے فرمائی۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے استاذ مولانا مسعود احمد برکاتی نے برکاتی پیغام کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا کہ آدھی روٹی کھاؤ اور بچوں کو پڑھاؤ کا مطلب ایسا ہی ہے کہ اگر ہم تعلیم کے بغیر جیتے ہیں تو ایسا ہی ہے جیسے ہم نے درخت لگایا لیکن کھاد اور پانی سے دور رکھا، آج معاشرے میں جتنی برائیاں نظر آتی ہیں وہ صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہم نے تعلیم پر توجہ کم سے کم کر دی ہے اور اپنے بزرگوں کے ساتھ وہ رویہ نہیں برتا ہے جیسا اُن کے ساتھ ہونا چاہیے۔ قرآن و حدیث میں بھی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور ہر شخص کو اس کا مناسب مقام اور احترام دینے کی بات کی گئی ہے۔ ہمارے نبی سے لے کر ان کے بعد آنے والے تمام نائبین سب نے تعلیم پر کام

کیا اور تعلیم کی بنیاد پر بڑے بڑے کام کیے۔

بانی و سرپرست سنی دعوت اسلامی ممبئی **مولانا شاکر علی نوری** نے بھی بیان کیا کہ اسلام لوگوں کے حقوق کے بارے میں کیا کہتا ہے اور کہا کہ آپ سب کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی ہے اور کوئی ایسا لفظ ہرگز نہیں ادا کرنا چاہیے جس سے دوسرے بھائی کو تکلیف ہو۔ کوئی بھی شخص جس کی زبان اچھی ہوتی ہے اس کے ساتھ ہمیشہ اچھے لوگ ہوتے ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب آپ کسی دکان پر جاتے ہیں تو وہ دکان دار آپ کو عزت اور اچھے برتاؤ کے ساتھ سامان دکھاتا ہے اور جب آپ واپس آتے ہوئے کہتے ہیں ہمیں پسند نہیں آیا تو وہ دکان دار بڑبڑاتا ہے یا منھ بناتا ہے تو آئندہ آپ ایسی جگہ جانے سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن وہ دکاندار جو آپ کے سامنے اپنی ہر چیز کو مسکراہٹ کے ساتھ دکھاتا ہے، اور اگر آپ کو پسند نہیں آتا تو میٹھی زبان میں کہتا ہے کوئی بات نہیں، کل نیا مال آئے گا، آپ کل آئیں۔ آئندہ کبھی جب موقع ملے تو آپ ایسی دکان پر جائیں گے جو مسکراہٹ اور عزت دے رہا ہوگا۔ جب آپ دن بھر کے کام سے تھک کر اپنے گھر جائیں تو مسکراتے ہوئے سب کی خیریت دریافت کریں اگر آپ بچوں سے پیار کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا گھر کبھی خراب نہیں ہوتا۔ اگر آپ کبھی کسی کے ساتھ سفر کریں تو ان کے ساتھ میٹھا رویہ رکھیں تاکہ سفر ختم ہونے کے بعد وہ کہیں کہ آپ کتنے اچھے ساتھی تھے۔

اس طرح لوگوں کو حسن سلوک اور میٹھی زبان کی طرف آنے کی دعوت دے کر بڑے سے بڑے دشمن کو بھی دوست بنایا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زبان میں کوئی ہڈی نہیں رکھی ہے بلکہ اسے لچک دی ہے اور اس کی حفاظت کے لیے دانتوں کو بتیس دانتوں کے درمیان رکھا تاکہ ہم اس کی حفاظت کر سکیں۔

مولانا راشد رضا مرکزی، میکش رامپوری اور سید فرقان علی قادری نے حمد و نعت پڑھی۔ نظامت کے فرائض حافظ سیف رضا رام پوری نے انجام دیا۔ آخر میں سلام پڑھا گیا، جس کے بعد سب کی سلامتی، سب کے کاروبار، سب کے گھر میں خوشحالی اور ملک کی سلامتی کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ اس موقع پر شعبہ تعلیم میں منعقدہ مختلف مقابلوں میں پہلا، دوسرا اور تیسرا مقام حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات سے بھی نوازا گیا اور تمام مہمانوں کو انعامات اور شال پیش کی گئی۔ حضور امین ملت صاحب قبلہ کو فخر اہل سنت ایوارڈ، مولانا شاکر علی نوری کو حضور حافظ ملت ایوارڈ، مولانا مسعود احمد برکاتی کو احسن العلما ایوارڈ، مولانا سید امان میاں قادری کو احسن المتظمین ایوارڈ تفویض کیا گیا۔

اس موقع پر جملہ مسجد کے ائمہ کرام، مدارس کے اساتذہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اساتذہ علی گڑھ ضلع اور ضلع سے باہر کے معززین موجود تھے۔ آخر میں آرگنائزر محمد اظہر نور اعظمی نے تمام مہمانوں، ضلع انتظامیہ، محکمہ پولیس اور تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔

دفتر پبلک ریلیشن، تعلیم اسلام کانفرنس، علی گڑھ

مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کا تعین ہونا ابھی باقی ہے

22 نومبر۔ کسی قانونی معاملے یا عدالتی فیصلے کے تجزیے کا جو انداز ماہرین قانون اور وکلا کا ہوسکتا ہے وہ دوسروں کا نہیں ہوسکتا اس لئے یہ وضاحت ضروری ہے کہ راقم الحروف بشمول علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تمام اقلیتی تعلیمی اداروں کے اقلیتی کردار کے حق میں ہے اور اس کو باقی رکھے جانے کی پُرزور تائید کرتا ہے مگر جہاں تک سپریم کورٹ کے حالیہ (8 نومبر 2024) فیصلے کا تعلق ہے اس میں بہت کچھ ایسا ہے جس کی تشریح مستقبل میں ہوگی مثال کے طور پر 1967ء کے عزیز باشا معاملے میں عدالت عالیہ کے فیصلے میں کہا گیا تھا کہ مسلم یونیورسٹی اقلیتی ادارہ نہیں ہے اور دستورِ ہند کی دفعہ 30(1) کے تحت اقلیتوں کو تعلیمی ادارہ قائم کرنے اور چلانے کے دیئے گئے حقوق کے مطابق اس کو تحفظ فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ فیصلہ غلط تھا مگر اس غلط فیصلے کی بنیاد پر کئی اور غلط فیصلے دیے گئے۔ یہ فیصلہ اس لئے غلط تھا کہ ہندوستان کی آزادی ہندوستانیوں کی صدیوں کی جدوجہد اور قربانیوں کا نتیجہ تھی اس لئے انڈین انڈپنڈنٹس ایکٹ 1947ء کو جو برطانوی پارلیمنٹ میں پاس ہوا تھا واقعہ تسلیم کرتے ہوئے بھی یہ کہنا غلط ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستانیوں کو ملک کی آزادی تحفے میں دی تھی۔ اسی طرح مسلم یونیورسٹی اگرچہ برطانوی پارلیمنٹ میں پاس کیے گئے قانون کے تحت وجود میں آئی تھی مگر اس کے پس پشت سرسیّد احمد خاں کا خواب اور ان کے علاوہ ان کے رفقا کی جدوجہد بھی تھی۔ 'مدرستہ العلوم' اور محمڈن اینگلو اورینٹل (ایم اے او) کالج کی شاندار روایت اور حکومت کی اس کو دی گئی حمایت بھی تھی۔

کانگریس حکومت نے اس فیصلے کی خامیوں اور غلطیوں کو دور کرنے کے لئے 1981ء میں پارلیمنٹ میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جو پاس ہو گیا، جلسے جلوس ہوئے، اس ترمیم کا استقبال ہوا مگر 1967ء کے

فیصلے کی ذہنیت مسلم یونیورسٹی کے وجود پر آسیب کی طرح مسلط رہی۔ اسی لیے چیف جسٹس چندر چڈ کو اس مقدمے کی سماعت کے آخری دن جس کا فیصلہ 8 نومبر 2024 کو سنایا گیا ہے۔ کہنا پڑا تھا کہ 1981ء میں پارلیمنٹ نے مسلم یونیورسٹی ترمیمی ایکٹ پاس کرتے ہوئے بے دلی کا مظاہرہ کیا ورنہ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کا معاملہ اسی ترمیمی قانون کے ذریعہ ہمیشہ کے لیے طے ہوجاتا۔ جب پارلیمنٹ میں مسلم یونیورسٹی ترمیمی ایکٹ پاس ہوا اس وقت کافی نامی گرامی شخصیات اور قانون کے ماہرین حکومت اور اس وقت کی حکمراں جماعت کے رابطے میں تھے اس کے باوجود ایک کمزور ترمیمی ایکٹ پاس کر دیا جانا حیرت کی بات ہے۔ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ اس کمزور قانون کو پاس کرکے مسلمانوں پر احساس جتایا جا رہا تھا کہ حکومت و حکمراں جماعت نے ان پر مہربانی کی۔ کمزوری اور بدنیتی کا انجام یہ سامنے آیا کہ 2006ء میں الہ آباد ہائی کورٹ نے تمام ترمیموں کو رد کر دیا۔ اس کے بعد عزیز باشا معاملے کا از سر نو حوالہ دیا جانے لگا جو مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کے خاتمے کا اعلان کرتا تھا۔ ایسی صورت میں اس وقت کی حکومت (یو پی اے) اور مسلم یونیورسٹی نے 2006ء کے فیصلے کو چیلنج کیا۔ لیکن 2014ء میں جب حکومت تبدیل ہوئی تو نئی حکومت نے 2016ء میں نہ صرف اپنا موقف بدل دیا بلکہ یہ بھی کہا کہ علی گڑھ کی مسلم یونیورسٹی اقلیتی ادارہ نہیں ہے۔ اس نے 1981ء کے ترمیمی ایکٹ کی حمایت کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ مگر 8 نومبر 2024ء کے فیصلے میں 1967ء کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔ یہی نہیں اس فیصلے میں مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کا تعین کرنے کے لیے تین رکنی بینچ قائم کرنے اور اقلیتی کردار سے متعلق نئے ضابطے متعیّن کرنے کی بھی ہدایت دی گئی ہے۔

ہمارے ملک میں قانونی اعتراض کو احتجاج اور قانونی فیصلے کو جشن کی صورت عطا کرنے کا رجحان عام ہے اس لیے یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ وہ تمام افراد اور جماعتیں جو مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کی حمایت کرتی ہیں اس وقت عالم محشر میں ہیں یا ان کے لیے یہ گھڑی محشر کی ہے۔ وہ کیا ضابطے ہوں جن سے مسلم یونیورسٹی کے ہی اقلیتی کردار کو نہیں بلکہ ان تمام اداروں کے اقلیتی کردار کو بھی ٹھیس نہ پہنچے جنہیں کسی جماعت نے قائم کیا تھا اور جو حکومت سے مالی مدد بھی حاصل کرتی رہی ہیں۔ یہ بہت بڑا سوال ہے؟

ہمارے ملک میں جہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو قانون یا دستور کی دفعہ کی جس کے تحت اقلیتوں کو کچھ عطا کرنے کی گنجائش ہوتی ہے غلط تشریح کرتے ہیں وہیں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جو اقلیتی ادارے کی انتظامیہ کا رکن بن کر یا انتظامیہ میں گھس پیٹھ کرکے من مانی کرتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے نے اشارہ کر دیا ہے کہ اقلیتی تعلیمی ادارہ بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے اس کو قانون کے مطابق ہی چلایا جاسکتا ہے۔ جو لوگ اقلیتی تعلیمی ادارہ کے اقلیتی کردار کی دہائی محض اس لیے دیتے ہیں کہ من مانی کر سکیں یا خوشامد کرنے والوں کو نواز سکیں وہ قانون کی غلط تشریح کرنے والوں کے مقابلے چھوٹے مجرم نہیں ہیں۔ انہیں شاید یاد نہیں ہے کہ جس بینچ نے حالیہ فیصلہ سنایا ہے اسی بینچ کے تین جسٹس صاحبان نے اپنے فیصلوں میں لکھا ہے کہ دو جسٹس صاحبان کی بینچ کی طرف سے 7 رکنی بینچ کو یہ مقدمہ ریفر کرنا غلط تھا، اس کو پہلے تین رکنی بینچ کو بھیجنا چاہیے تھا اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی لوگوں کے علم میں ہے کہ ملک میں سیکڑوں ایسے ادارے ہیں جنہیں اقلیتی کردار یا درجہ حاصل ہے مگر یہاں کی انتظامیہ چائے پیتے، گپ شپ کرتے اور صدر، نائب صدر اور جنرل سیکریٹری کی ہاں میں ہاں ملانے کیلئے جمع ہوتی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ان کی ستائش و تشہیر کیلئے جھوٹی خبریں بھی شائع کروئی جاتی ہیں۔ ایسا کرنے والوں میں سیاہ باطن بھی ہوتے ہیں اور ظاہر و باطن ہر اعتبار سے سیاہ بھی۔ جس دن کوئی عدالت سے رجوع ہوا کہ جن اداروں کو اقلیتی ادارہ ہونے کا درجہ حاصل ہے ان اداروں نے مذہبی، لسانی اقلیت کے تحفظ کے لیے کیا کیا ہے یا کر رہی ہیں تو ان سب کے لیے مشکل ہوگی۔

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں اصولوں کی صراحت کر دی ہے، ساتھ ہی تین رکنی بینچ تشکیل دے کر مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار سے متعلق ضابطہ تیار کرنے کی بات بھی کہی ہے۔ یہ ضابطہ صرف مسلم یونیورسٹی کے لیے ہوگا یا اس کی روشنی میں دوسرے اقلیتی تعلیمی اداروں کے لئے بھی ضابطہ تیار ہوگا، یہ بھی اہم سوال ہے۔ حتمی جواب تو عدالت عالیہ یا ماہرین قانون ہی دیں گے مگر اس ضابطے کے دائرۂ نفاذ کے بڑھنے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ 1967ء کے فیصلے کالعدم قرار دیے جانے میں 57 برس لگ گئے ممکن ہے حالیہ فیصلے کے بعض پہلوؤں پر بعد میں روشنی پڑے اور تب تک اقلیتی تعلیمی اداروں کو اپنی جاگیر سمجھنے والے مر چکے ہوں مگر تب تک کافی لوگوں کا ضمیر زندہ ہوچکا ہوگا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اپنی زبان، تہذیب اور اداروں کے ملی کردار کو قتل کرنے والوں کو ماہر تعلیم، محسن ملت، سر سیّد ثانی کہنے کے مجرم ہم بھی ہیں۔ ■■■

خیابان حرم

مناقب حافظ ملت علیہ الرحمہ

تیری بصیرت پر سلام

منقبت در شان

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

بانی الجامعہ تیری بصیرت پر سلام
محسنِ ملت تری شانِ قیادت پر سلام

تو نے ویرانے میں ہے بستی بسائی علم کی
تیری کاوش، تیری محنت تیری ہمت پر سلام

محفلِ ہستی کی وسعت کو ہے جو گھیرے ہوئے
اے امیر قوم تیری ایسی شہرت پر سلام

تیرے قول و فعل سے رنگ شریعت آشکار
مرشد کامل ترے حسنِ طریقت پر سلام

تیری بیعت نے ہمیں نسبت عطا کی موت کی
رہبر راہ طریقت تیری نسبت پر سلام

تیرے در سے رات دن بٹتے ہیں عظمت کے گہر
خامۂ ارشاؔد کا ہے تیری عظمت پر سلام

تو نے بخشا قوم کو دین و شریعت کا قلعہ
حافظ ملت تیرے حُسنِ عنایت پر سلام

کاوش: ارشاؔد مبارکپوری

عطائے حافظِ ملت

منقبت در شان

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

فروزاں شمعِ خامہ ہے برائے حافظ ملت
ملے تحریر کو یارب جلائے حافظ ملت

عمامہ سنتِ نبوی کا ان کے سر کی زینت تھا
ڈھلی تھی آبِ تقویٰ سے قبائے حافظ ملت

تدبر ہو، تفکر ہو، تکلم ہو، تجسس ہو
ہر اک میدان میں گونجی صدائے حافظ ملت

زباں ذاکر، بیاں شیریں، قدم موزوں نظر نیچی
ڈھلی سنت میں تھی ہر اک ادائے حافظ ملت

بنائے اشرفیہ سے بہار اشرفیہ تک
عطائے اشرفی سے ہے عطائے حافظ ملت

ہزاروں طالبۂ دیں کا چمن شاداب کرتی ہے
بہت ہی فیض پرور ہے ہوائے حافظ ملت

اگر وصف "بلال ان کا ہوا تو کیا ہوا وصف
خرد مندوں کے لب پر ہے ثنائے حافظ ملت

کاوش: بلاؔل مبارکپوری

لفظِ عمل

منقبت در شان

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

تیرے کردار و عمل کی ہر طرف تنویر ہے
نقش پا تیرا چراغِ رہبر رہگیر ہے

تشنگانِ علم کو سیراب تو نے کر دیا
جامعہ تیرے تخیل کی حسیں تصویر ہے

وقف رکھا خود کو تو نے اہل سنت کے لیے
شیشۂ قرطاس پر لفظِ عمل تحریر ہے

آج اسمِ حافظِ ملت جدھر بھی دیکھیے
ہر فضائے دہر میں آوازۂ توقیر ہے

ہر گلِ شاخِ دبستاں کی ہے خوشبو منفرد
سعیِ پیہم کی تری واللہ یہ تاثیر ہے

جو زمیں پر ہے تری دستِ ہنر کا شاہکار
آج شہرت تیرے اشرفیہ کی عالمگیر ہے

کھل نہ جائے کیوں گرہ تقدیر کی اشرف امیؔر
کارفرما آپ کا جب ناخنِ تدبیر ہے

کاوش: امیر اشرؔف مبارکپوری

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2023-25

THE ASHRAFIA MONTHLY

DEC. 2024

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org